U884

Title - GHAYATUL MARAAM FI TEHREERUL MAWALAD WAL BAYAMUL TAAZEEM SAYYEDUL INAAM

Author - Sayyed Rauf Ahmad.

Publisher - Matba Alvi.

~~Pages~~ Printed - 1854.

Pages - 104.

Subjects - Seerat - Waladat Nabvi; Islam - Masail; Islam - Munazirah - Bainul Firaq.

# هو حسبی نعم الوکیل نعم المولی و نعم النصیر

حسب الحکم مهر ذیل مطبع کتب المنافع المسمی بسلطان المطابع

**فتوی** مشعر استحباب و استحسان قیام باستماع ذکر ولادت شریف آنحضرت

صلی الله علیه وسلم تصنیف مولانا مولوی **محمد مظهر کریم** صاحب

مع جواب الجواب آن از مولوی عبد الواحد فرخ آبادی مولوی نجم الدین قنوجی

## وغایة المرام فی تحقیق المولد والقیام

تصنیف سید الانام

از مولوی سید رؤف احمد صاحب و چند استفتا ہای دیگر

باهتمام مقبول الدوله احسان الملک کپتان میرزا محمد مهدی علیخان بهادر قبول ثابت جنگ

دربندر کلکته مطبع علوی بسنه ۱۲۹۸ه طبع گردید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خدمت میں علمای دین اور مفتیان شرع متین کے یہہ عرض ہی کہ قیام ہیچ مولد شریف
کے واجب ہی یا سنت ہی یا مستحب اور جو شخص کہ قیام نکری وہ کس سزا کی قابل ہی
اور واجب القتل ہی یا نہیں اور کونسا گناہ اوس سے صادر ہوا کبیرہ یا صغیرہ یا
کچہہ اس سے بھی زیادہ اور نماز اوس شخص کی بھی درست ہی یا نہیں بیان کیجیی اور
اجر پائی

**هو المصوب**

قیام وقت ذکر مولد شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کی بنظر تعظیم باتفاق علمای حرمین شریفین و علمای دیگر دیار مستحب و افضل ہی
جو شخص قیام نکری وہ نہایت بی ادب اور بی تمیز ہی اور اگر بنظر استخفاف و سبک سمجہہ کر
کہڑا نہوئی یا قیام معمولی علمای کرام کو کہ مستحب ہی برا جانیگا اور گناہ سمجہیگا تو وہ
کافر ہوگا اگر توبہ نکریگا تو واجب التعزیر و التادیب ہوگا اور ایسی شخص کی پیچھی نماز
نہ پڑہنا چاہیی واللہ اعلم بالصواب کتبہ محمد مظہر کریم حنفی عفی عنہ

**جواب الجواب از مولوی عبد الواحد فرخ آبادی** قیام یعنی کہڑی
ہونا اگرچہ ایک نوع تعظیم آنی والی کی واسطی ثابت ہوتی ہی مگر کہڑی ہونا مستحب

قدوم پر وہ بہی جب رسالہ مولود مین ہوا اور اگر قرآن اور حدیث مین ذکر قدوم آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم ہزار بار آوی کوئی بنا کہڑا ہو یہہ بات کتب شرعیہ سی معلوم
نہین ہوئی فقط وابمہ کا زور ہی اور باتفاق علمای حرمین شریفین و علمای دیگر
مستحب اور افضل ہونی پہ اسکی اگر تسلیم کیا جاوی تو بدون دلیل شرعی کی حجت
نہین ہی اور جو یہہ اعمال علمای ہوہین کیف ما کان آور اقتدای علمای
کرام کیف ما اتفق ہر زمانی مین بدون حجت شرعی کی مامور نہ ہون یہہ بات اصول
شرع سی ثابت نہین ومن ادعی فعلیہ البیان بلکہ علمای نامدار اور فضلای تقوی شعار مثل
ملا علی قاری حنفی وغیرہ نی دہمات حرمین مین رسائل لکہی ہین اور داد انصاف کی
دی ہی اور اسلاف صالحین بلکہ بہت سی صوفیان کرام نی کا اظہار اور معارضہ
کی آتیہ ہے خفا ہی حاصل انکہ اگر کوئی شخص کو اونکی حجت گروانی علمای شریعت کی سامنی
اصلا بیجا نہوگا علاوہ اسکی قول علمای دیندار کی کتب مشہورہ مین تصحیح کی ہی
بدعت اور بی اصل ہونی اس فعل پر چنانچہ شیخ محمد شامی نی اپنی کتاب جو مسمی سبل الرشاد
فی احوال خیر العباد المشہور بسیرۃ الشامی ہی چہٹی باب مین لکہا ہی عبارت اونکی یہہ
ہی جرت عادۃ کثیر من المحبین اذا سمعوا بذکر وضعہ صلی اللہ
علیہ وسلم ان یقوموا تعظیما لہ صلی اللہ علیہ وسلم وہذا القیام
بدعۃ لا اصل لہ انتہی اور عارف فانی عالم ربانی عاشق سید الثقلین خادم الحرمین
الشریفین شیخ محمد بن فضل اللہ جونپوری نی کتاب بہجۃ العشاق مین لکہا ہی بیان مین
ما جاء فی ادب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما یفعلہ العوام عند
ذکر وضع خیر الانام علیہ التحیۃ والسلام لیس بشیء بل مکروہ اور فاضل
نصیر الدین بحرالی ثم البرہانپوری نی اپنی کتاب طریقۃ السلف مین لکہا ہی قد احدث
بعض جہال المشایخ امورا کثیرۃ لا نجد لہا اثرا ولا اسما فی کتاب ولا سنۃ
منہا القیام عند ذکر ولادتہ صلعم انتہی اور تحفۃ القضاۃ مین لکہا ہی سئل
القاضی عن مجلس المولود الشریف قال لا ینعقد لانہ محدث وکل محدث

ضَلالَةٌ وَكُلُّ ضَلالَةٍ فِي النَّارِ وَمَا يَفْعَلُونَ مِنَ الْجُهَّالِ عَلَى رَأْسِ كُلِّ حَوْلٍ فِي
شَهْرِ الرَّبِيعِ الْاَوَّلِ لَيْسَ بِشَيْءٍ وَيَقُومُونَ عِنْدَ ذِكْرِ مَوْلِدِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَيَزْعُمُونَ اَنَّ رُوحَهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجِيءُ وَحَاضِرٌ فَزَعْمُهُمْ بَاطِلٌ بَلْ هٰذَا
الْاِعْتِقَادُ شِرْكٌ وَقَدْ مَنَعَ الْاَئِمَّةُ الْاَرْبَعَةُ عَنْ مِثْلِ هٰذَا انتہی پس جو قیام
بعد ہوا بدعت ہو اور حادث ہوا اوسکا تارک ملامت جائز ہی اوسکی تارک پر بلکہ تارک اوسکا اون لوگون
مین ہی جنکی شان مین قرآن پاک مین آیا ہی لَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ اور آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نی اونکی حق مین فرمایا ہی مَنْ تَمَسَّكَ بِسُنَّتِي عِنْدَ فَسَادِ اُمَّتِي فَلَهُ اَجْرُ
مِائَةِ شَهِيدٍ ایسی شخص کو بی ادب بی تمیز کہنا آوارہ اور بی تمیز محبت پر گواہ ہی اور ایسا
فعل محدث کا حقیقۃً جاننی والا منع سنت رسول اللہ ہی اور تارک ایسی بی سند معمول اور
مرسوم قیام کی قیام عوام کالانعام بلکہ بعضی علماء ہی کہ آمد کا کب آتی ملام بہا کشف
کفر او تکافر ہی ایسی شخص کی طرف کرنا مبغض کلام ہی بلکہ نسبت کرنی اکفر کا ایسی متبع
سنت سنیہ سید الانام علیہ و علی آلہ وصحبہ الف الف سلام کی طرف کفر اور ہر اس
مین ہی اعاذہ اللہ من ذلک اور ایسی شخص کو واجب التعزیر اور بادب کہنا اور
اوسکی پیچھی نماز کا نہ پڑہنا یہ بنا فاسد علی الفاسد ہی اور اوس دین اور شریعت کی
بات ہی جسکا اذن اللہ تعالی جلشانہ نے اجنا فی نہین دیا اور مخالف ہی مذہب
جمہور اہل سنت وجماعت کی کثرہم اللہ سواء ہم لیس ایسی قول بی دلیل کا کیا اعتبار ہی
وہو الہادی الی الصواب وہو المرجع والمآب کتبہ محمد عبد الواحد عفا اللہ عنہ

**جواب الجواب دیگر از مولوی نجم الدین قنوجی** قول مجیب اول کا محض بی معنی
اور غیر صحیح اور خلاف اہل سنت وجماعت کی ہی اور یہ دال ہی اوسکی کم علمی اور ضلالت
اوسکی پر ایسی ہی شخصون کی مصداق یہ حدیث ہی اَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ فَضَلُّوا
وَاَضَلُّوا اور جواب الجواب مولوی محمد عبد الواحد صاحب کا مدلل بعبارات معتبرہ اور
نہایت صحیح ہی کس واسطی کہ اول مولد کی کرنیکی کچہ اصل نہین ہی کہ شیخ تاج الدین
عمر بن علی اللخمی السکندری المشہور بالفاکہانی من متأخری المالکیۃ فی ان عمل المولد

چنانچہ امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں العبادۃ عبارۃ عن الفعل الذی
یؤتی بہ لغرض تعظیم الغیر یعنی عبادت وہ فعل ہے کہ جو غیر کی تعظیم کرنے کی غرض
سے کیا جاوے اور مولانا نسفی نے شرح عقائد میں کہا ہے الاشراک ھو اثبات الشریک
فی الالوھیۃ بمعنی وجوب الوجود کما للمجوس او بمعنی استحقاق العبادۃ
کما لعبدۃ الاصنام اور عقل سے سوچا چاہیے کہ وقت خاص وضع حمل کے شخص ایک
اوس جگہ کوئی موجود رہ سکتا ہے جسکے واسطے ان نادانوں نے قیام کہ درحقیقت عبادت ہے
واجبات سے التزام کیا ہے ہیچ ہے فکر ہر کس بقدر ہمت اوست اور اگر قیام مولد کو صرف
تعظیما کہا جاوے تو صدہا مرتبہ حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا نام زبان پر آتا ہے کوئی
کھڑا نہیں ہو جاتا ہے یہہ بھی ایک خام خیالی اور بے عقلی اونکی ہے کیونکہ اصل اصول میں تو ہی اور
نقل نقل اور علاوہ اسکے صحاح کی حدیثوں میں یہہ حدیث ہے عن انس رضی قال لم یکن
شخص احب الیھم من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکانوا اذا راوہ لم
یقوموا لما یعلمون من کراھیتہ لذلک وعن معاویۃ رضی قال قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من سرہ ان یتمثل لہ الرجال قیاما فلیتبوا مقعدہ
من النار وعن ابی امامۃ قال خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متکیا
علی عصا فقمنا لہ فقال لا تقوموا کما یقوم الاعاجم یعظم بعضھم بعضا
جب حیات میں اپنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قیام کو واسطے تعظیم کی مکروہ جانتے تھے تو بعد
انتقال شریف حضرت کی قیام مولد کو نکر اور کس دلیل سے مستحب ہو گیا ہم لوگ کچھ مقلد علما کے
حرمین شریفین کے نہیں ہیں جو فعل کو اونکے مثل آیت اور حدیث کی قبول کریں اور فعل بلا دلیل
ہرگز قابل اعتبار کے نہیں ہے فقط    مجیب الجواب صحیح مصیب ہکذا من الروایات الصحیحۃ

اضعف العباد دستگیر محمد نجم الدین قنوجی

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي خلق الموجودات وخص الانسان من بينهم بانواع التشرف والكرامات
وجعله ذا عقل وفهم وعلم واشرف المخلوقات وبعث رسلا مبشرين و
منذرين بالكتب والمعجزات واصطفى منهم نبينا وسيدنا على سائر الخلق
وارتضاه بجميع الكمالات واخرجنا به من الظلمات الى النور بجمال الحسنات و
انقذنا به من الجهل والضلالة الى الهدايات ووفقنا بتقليد المجتهدين الصائبين
واتباع العلماء الراسخين بانواع القربات وفضلنا باشرف ميلاد النبي الذي
حوى شرفا وفضلا على سائر الممكنات وجعل محبته وتعظيمه فرض عين على
كل واحد من الكائنات والقيام من انواع تعظيم النبي صلى الله عليه وسلم الذي هو
من الواجبات ؎ يا رب صل وسلم دائما ابدا ٭ على حبيبك خير الخلق كلهم
امابعد اضعف عباد الله الاحد سید رؤف احمد رزقه الله الرزاق الصمد محبة الرسول الامجد
بیان میں لاتا ہی کہ اس عرصی میں کئی جناب افادت مآب حامی السنة الحمیدة قامع البدعة

الذمیۃ عمدۃ المحققین زبدۃ المدققین استاذنا ومولانا مولوی محمد مظہر کریم صاحب دام برکاتہم
نے استفتا بعبارت مختصر درباب استحباب قیام وقت ذکر ولادت شریف آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم [illegible] جیسا کہ طریقہ مسلوکہ اسلاف کرام وعلمای ذوالاحترام کا ہے مستحسن فرمایا تہا
بنظر اسکے کہ مستفتی جاہل اور بے علمی روایات مدللہ سے خالی تہا تاہم ہر ایک عامی کا
قاصر نہو مولوی عبدالواحد فرخ آبادی تلمیذ مولوی نجم الدین قنوجی نے اوسکا رد لکہا چونکہ مضامین
ردالجواب سے جہالت وبے علمی اور ضلالت اونکی ظاہر اور عیان تہی اور تحریرات سابقہ علما
حرمین شریفین وعلمای دہلی ورامپور وغیرہ کی تائید جواب محررہ جناب استاذنا کافی اور
وافی نہین لہذا جناب ممدوح نے قلت تحریر رد الرد نہونے جواب جاہلان باشد خموشی پالن
اگر دونون راد کچہہ بہی استعداد علمی اور تہذیب رکہتی تو جناب ممدوح جواب اوسکا ایسا دندان
شکن لکہتے کہ اونکو بجز سکوت وپشیمانی کے اور کچہہ حاصل نہوتا کیونکہ تحقیق مسائل دینیہ مین جناب
ممدوح ید طولی رکہتے ہین اور عمر اپنی بیچ سیر کتب شرعیہ ومباحثہ علمای کرام کی بسر کی ہے اور
مسائل دقیقہ ومشکلہ مین ہنگام مناظرہ علمای کبار وفضلای ذوی الاقتدار سے حق بجانب انکی
از روی روایات کتب معتبرہ واستحسان وتصویب دیگر علمای بلاد اطراف واقطار کے قرار پایا
مگر بہر گاہ کہ بعد مطالعہ رد الجواب کے بعض ناظر کی رگ ہاشمی اور حرارت اسلامی جوش مین آئی
کہ سکوت اور عدم تعرض کا متحمل نہوا کیونکہ باوجود بے علمی اور جہالت کی سخت زبان درازی اونکی
سرزد ہوئی اور کلمات شنیعہ وملحدانہ اور بے ادبانہ سے تحریر اونکی مملو ہے اور تحقیر اور تضلیل بلکہ
تکفیر علمای کرام اور محدثین واولیای عظام ومتصوفین عالی مقام کی از سلف تا خلف اور
اسائت آداب بجناب نبی آپ کی اوس سے بمفہوم ومستفاد ہوتی ہے لہذا بموجب قول بزرگی
اگر بینم کہ نابینا و چاہ است * اگر خاموش بنشینم گناہ است * تحقیقا للحق وابطالا للباطل ضرور
پڑا کہ بوشگافیہای رد الجواب کی بخوبی کیجائے تا موجب ہدایت گمراہان وعبرت ونصیحت اور
اہلکات مبتدعون کی کسانیکہ [illegible] اور مومنین ضلالت تلبیسات باطلہ سے محفوظ
اور مصون رہین اور مغالطہ اور فریب مین نہ آجاوین لہذا نام اس رسالہ کا غایۃ المرام فی
تحقیق المولد والقیام تعظیما لسید الانام رکہا اللہم اجعلنا من المتبعین لسنۃ والمتابعین لاداب

المجیبین لآلہ واصحابہ وصل وسلم علیہ اب مطلب شروع کرتا ہوں کہ واضح ہو کہ اس رسالہ میں دو امر مہم مذکور ہیں ایک محافل مولد شریف اور دوسرے قیام وقت ذکر ولادت سید الانام صلی اللہ علیہ وسلم اور یہی دونوں امر محل نزاع ہیں پس تھوڑا سا بیان ان دونوں کی دلیل استحباب اور استحسان کا ان دونوں امر خطیر کی اس مقام پر بطور مختصر بیان ہوتا ہے اما ثبوت امر اول پس جمہور محدثین مستندین وفقہای مجتہدین وکافہ علمای متقدمین ومتاخرین اولیاء اللہ اور سلف صالحین رحمہم اللہ اجمعین نے مستحب اور مستحسن ہونا محفل مولد شریف کا اختیار کیا ہے اور اپنی تصانیف میں بدلایل واضحہ تحریر فرمایا ہے اگر ان سب کا تفصیلاً ذکر کیا جائے تو ضبط انکی اسما کا حد وحساب سے افزون بلکہ دائرہ حصر عقل سے بیرون ہے بلکہ اگر اکتفا اوپر اکثر کی کیجاوے تو بھی یہ رسالہ نہایت طویل ہو جائے اسواسطے بمقتضای ما لا یدرک کلہ لا یترک کلہ کی تصریح اسما بعضی کی بدون نقل کلام متمسک بہ بعضہ کی اور نقل کلام بعضی پر اکتفا کی جاتی ہے کہ ہر واحد ان ثقات سے مقتدی اور مستند بانفرادہ ہے چہ جائیکہ اتفاق ان اکابر کا اور اجماع اس جم غفیر کا ایک امر خطیر پر ہو پس اتباع اوسکا واجب اور ناگزیر ہے حضرت شیخ الفقہاء والمحدثین تاج العلماء والعارفین شیخ شیوخ العالم قطب الاقطاب الغوث الاعظم سید محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ والامام المحدثین ابو الفرج ابن جوزی محدث فقیہ حنبلی وابو الخطاب عمر بن دحیہ کلبی وابن خلکان محدث شافعی وعلامہ قسطلانی صاحب المواہب اللدنیہ وشارح صحیح بخاری وشیخ القراء الحافظ ابن الجزری ومحمد بن علی دمشقی صاحب سبل الہدی والرشاد وحافظ ابو الخیر سخاوی وحافظ عماد الدین ابن کثیر وعلامہ ابن ظفر [illegible] صاحب الدر المنتظم والامام نووی شافعی شارح صحیح مسلم وحافظ ابو شامہ استاد امام نووی صاحب کتاب الباعث علی انکار البدع والحوادث وشیخ ابو الحسن المعروف بابن الفضل وابو بکر الحجاز ومظفر البشار وابن محمد النعمان وابو موسی زرہونی وحافظ شمس الدین بن ناصر الدین دمشقی وجمال الدین عجمی ویوسف الحجاز ویوسف بن علی الشامی والامام کمال الدین [illegible] والامام [illegible] ظہیر الدین وشیخ نصیر الدین وشیخ [illegible]

الملا و امام صدر الدین بن عمر شافعی و حافظ ابن حجر مکی عسقلانی صاحب المولد الکبیر و حافظ
دمشقی و جلال الدین سیوطی و شارح ابن ماجہ و امام محقق ابو زرعہ عراقی حسین و شیخ
ابن حجر ہاشمی و احمد بن محمد مدنی المشہور بقشاشی و امام برزنجی و شیخ عبد الحق محدث
دہلوی اور منجملہ ان بزرگواروں کی حال تبحر علم ہر قسم حضرت غوث صمدانی و محبوب سبحانی
اور ابن جوزی کا اظہر من الشمس و ابین من الامس ہے چہ سو تحریر کی آغاز میں تصنیفات
اونکی ہوئی ہیں کہ اب تک وہ موجود ہیں اور ابو الخطاب بن دحیہ کلبی نی کتاب التنویر
فی شرح المولد السراج المنیر سنہ چھ سو چار ہجری میں تالیف فرمائی ہے اور ابن
خلکان محدث نی حال ونکا اس طرح رقم کیا ہی ابو الخطاب عمر بن دحیۃ الکلبی
کَانَ مِنْ اَعْیَانِ الْعُلَمَاءِ وَمَشَاهِیْرِ الْفُضَلَاءِ مُتْقِنًا بِعِلْمِ الْحَدِیْثِ النَّبَوِیِّ
وَمَا یَتَعَلَّقُ بِهٖ عَارِفًا بِالنَّحْوِ وَاللُّغَةِ وَاَیَّامِ الْعَرَبِ وَاَشْعَارِهَا اِشْتَغَلَ بِطَلَبِ
الْحَدِیْثِ فِیْ اَکْثَرِ بِلَادِ الْاَنْدَلُسِ الْاِسْلَامِیَّةِ وَلَقِیَ بِهَا عُلَمَاءَهَا وَمَشَایِخَهَا
ثُمَّ رَحَلَ مِنْهَا اِلٰی بَرِّ الْعُدْوَةِ وَدَخَلَ مَرَاکِشَ وَاجْتَمَعَ بِفُضَلَائِهَا ثُمَّ ارْتَحَلَ اِلٰی
اِفْرِیْقِیَّةَ وَمِنْهَا اِلَی الدِّیَارِ الْمِصْرِیَّةِ ثُمَّ اِلَی الشَّامِ وَالشَّرْقِ وَالْعَرَبِ وَالْعِرَاقِ وَدَخَلَ
عَلٰی عِرَاقِ الْعَجَمِ وَخُرَاسَانَ وَمَا وَالَاهَا وَمَازِنْدَرَانَ کُلُّ ذٰلِكَ فِیْ طَلَبِ الْحَدِیْثِ
وَالْاِجْتِمَاعِ بِاَئِمَّتِهٖ وَالْاَخْذِ عَنْهُمْ وَهُوَ فِیْ تِلْكَ الْحَالِ یُؤْخَذُ عَنْهُ وَیُسْتَفَادُ مِنْهُ وَ
قَدِمَ مَدِیْنَةَ اِرْبِلَ سَنَةَ اَرْبَعٍ وَسِتِّمِائَةٍ وَهُوَ مُتَوَجِّهٌ اِلٰی خُرَاسَانَ فَرَاٰی صَاحِبَهَا
الْمَلِكَ الْمُعَظَّمَ مُظَفَّرَ الدِّیْنِ بْنَ زَیْنِ الدِّیْنِ مُوْلَعًا بِعَمَلِ مَوْلِدِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ
وَسَلَّمَ عَظِیْمَ الْاِحْتِفَالِ بِهٖ فَعَمِلَ لَهٗ کِتَابًا اَکِتَابَ التَّنْوِیْرِ فِیْ شَرْحِ مَوْلِدِ السِّرَاجِ
الْمُنِیْرِ فَقَرَاَهٗ عَلَیْهِ بِنَفْسِهٖ وَلَمَّا عَمِلَ هٰذَا الْکِتَابَ دَفَعَ اِلَیْهِ الْمَلِكُ اَلْفَ دِیْنَارٍ
یعنی ابو الخطاب بن دحیہ کلبی تھا اعیان علما اور مشاہیر فضلا سے حاذق بعلم حدیث نبوی
و ما یتعلق بہ عارف علم نحو و لغت اور ایام اور اشعار عرب کا تھا مشغول ہوا واسطے طلب حدیث کے
شہروں اسلامیہ اندلس میں اور ملاقات کی وہاں کے علما اور مشایخ سے بعد اسکے
شہر بر العدوہ و مراکش میں جا کر وہاں کی فضلا سے ملا بعدہ افریقیہ اور دیار مصریہ میں پہر

شام و شرق و غرب و عراق عرب و عراق عجم و خراسان اور گرد اوسکی اور مازندران مین ایا
ہر ایک جگہہ حدیث طلب کرتا تھا اور ائمہ اور فضلا سے ملتا تھا اور استفادہ لیتا تھا اور وقت
ہوا شہر اربل مین بیچ سال چھہ سو چار ہجری کی بحالت جانے طرف خراسان کی سیر
دیکھا مظفر الدین بن زین الدین بادشاہ اربل کو حریص اوپر کرنے محافل مولد شریف
کے پس تصنیف کی کتاب التنویر فی شرح مولد السراج المنیر واسطے بادشاہ مذکور
کے اور بذات خود پڑھا اوس کتاب کو محفل مولد شریف مین اور بادشاہ موصوف نے
ہزار دینار اس تصنیف کی صلہ مین اوسکو عنایت فرمائے انتہی اور مولد ابو الفرح بن جوزی
رحمۃ اللہ علیہ مین ہے وَقَدْ بَسَطَ الْکَلَامَ فِی تَرْغِیبِ مَوْلِدِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ فَلَا زَالَ أَهْلُ الْحَرَمَیْنِ الشَّرِیفَیْنِ وَالْمِصْرِ وَالْیَمَنِ وَالشَّامِ وَسَائِرِ بِلَادِ
الْعَرَبِ مِنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ یَحْتَفِلُونَ بِمَجْلِسِ مَوْلِدِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ وَیَفْرَحُونَ بِقُدُومِ هِلَالِ رَبِیعِ الْأَوَّلِ وَیَغْتَسِلُونَ وَیَلْبَسُونَ الثِّیَابَ
الْفَاخِرَةَ وَیَتَزَیَّنُونَ بِأَنْوَاعِ الزِّینَةِ وَیَتَطَیَّبُونَ وَیَکْتَحِلُونَ وَیَأْتُونَ بِالسُّرُورِ فِی
هٰذِهِ الْأَیَّامِ وَیَبْذُلُونَ عَلَی النَّاسِ بِمَا کَانَ عِنْدَهُمْ مِنَ الْمَضْرُوبِ وَالْأَجْنَاسِ
وَیَهْتَمُّونَ اهْتِمَامًا بَلِیغًا عَلَی السَّمَاعِ وَالْقِرَاءَةِ لِمَوْلِدِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
وَیَنَالُونَ بِذٰلِکَ أَجْرًا جَزِیلًا وَفَوْزًا عَظِیمًا وَمِمَّا جُرِّبَ عَنْ ذٰلِکَ أَنَّهُ وُجِدَ فِی ذٰلِکَ
الْعَامِ کَثْرَةُ الْخَیْرِ وَالْبَرَکَةِ مَعَ السَّلَامَةِ وَالْعَافِیَةِ وَسَعَةِ الرِّزْقِ وَ
ازْدِیَادِ الْمَالِ وَالْأَوْلَادِ وَالْأَحْفَادِ وَدَوَامِ الْأَمْنِ وَالْأَمَانِ فِی الْبِلَادِ
وَالْأَمْصَارِ وَالسُّکُونِ وَالْقَرَارِ فِی الْبُیُوتِ وَالدَّارِ بِبَرَکَةِ مَوْلِدِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یعنے تحقیق کلام بیچ ترغیب مولد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دراز کیا اور ہمیشہ اہل
مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ اور مصر اور یمن اور شام اور تمام شہرہای عرب کے مشرق سے تا مغرب
ہمیشہ مجمع ہوتے ہین مجلس مولد شریف مین اور خوش ہوتے ہین رویت ہلال ربیع الاول سے
اور غسل کرتے ہین اور جامہای فاخرہ پہنتے ہین اور انواع انواع زینت کرتے
ہین اور خوشبو استعمال کرتے ہین اور سرمہ لگاتے ہین اور ان ایام مین بہت

خوش ہوتی ہین اور نقد وجنس جو اونکی پاس ہوتا ہی سب خیرات کرتی ہین اور بڑا
اہتمام اوپر پڑہنی اور سننی مولد شریف کی کرتی ہین اور وہ پہونچتی ہین بسبب اسکی
اجر جزیل اور ثواب عظیم کو اور تحقیق مجرب ہوئی ہی یہہ بات کہ جس سال کوئی مولد
پڑہتا ہی نیکی اور برکت بہت پاتا ہی اور سلامتی اور عافیت اور کشادگی روزی اور
زیادتی مال اولاد واحفاد اور امن وامان ہوتی ہی اون شہروں مین اور سکون
وقرار ہوتا ہی اون گہروں مین مولد شریف کی برکت سی فی الفتح المبین
شرح الاربعین للامام النووی قال شیخنا الامام ابو شامة ومن احسن
ما ابتدع في زماننا ما يفعل كل عام في اليوم الموافق ليوم مولده صلى الله عليه
وسلم من الصدقات والمعروف واظهار النعمة والسرور فان ذلك مع ما فيه
من الاحسان الى الفقراء مشعر لمحبة النبي صلى الله عليه وسلم وتعظيمه
وجلالته في قلب فاعل ذلك وشكر الله تعالى على ما من به من ايجاد رسوله
الذي ارسله رحمة للعالمين صلى الله عليه وسلم انتهى فتح المبين
شرح چہل حدیث امام نووی رح کی لکہا ہی کہ فرمایا ہی استاد ہماری ابو شامہ نی کہ
بہترین بدعتہای حسنہ ہماری زمانی مین یہہ ہی کہ کی جاتی ہی ہر سال وسدن مین
کہ روز ولادت حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی موافق ہوتا ہی خیرات اور معروف اور
اظہار نعمت اور خوشی ایک تو نفع پہونچاتا ہی فقرا ومحتاجون کو دوسری یہہ بات آگاہی
دینی والی ہی محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی اور اونکی تعظیم اور بزرگی سی جو دل محفل
کرنیوالی کی اور ہمیشہ شکرگزاری ہی اللہ تعالی کی کہ اسدن مین پیدا کیا ہی اپنی رسول
کو واسطی رحمت تمام عالم کی سئل الامام المحقق الولی ابو زرعة العراقی عن فعل
المولود أمستحب او مكروه وهل ورد فيه شيء او هل فعله من يقتدى
به فاجاب بقوله الوليمة واطعام الطعام يستحب في كل وقت فكيف اذا
انضم الى ذلك السرور بظهور نور النبوة في هذا الشهر الشريف ولا
نعلم ذلك من السلف ولا يلزم من كونه بدعة كونه مكروها فكم من

بِدَاعَةٍ مُسْتَحَبَّةٌ بَلْ وَاجِبَةٌ اِذَا لَمْ يَنْضَمَّ بِذَالِكَ مُفْسِدَةٌ یعنی امام محقق ولی
ابو زرعہ عراقی سی لوگون نے پوچھا فعل مولود شریف سی نہ مستحب ہی یا مکروہ اور آیا کچھ
اس باب مین وارد ہوا ہی یا کسی مقتدا نے اسکو کیا ہی تو انہون نے جواب دیا کہ
ولیمہ اور کہانا کہلانا ہر وقت مین مستحب ہی پس کیونکر مستحب نہو گا جسوقت مین
منضم ہو کی طرف اسکی خوشی واسطی ظاہر ہونے نور نبوت کے اس ماہ مبارک مین اور
نہین جانتا ہون مین کہ سلف نے اسکو کیا ہی اور اوسکی بدعت ہونے سی لازم نہین آتا
ہی کہ مکروہ ہو اسواسطی کہ بعضی بدعت مستحب بلکہ واجب ہین جب تک کہ کوئی مفسدہ
اسمین نہو قَالَ الْحَافِظُ اَبُو الْخَيْرِ السَّخَاوِيُّ عَمَلُ الْمَوْلُودِ الشَّرِيْفِ لَمْ يَنْقُلْ اَحَدٌ
مِنَ السَّلَفِ الصَّالِحِ فِي الْقُرُوْنِ الثَّلٰثَةِ الْفَاضِلَةِ وَاِنَّمَا حَدَثَ بَعْدَهُمْ لَا زَالَ
اَهْلُ الْاِسْلَامِ فِي سَائِرِ الْاَقْطَارِ وَالْمُدُنِ الْكِبَارِ يَشْتَغِلُوْنَ فِي شَهْرِ مَوْلِدِهٖ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَمَلِ الْوَلَائِمِ الْبَدِيْعَةِ الْمُشْتَمِلَةِ عَلَى الْاُمُوْرِ الْبَهِيْجَةِ الزَّهِيَّةِ
يَتَصَدَّقُوْنَ فِي لَيَالِيْهِ بِاَنْوَاعِ الصَّدَقَاتِ وَيُظْهِرُوْنَ السُّرُوْرَ وَيَزِيْدُوْنَ
فِي الْمَبَرَّاتِ وَيَعْتَنُوْنَ بِقِرَاءَةِ مَوْلِدِهِ الْكَرِيْمِ وَيَظْهَرُ عَلَيْهِمْ مِنْ بَرَكَاتِهٖ
فَضْلٌ عَظِيْمٌ کہا حافظ ابو الخیر سخاوی نے عمل مولد شریف کو نقل نہین کیا کسی سلف
صالح نے تینون قرن فاضلہ مین اور حادث ہوا ہی بعد اوسکے پس اہل اسلام ہیچ تمام
اطراف اور شہرون کلان کی ہمیشہ مشغول رہتی ہین ماہ مولد نبی صلی اللہ علیہ وسلم
مین ساتھ عمل کرنی دعوتہای بدیعہ کی کہ مشتمل ہی اوپر امور خوش اور بلند کی اور
صدقے دیتی ہین اوس مہینے کی راتون مین طرح طرح کی صدقے اور ظاہر کرتی
ہین خوشی اور داد و دہش زیادہ کرتی ہین اور قراءۃ مولد شریف مین زیادہ
اہتمام کرتی ہین اور ظاہر ہوتی ہی اوپر اونکی مولد شریف کی برکتون سی بزرگی
عظیم قَالَ الْحَافِظُ عِمَادُ الدِّيْنِ ابْنُ كَثِيْرٍ كَانَ صَاحِبُ اِرْبِلَ يَعْمَلُ الْمَوْلِدَ الشَّرِيْفَ
فِي الرَّبِيْعِ الْاَوَّلِ وَيَحْتَفِلُ بِهٖ اِحْتِفَالًا هَائِلًا وَقَدْ صَنَّفَ الشَّيْخُ اَبُو الْخَطَّابِ
بْنُ دِحْيَةَ لَهٗ كِتَابًا سَمَّاهُ التَّنْوِيْرُ فِي مَوْلِدِ الْبَشِيْرِ النَّذِيْرِ وَقَدْ اَثْنٰى عَلَيْهِ

الائمة منهم الحافظ ابو شامة شيخ النووي في كتاب الباعث على
انكار البدع والحوادث وقال ومثل هذا الحسن يندب اليه ويشكر فاعله
ويثنى عليه کہا حافظ عماد الدین کثیر نی تہا بادشاہ اربل کا کہ محفل مولود شریف
کی ربیع الاول کی مہینی مین بڑی دہوم سی کرتا تہا اور تصنیف کیا شیخ ابو الخطاب ابن
دحیہ نی واسطی اوس بادشاہ کی ہا ایک کتاب مولود شریف کی نام اوسکا رکہا تنویر
فی مولد البشیر النذیر اور تعریف اور ثنا اوسکی کی ہی اماموں نی اونہین سی ہی ابو شامہ
استاد امام نووی بیچ کتاب الباعث علی انکار البدع والحوادث کی اور کہا حافظ
عماد الدین مذکور نی اور باشند اس فعل کی ہر آئینہ نیک ہی مستحبین کی جانب ہی اور
اوسکی اور تعریف کیا جاتا ہی فاعل ایسی فعل کا اور ثنا کی جاتی ہی اور اوسکے
قال ابن الجوزي لم يكن في ذلك الا ارغام الشيطان وادعام اهل الايمان
کہا ابن جوزی رح نی نہین ہی بیچ محفل مولود شریف کی مگر خاک مین ملانا شیطان کی اور خوشنودی
مومنین کی ہی قال العلامة ابن طغربل في الدر المنظم وقد عمل المحبون
النبي صلى الله عليه وسلم فرحا بمولده الولائم فمن ذلك ما عمله بالقاهرة
من الولائم الكبار الشيخ ابو الحسن المعروف بابن القفل قدس سره وشيخ
شيخنا ابو عبد الله بن محمد بن النعمان وعمل ذلك قبله جمال الدين العجمي الهمداني
وممن عمل ذلك على قدر وسعه يوسف الحجار بمصر وقد رأى النبي صلى
الله عليه وسلم وهو يحرض يوسف المذكور على عمل ذلك قال وسمعت
يوسف بن علي بن رزيق الشامي الاصل المصري المولد الحجار بمصر في
منزله بها حيث يعمل مولد النبي صلى الله عليه وسلم يقول رأيت النبي صلى
الله عليه وسلم في المنام منذ عشرين سنة وكان لي اخ في الله تعالى يقال
له الشيخ ابو بكر الحجار فرأيت كأنني وابا بكر هذا بين يدي النبي صلى الله
عليه وسلم جالسين فامسك ابو بكر لحية نفسه وفرقها نصفين فذكر
النبي صلى الله عليه وسلم كلاما لا افهمه فقال النبي صلى الله عليه وسلم [illegible]

له لولا كانت هذه في النار ودار آلائي وقال لا خير منك وكان بيده قصب
فقلت لاي شيء يا رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال حتى لا تبطل المولد
ولا السنن قال يوسف فعملته منذ عشرين عاما الى الآن قال وسمعت
يوسف المذكور يقول سمعت ابا بكر الحجار يقول سمعت منصورا
يقول رأيت النبي صلى الله عليه وسلم في المنام يقول لي قل له لا يبطله
يعني المولد ما عليك ممن اكل ومن لم ياكل قال وسمعت شيخنا ابا النعمان
يقول سمعت الشيخ ابا موسى الزهوني يقول رأيت النبي صلى الله عليه وسلم
في النوم فذكرت له ما يقول الفقهاء في عمل الولائم في المولد فقال النبي صلى
الله عليه وسلم من فرح بنا فرحنا به کہا علامہ ظفر [illegible] نے بیچ کتاب در منتظم کی
تحقیق کیا محبان نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے خوشی میلاد شریف کی [illegible] چنانچہ
شہر قاہرہ میں بڑی محفل کہانی کی کی شیخ ابو الحسن مشہور بابن القفل قدس سرہ نے اور
استاذ الاستاذ ہمارے عبد اللہ محمد بن نعمان نے اور اس سے پہلی کی محفل کہانی کے
جمال الدین عجمی ہمدانی نے اور اونہیں میں سے ہی جنہوں نے کی یہہ محفل اپنی مقدور
کی موافق یوسف حجار ہمدانی نے مصر میں اور خواب میں دیکہا آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کو [illegible] تحریص دلاتی تہی آپ یوسف مذکور کو اوپر اس عمل کی
کہتی ہیں علامہ مذکور کہ سنا میں نے یوسف حجار بن حلبی بن زراق شامی الاصل
مصری المولد کو مصر میں اوسکی گہر میں جہاں کرتا تہا وہ مولد نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کا کہتا تہا وہ دیکہا میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو اوپر خواب
میں اسکو عرصہ بیس برس کا ہوا اور تہا سیر ایک [illegible] شیخ ابو بکر حجار میں دیکہا میں نے
میں اور میرے بہائی ابو بکر ہم دونوں سامنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹہی ہیں پہر ذکر
کیا اوسنی آگی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسا کلام کہ نہ سمجہا میں اوسکو پہر فرمایا
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکی جواب میں اگر نہ ہوتا یہہ امر [illegible] ہوتی یہہ داڑہی
آگ میں اور میری جانب متوجہ ہوکر ارشاد کیا کہ تجہکو ماروں گا اور [illegible] ہاتہہ میں لکڑی

جہل کی تہی سینی عرض کیا کہ کیا تقصیر سرزد ہوئی فرمایا کہ تا نشستی تو مولد شریف اور
سنت کا بطلان کہا یوسف نی تب سی سینی میں برس سی اب تک محفل مولد شریف
کی کرتا ہون اور روایت کیا اسکو مذکور نی یوسف مسطور سی اور یوسف نی ابوبکر
حجار سی اور ابوبکر حجار نی منصور نشار سی کہ وہ کہتا تہا کہ مین مشرف ہوا رویا مین زیارت
سی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سی فرمایا مجہسی کہ کہدی تو یوسف حجار سی کہ بطلان نکری
مولد شریف کا کیونکہ ہی نہین ہی شہہ اور کوئی کہا گیا ہی ایسا کہا ہی اور کہا علامہ سینا بن نی
شیخ بن محمد نعمان سی کہ اوسنی کہا شیخ ابو موسی ہی زر ہولی نی کہ مین نی خواب مین دیکہا
انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پس ذکر کیا مین نی آگی انحضرت کی قول فقہا کا بیچ منع
ولائم مولد کی پہر فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی اوسکی جواب مین جو خوشی کریگا ہمارے
ساتہہ خوشی کرینگی ہم اوسکی ساتہہ وقال الامام الحافظ ابو الخیر بن الجزری شیخ القراء
فی کتابہ عرف التعریف بالمولد الشریف من خواصہ انہ امان فی ذلک العام
وبشرٰی عاجلۃ بنیل البغیۃ والمرام قد رئی ابو لہب بعد موتہ فی النوم فقیل
ما حالک فقال فی النار الا انہ یخفف عنی کل لیلۃ اثنین وان ذلک باعتاقی
ثویبۃ عندما بشرتنی بولادۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم وبارضاعہا لہ
فاذا کان ابو لہب الکافر الذی نزل القرآن بذمہ جوزی فی النار بفرحہ
لیلۃ مولد محمد صلی اللہ علیہ وسلم فما حال المسلم الموحد من امۃ محمد
صلی اللہ علیہ وسلم یسر بمولدہ ویبذل مالہ ولعمری انما یکون جزاءہ من
اللہ الکریم ان یدخلہ بفضلہ جنات النعیم کہا امام حافظ ابو الخیر ابن جزری نی
کہ استاد قاریون کی ہی کتاب عرف التعریف بالمولد الشریف مین کہ خواص مولد شریف
سی ہی امنی اوس سال مین اور خوشی اور مژدہ جلد ہوتا ہی واسطی برآمد حاجات اور
مطلب کی اور دیکہا لوگون نی ابو لہب کو خواب مین پس پوچہا کہ تیرا کیا حال ہی کہا
ابو لہب نی دوزخ کی آگ مین جلتا ہون مگر ہر شب دوشنبہ مین تخفیف عذاب کی مجہسی
ہوتی ہی اور بیشک تخفیف عذاب بسبب آزاد کرنی میری ثویبہ کی ہی نزدیک خوشخبری

دیتی اوسکی ساتھ پیدائش حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے اور دودھ پلاتی اوسکی کی ہی سبب
کہ ابولہب سی کافر کو جسکی مذمت قرآن شریف مین مذکور ہی بسبب فرحت اور خوشی
مولد شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تخفیف عذاب ہو تو کیا حال اس مسلم موحد امت
محمدیہ کا کہ خوشی کرتا ہی بسبب مولد شریف کی اور مال اپنا خرچ کرتا ہی قسم ہی مجہکو اللہ تعالی
اوسکی جزا یہی ہو کہ داخل کریگا اوسکو جنات نعیم مین وذکر نحوہ الحافظ شمس الدین

محمد بن ناصر الدین الدمشقی حیث قال اذا کان هذا کافرا جاء ذمه وتبت
یداه فی الجحیم مخلدا اتی انه فی یوم الاثنین دائما یخفف عنه
للسرور باحمدا فما الظن بالعبد الذی کان عمره باحمد مسرورا
ومات موحدا

اور مثل ابن جزری کی ذکر کیا ہی حافظ شمس الدین محمد ناصر الدین
دمشقی نی کتاب مورد الصادی فی مولد الہادی مین اور بعد اسکی یہہ اشعار لکھی حاصل
مضمون انکا یہہ ہی جبکہ یہہ کافر ایسا کہ سورۂ تبت مین مذمت اوسکی آئی ہی ہر دوشنبہ
کی دن اوسکو تخفیف ہوتی ہی بسبب خوشی مولد احمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پس کیا گمان
ہی ساتھہ اوس بندہ مسلم کی تمام عمر اوسکی فرحت اور سرور مولد احمد مین گذری ہو
اور موحد مرا ہو

قال الشیخ الامام العلامة الشهیر بابن البطاح فی فتاوی بخطه اذا
انفق المنفق تلک اللیلة وجمع جمعا اطعمهم ما یجوز واسمعهم ما یجوز سماعه
ودفع للمسمع المشوق للآخرة ملبوسا کل ذلک سرورا بمولده صلی الله علیه
وسلم فجمیع ذلک جائز ویثاب فاعله اذا احسن القصد ولا یختص ذلک بالفقراء
دون الاغنیاء الا ان یقصد مواساة الاحوج والفقراء اکثر ثوابا

شیخ علامہ مشہور ابن بطاح نی بیچ فتوی خطی اپنی کی جسوقت خرچ کیا خرچ کرنیوالی نی
شب میلاد مین اور جمع کیا ایک جماعت کو کہ کہانا کہلایا انکو وہ کہانا جو جائز ہی
اور سنایا انکو وہ کہ جائز ہی سننا اوسکا اور دیا سننی والی مشتاق آخرت کو لباس
واسطی سرور ولادت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پس یہہ سب جائز ہی اور ثواب
ملیگا اوسکی فاعل کو اگر قصد نیک کیا ہوگا اور یہہ دعوت مسلم

نہین ہی ساتھہ محتاجین کی بلکہ اسمین فقیر اور اغنیا برابر ہین مگر جسنے قصد کری کہ غمخوار
محتاج تھے اور فقیرون کی زیادہ ثواب رکھتا ہی قال الفاضل عبد اللہ بن شمس الدین
الانصاری فی کتابہ المسمی بمنہاج الدین و معراج المسلمین ذکر فی فصل الخطاب
وحدثناہ فی معناہ العباس بن عبد المطلب قال کنت مواخیا لابی لہب مصاحبا
لہ فلما مات و تعذب اخبر اللہ تعالی عنہ بما اخبر حزنت علیہ و همنی امرہ فسألت اللہ
حولا ان یرینی ایاہ فی المنام قال فرأیت نارا تلتہب فسألتہ عن حالہ فقال
صرت الی النار فی العذاب فلا یخفف عنی العذاب الا لیلۃ الاثنین من
اللیالی و الایام فانہ یرفع العذاب عنی قلت و کیف ذلک فقال ولد فی تلک اللیلۃ
محمد صلی اللہ علیہ وسلم فجاءتنی امیمۃ فبشرتنی بولادتہ ففرحت بمولدہ و اعتقتہا
فرحا فاثابنی اللہ تعالی بان یرفع عنی العذاب فی کل لیلۃ الاثنین لذلک کہا فاضل عبد اللہ
بن شمس الدین انصاری نی بیچ کتاب اپنی مسمی بمنہاج الدین و معراج المسلمین کے ذکر کیا
ہی بیچ فصل الخطاب کے اور روایت کی ہمسی عباس بن عبد المطلب نے کہ تہا مین بہائی ابی لہب کا
اور یار اوس کا پس جب موا وہ و حال یہ ہی کہ خبر دی اللہ تعالی نی اوس سی جو کچھ کی خبر
دی تہی غمگین ہوا مین اوپر اوسکی اور رنجیدہ تہا مین اوسکے کام نی پس سوال کیا
مین نی اللہ سی یہہ کہ دکہلا دی اللہ میری تئین اوسکو خواب مین کہا عباس نے پس دیکہا مین نی
ایک آگ کو کہ جلتی ہی تب پوچہا مین نی اوس سی اوسکا حال پس کہا اوسنی داخل ہوا
مین دوزخ مین بیچ عذاب کی پس نہین تخفیف کیا جاتا ہی عذاب مگر روز دوشنبہ مین
سب دنون اور راتون سی اوٹھا لیا جاتا ہی عذاب مجھہ سی کہا مینی یہہ کیونکر ہی پس کہا پیدا ہوا
بیچ اوس رات کی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پس آئی ایک لونڈی میری پس بشارت دی مجکو ساتھہ
پیدا ہونی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی پس خوش ہوا مین اوسکی پیدا ہونی سی اور آزاد کیا مین
اوس لونڈی کو خوشی سی پس ثواب دیا مجکو اللہ تعالی نی اس طور پر کہ اوٹہایا جاتا ہی مجھہ
سی عذاب ہر رات دوشنبہ کی اس سبب سی قال الشیخ الامام جلال الدین بن عبد الرحمن
بن عبد الملک المعروف بالمخلص الکتانی مولد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

مبجل مکرم قدس یوم ولادته وشرف عظیم وکان وجوده بعده سبب
النجاة لمن اتبعه وتقلیل خطیئته ممن اعدّ له النار وولادته صلی الله علیه
وسلم وثبت برکاته علی من اهتدی به فشابه هذا الیوم یوم الجمعة من حیث
ان یوم الجمعة لا تسعر فیه جهنم هکذا ورد عنه صلی الله علیه وسلم فمن المناسب
اظهار السرور وانفاق المیسور واجابة من دعاه رب الولیمة للحضور
کہا شیخ امام جلال الدین بن عبدالرحمن بن عبدالملک المشہور بہ قسطلانی نی کہ مولد
شریف کی بزرگ اور کریم ہی پاک ہی روز ولادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
اور ہی ایجاد اوسکا بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سبب نجات کا اوس شخص کیلئے
کہ اتباع کری اوسکا اور کمی گناہون کی اوس شخص سی کہ مہیا کیا اوسنی اسطی واسطے
خوشی ولادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اور تمام ہونگی برکتین اسدن کی اوس
شخص پر کہ ہدایت ہی ہو گا ساتھ اوسکے پس مشابہ ہی یہہ دن جمعہ کی دن
کی اس بات مین کہ بہڑکائی نہین جاتی دوزخ کی آگ اسیطرح وارد ہوا آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سی پس مناسب ہی اظہار سرور اور خرچ کرنا جسقدر کہ میسر ہو اور اجابت
کرنا اوس شخص کا کہ بلاوی اوسکو ولیمہ کرنیوالا واسطی حاضر ہونیکی قال العلامة ظهیر الدین
بن جعفر هی بدعة حسنة اذا قصد فاعلها جمع الصالحین والصلوة علی النبی
صلی الله علیه وسلم واطعام الطعام الفقراء والمساکین وهذا القدر یثاب
علیه بهذا الشرط فی کل وقت واما جمع الذمائم وعمل السماع والرقص
ومثل ذلك فلا ینبغی بل یقارب ان یذم کہا علامہ ظہیر الدین بن جعفر نی کہ مولد
شریف بدعت حسنہ ہی اگر مقصود اوسکی بانی کا جمع کرنا ہو صالحین کا اور درود بہیجنا اوپر
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اور کہانا کہلانا فقرا اور مساکین کا اور اسقدر پر ثواب ملیگا ساتھ اسی
شرط کی ہر وقت مین لیکن جمع کرنا فاسقون کا اور راگ اور ناچ کرنا اور مانند اسکی پس لائق نہین ہی
بلکہ قریب ہی کہ برا ہو گا قال الشیخ نصیر الدین لیس هذا من السنن ولکن اذا
انفق فی هذا الیوم واظهر السرور فرحا بدخول النبی صلی الله علیه وسلم

فی الوجد واتخذ السماع الخالی من المردان والشہوات من المنکرات بانشاد ما یشوق الی الاخرۃ ویزہد فی الدنیا فہذا اجتماع حسن یثاب قاصد ذلک وفاعلہ علیہ الا ان سوال الناس ما فی ایدیہم بذلک فقط بدون ضرورۃ وحاجۃ سوال مکروہ واجتماع الصلحاء فقط لیاکلوا ذلک الطعام ویذکرون اللہ تعالی ویصلون علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یضاعف القربات والمثوبات کہا شیخ نصیر الدین نی کہ محفل مولود شریف مستحسن ہین لیکن جسوقت صحیح کیا جاوی اس مین اور ظاہر کی جاوی خوشی بسبب ولادت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اور اختیار کیا جاوی سماع خالی امردون اور شہوتون سی کہ باشی ہی فسقیات سی اور اختیار کیا جاوی ایسا شعر پڑہنا کہ شوق آخرت کا دلاوی اور بیرغبتی دنیا کی پس یہ اجتماع نیک ہی کہ ثواب دیا جاویگا قصد کرنیوالا اور فاعل اسکا اوپر اوس کی مگر یہ کہ سوال کرنا آدمیون کا جو چیز کہ انکی ہاتہہ مین ہی صدقہ سی بنا پر اس جمع کی فقط بغیر ضرورۃ کی اور حاجت کی سوال مکروہ ہی اور جمع ہونا صرف نیک لوگونکا واسطی کہانی کی اور ذکر کرنا خدا تعالی کا اور درود بہیجنا اوپر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دو چند کرتا ہی عبادات اور ثواب کو قال الامام الحافظ ابو محمد عبد الرحمن بن اسمعیل المعروف بابی شامۃ فی کتابہ الباعث علی انکار البدع والحوادث فالبدعۃ الحسنۃ متفق علی جواز فعلہا والاستحباب لہا ورجاء الثواب لمن حسنت نیتہ فیہا وہی کل مبتدع موافق لقواعد الشریعۃ غیر مخالف لشیء منہا ولا یلزم من فعلہ محذور شرعی وذلک نحو بناء المنابر والمدارس وخانات السبیل وغیر ذلک من انواع البر التی لم تعہد فی الصدر الاول فانہ موافق لما جاءت بہ الشریعۃ من اصطناع المعروف والمعاونۃ علی البر والتقوی ومن احسن ما ابتدع فی زماننا ہذا من ہذا القبیل ما کان یفعل بمدینۃ اربل کل عام فی الیوم الموافق لیوم مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم من الصدقات والمعروف واظہار الزینۃ والسرور فان ذلک مع ما فیہ من الاحسان الی

الی الفقراء لمشعر بمحبة النبی صلی اللہ علیہ وسلم وتعظیمہ وجلالہ فی
قلب فاعلہ وشکر اللہ تعالی علی ما من بہ من ایجاد رسولہ الذی ارسلہ
رحمة للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم وکان اول من فعل ذلک بالموصل
الشیخ عمر بن الملا احد الصالحین المشہورین وبہ اقتدی فی ذلک
صاحب اربل وغیرہم کہا حافظ ابو شامہ نے جو استاد امام نووی کی ہین اپنی کتاب
مسمی بالباعث علی انکار البدع والحوادث مین کہ بدعت حسنہ کی جائز اور مستحب ہونے
پر اتفاق ہی اور بدعت حسنہ وہ امر نو ہی کہ موافق قواعد شرعیہ کی ہو اور مخالف
کسی چیز کی ہو اور لازم نہ آئی اوسکی کرنے مین کوئی ممنوع شرعی مانند بنانی منبرون
اور مدرسون اور سرای کی اور سوا اونکی اقسام نیکی سی کہ نہ تھی زمانہ صحابہ مین
اسواسطی کہ یہہ موافق ہی اصول شریعت کی اور بہترین بدعات سی کہ جو زمانی
ہمارے مین ہین قبیل خیرات سی وہ بدعت ہی کہ کیا جاتا ہی بیچ شہر اربل کے
ہر سال بروز ولادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صدقات اور کام اچھے اور
اظہار زینت اور خوشی اور اس فعل مین قطع نظر نفع پہونچانی فقرا کی اشعار ہی محبت
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اور تعظیم اور جلال اونکی کا فاعل کی دلمین اور اسمین
شکر گزاری ہی حق تعالی کی کہ پیدا کیا اوسنی اپنی رسول کو رحمة للعالمین اور پہلی جو
شخص کہ کیا اوسنی اس محفل کو شہر موصل مین شیخ عمر بن ملا ہی کہ منجملہ صالحین
مشہورین کی ہی اور اس فعل مین اقتدا کی اوسکی صاحب اربل وغیرہم نی قال الشیخ
الامام العلامة صدر الدین بن عمر الشافعی ہذہ البدعة لا باس بہا ولا یکرہ
البدع اذا راغمت السنة واما اذا لم تراغمہا فلا یکرہ ویثاب الانسان
بحسب قصدہ فی اظہار السرور والفرح بمولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم
کہا شیخ امام علامہ صدر الدین بن عمر شافعی نی کہ محفل کرنا مولد شریف کی بدعت ہی کہ
کچھ مضائقہ نہین کرنا اوسکا اور مکروہ نہین ہوتی بدعت جبتک کہ مزاحمت نکری سنت

یعنی اوسکی کرنیگا کوئی فعل مستحب ترک ہو جاے اور اگر مزاحمت کریگی سنت کو پس وہ بدعت مکروہ
نہیں ہی اور ثواب دیا جائیگا آدمی بسبب قصد کرنی اوسکے صحیح اظہار
کرنے خوشی کے بوجہ میلاد شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قال الحافظ
ابن حجر اصل عمل المولد بدعة ولكنها مع ذلك قد اشتملت على محاسن و
ضدها فمن تحرى في عملها المحاسن وتجنب ضدها كان بدعة حسنة ومن لا
فلا وقال وقد ظهر لي تخريجها على اصل ثابت وهو ما ثبت في الصحيحين من ان رسول
الله صلى الله عليه وسلم قدم المدينة فوجد اليهود يصومون يوم عاشوراء
فسألهم فقالوا هذا يوم اغرق الله فيه فرعون ونجى موسى فنحن نصومه شكرا
لله تعالى فقال انا احق بموسى منكم فصامه وامر بصيامه فيستفاد منه فعل ذلك
شكرا لله تعالى على ما من به في يوم معين من اسداء نعمة او دفع نقمة ويعاد ذلك
في نظير ذلك اليوم من كل سنة والشكر لله تعالى يحصل بانواع العبادات والسجود
والصدقة والتلاوة واي نعمة اعظم من النعمة ببروز هذا النبي الكريم نبي
الرحمة في ذلك اليوم وعلى هذا فينبغي ان يتحرى اليوم بعينه حتى يطابق قصة
موسى عليه السلام في يوم عاشوراء ومن لم يلاحظ ذلك لا يبالي بعمل المولد في
اي يوم من الشهر بل توسع قوم فنقلوه الى يوم من السنة کہا حافظ ابن حجر
مکی نے کہ اصل عمل مولد بدعت ہی یعنی زمانہ صحابہ میں نہ تہی مگر یہہ کہ عمل مشتمل ہی اوپر
امور نیک اور بد کی پس جب عمل میں امور نیک ہوں اور امور بد نہوں پس یہ عمل
نیک ہی ورنہ نہیں نیک ہے اور کہا ابن حجر نے ظاہر ہوئی اوپر میرے تخریج عمل میلاد شریف کی
ایک دلیل شرعی وہ یہہ ہی کہ صحیح بخاری و مسلم میں حدیث صحیح منقول ہی کہ رسول صلی اللہ
علیہ وسلم تشریف لائے مدینہ میں اور پایا یہود کو روزہ رکہتی ہوا روز عاشورا کو اور دریافت
استفسار کیا یہود نے کہ روز عاشورا اللہ تعالی نے غرق کیا تہا فرعون کو اور نجات
دی تہی حضرت موسی کو پس ہم واسطے شکر اللہ تعالی کی یہہ روزہ عاشورا رکہتے ہیں
پس فرمایا آپ نے میں احق ہوں ساتھ حضرت موسی کی تم لوگوں سے پس خود آپ نے

روزہ عاشورا رکھا اور لوگوں کو حکم کیا کہ روزہ رکھیں پس اس سے سمجھا گیا کہ فعل ہوا واسطے
ادای شکر حق تعالی کی کہ اس دن میں اللہ تعالی نے نعمت عظیم یعنی رسول کریم کو
پیدا کیا ہر سال اس دن میں محفل کی جاتی ہے اور شکر اللہ تعالی کا حاصل ہوتا ہے انواع
عبادات اور سجدہ اور قیام کرنے اور ادای صدقہ و تلاوت سے اور کون بزرگ تر
ہے اس نعمت سے یعنی پیدا کرنا اس نبی الرحمۃ سے اس دن میں پس واسطے اوسکے واجب ہے
کہ وہ اصل ولادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل کی جاوے تاکہ مطابق ہو قصہ
موسی علیہ السلام عاشورے کے دن میں اور جو شخص لحاظ مطابقت عاشورا کی نہیں
رکھتا ہے تمام ماہ ربیع الاول بلکہ تمام سال جب چاہتا ہے محفل کرتا ہے قال محمد بن علی
الدمشقی صاحب سبل الهدى والرشاد قال شيخنا في فتاواه عندي اصل عمل المولد
الذي هو اجتماع الناس وقراءة ما تيسر من القرآن ورواية الاخبار الواردة في
مبدأ امر النبي صلى الله عليه وسلم وما وقع في مولده من الآيات ثم يمد لهم سماط يأكلونه
منه وينصرفون من غير زيادة على ذلك من البدع الحسنة التي يثاب عليها
فاعلها لما فيه من تعظيم قدر النبي صلى الله عليه وسلم واظهار الفرح والاستبشار
بمولده الشريف وقال وقد ظهر لي تخريجه على اصل آخر غير الذي ذكره الحافظ
وهو ما رواه البيهقي عن انس رض ان النبي صلى الله عليه وسلم عق عن نفسه بعد
النبوة مع انه قد ورد ان جده عبد المطلب عق عنه في سابع ولادته والعقيقة
لا تعاد مرة ثانية فيحمل ذلك على ان هذا فعله صلى الله عليه وسلم اظهارا للشكر
على ايجاد الله تعالى اياه رحمة للعالمين وتشريعا لامته صلى الله عليه وسلم
كما كان يصلي على نفسه لذلك فيستحب لنا اظهار الشكر بمولده بالاجتماع واطعام الطعام
وغير ذلك من وجوه القربات والمثوبات کہا محمد بن علی دمشقی مصنف کتاب
سبل الہدی والرشاد نے کہ کہا ہمارے استاد نے اپنی فتاوی میں کہ میرے نزدیک
اصل محفل مولد شریف کی کہ وہ عبارت ہے جمع ہونے مسلمین اور پڑھنے قرآن شریف
سے جو ہو سکے اور روایت کرنے احادیث واردہ سے بیچ ابتداء امر نبی صلی اللہ علیہ

وسلم کی اور وہ واقعات جو واقع ہوئی ہین آپ کی پیدائش مین بہر بچہانا و شیرخواری کا
اور کہانا کہلانا اور متفرق ہونا بعد اسکی بغیر زیادتی کی بدعتون حسنہ سی ہی کہ اوسکے
کرنیوالی کو ثواب ملتا ہی کیونکہ اوسمین تعظیم ہی مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اور
اظہار خوشی و بشارت ہی مولد شریف ہونی کی اور جو ظاہر ہوئی ہی ایک سند
سوا اوسکی کہ شیخ ابن حجر نی لکہی ہی وہ حدیث انس رضی اللہ عنہ ہی کہ بیہقی نی
روایت کی ہی کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نی عقیقہ اپنا کیا بعد نبوت کی
باوجودیکہ عبد المطلب آپ کی جد نی ساتوین دن عقیقہ اپکا کیا تہا اور عقیقہ کا اعادہ نہین
ہوتا ہی پس محمول کرتی ہین ہم اوسکو اوپر اس امر کی کہ یہہ فعل آپکا واسطی اظہار شکر کی تہا
کہ اللہ تعالی نی اونہین رحمت عالمیان پیدا کیا ہی اور بلحاظ اسکی کہ امت کی واسطی قانون
مستحکم ہو جاوی جسطرح کہ آپ اپنی اوپر درود پڑہتی تہی پس مستحب ہی ہماری واسطی ظاہر کرنا
شکر ولادت محمدی کا ساتہہ اجتماع مسلمین کی اور کہانا کہلانا اور سوای اسکی انواع عبادات
و ثواب سی قال فی شرح سنن ابن ماجۃ الصواب انہ من البدع الحسنۃ المندوبۃ
اذا خلی عن المنکرات شرعا کہا ہی شرح سنن ابن ماجہ کی کہ صواب یہہ ہی کہ محفل مولد شریف
بدعات حسنہ مستحبہ سی ہی جس وقت کہ خالی ہو منکرات شرعیہ سی اور رسالہ اثبات المولد للنبی
الامجد لمولانا احمد بن محمد القشاشی مدنی مین بعبارت عربی تیرہ ورق مین باسناد عبارات سبل الہدی
والرشاد کی اوروں سی نقل اوسکی بلحاظ تطویل نہین کی ہی من اراد زیادۃ التفصیل و التحقیق
فلینظر الیہا اور حضرت مولانا میرک جمال الدین میرزا حسن علی قدس سرہ العزیز نی رسالہ رد البدعات
مین لکہا ہی محفل مولد شریف برای جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کہ عبارتست از ذکر
اخبار معتبرہ ولادت و ارہاصات و نشر فضائل معجزات آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم و بیان
اخلاق و ترغیب در اتباع سنت و ازالہ بدعت و تاکید در اطاعت و محبت و تکثیر صلوات و
تسلیمات بشرطیکہ خالی باشد از بدعات سیئہ و منکرات شرعیہ و مستقبحات معروفہ باشند
غنا و مزامیر و حضور نسوان مشتہیات و امارد و نقل روایات دروغ و مبالغات نامستحسنہ و
و استیجار مولد خوانی و جز آن البتہ مستحسن نیست بلکہ مستحب و موجب ثواب دلائل آن جلیل

مولد شریف موصوف با رعایت شروط مذکوره در رسائل اثبات مولد اکابر محدثین و علمای سلف
و خلف انتظام داده‌اند و شیخ جلال الدین سیوطی از شرح نسائی و شیخ ابن حجر عسقلانی در شرح
اربعین امام نووی حکم باستحسان آن فرموده‌اند و امام نووی هم همین مطلب بیان فرموده‌اند
و قصیده مقرر ساختن آنحضرت صلی الله علیه وسلم حسان را برای دفع هجو و ذم مشرکین از آنحضرت صلی
الله علیه وسلم در صحیحین مسطور است و بهمین جهت فرمودند اَللّٰهُمَّ اَیِّدْ حَسَّانَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ
کذا فی الصحیحین یعنی بار خدایا تائید ده حسان را بجبرئیل و در حدیث آمده است که فرمود آنحضرت
صلی الله علیه وسلم حضرت بلال را که ترک مکن روزه دوشنبه زیرا که من پیدا شده‌ام روز دوشنبه
و این حدیث اصل است در جواز تعیین روز مولد و نیز در حدیث وارد است عن ابن مسعود رض
مَا رَاٰهُ الْمُسْلِمُوْنَ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ حَسَنٌ اخرجه محمد فی الموطا و اختیار عمل مولد شریف
لهذا مدت پانصد سال که زائد از علمای محدثین و فقهای عظام و صوفیان کرام و مشایخ اهل
سنت و جماعت و متبعان سنت در مسلمین ترویج یافته و سلاطین عادل بتائید ایشان کمر همت
بسته ترویج آن منظور داشتند و صرف اموال بسیار بر آن نموده‌اند تا حال این عمل در دیار
عرب از حرمین شریفین و یمن و عراق و هند از اکابر علما و مشایخ کبار و ارباب ورع و تقوی بلا خطر
داخل است و مسطوره در کتب و رسائل جاری است انتهی و فاضل عبد الله ابن شمس الدین الانصاری در
منهاج الفاضلین و مصباح المسلمین گفت که قال ابو ابراهیم التجیبی واجب علی کل مومن متی
ذکر النبی صلعم ان یخشع و یخضع و یتوقر و یسکن من حرکته و یاخذ فی هیبته و اجلاله کما کان یاخذ لو کان
بین یدیه و یتادب بما ادبنا الله تعالی فی حیوته و کانت هذه سنة الخلفاء الراشدین و الصحابة
و التابعین و سیرة سلفنا الصالحین و ائمتنا الماضیین رض و قال القاضی ابو الفضل العیاض و فی فصل الخطاب
صحابه رض چون یاد پیغمبر صلعم میکردند خاشع و خاضع می‌بودند و پوست بر تن ایشان می‌لرزید حالت
گریه میکردند و اکثر تابعین از راه محبت و اشتیاق بحضرت پیغمبر همچنین می‌بودند بعضی دیگر از
از هیبت و عظمت همچنین میشدند و تعظیم و توقیر حضرت رسالت پناه هم چنانچه در حالت
حیات لازم و واجب بود لازم و واجب است در حالت وفات و الضیا فیه چون یاد حضرت
کنند یا حدیث او خوانند یا اسم مبارک او شنوند باید که تعظیم بجا آرند و خود را خاشع و خاضع

دارند وہیبت بر خود فرو گیرند گویا در حضور آنحضرت اند و فی الشفا اعلم ان حرمة النبی بعد موته
وتوقیره وتعظیمه لازم کما کان فی حال حیاته وذلک عند ذکره وذکر حدیثه وسنته واستماع
اسمه وسیرته ومعاملة آله وعترته وتعظیم اہل بیته وصحابته رض اور استفتا ہای
دستخطی علمای مکه و مدینه و دہلی ورامپور وغیره مشتمل مستحب ہونی محافل میلاد شریف کی بہت ہیں
اونمین سے بعض کی نقل کی جاتی ہے تا سب لوگون پر اتفاق جم غفیر علمای متقدمین اور
متاخرین ہر دیار کا اسپر کہلجاوی فقط **فتوی سیف مسلول** صفحہ
علمای دین ومفتیان شرع متین در حق شخصیکه میگوید بودن محفل مولود شریف بتعیین
یوم گناه کبیره است **جواب** بودن محفل مولود شریف بتعیین یوم است که منقول از علماست
در مواہب لدنیه نوشته گفت ابن جزری که ہرگاه ابولہب کافر که در ذم آن قرآن نازل
شده بسبب خوشی کردنش لیلة مولد نبی صلی الله علیه وسلم در عذاب تخفیف یافت
پس چه باشد حال مسلم موحد از امت آنحضرت صلی الله علیه وسلم که خوشی کند بمولد او و خرچ
کند در محبت او آنچه بهم رسد قسم بجان خود هر که بخواهد بود جزای او از خدای کریم مگر آنکه
داخل خواهد فرمود او را از فضل عمیم بجنات النعیم واہل اسلام ہمیشه محفل میکنند در ماه مولد
و ولیمه ها میسازند و در شبهای اول تصدق میکنند بانواع صدقات واظهار سرور میکنند
و در نیکیها زیاده میسازند و بخواندن مولد کریم اہتمام مینمایند و از برکات وی هر گونه
فضل عظیم بر او شان ظاہر میشود و تجربه کرده شده از خواص که امانست در آن سال و نوید
است بتعجیل حصول مطلوب الله تعالی رحمت کند برکسیکه شبهای مولد مبارک را عید سازد
تا آنکه صعب سخت شود بر کسیکه در دل او انکار باشد تا اینجا از مواہب لدنیه ترجمه نموده شد
ومحمد بن علی دمشقی در سبل الهدی والرشاد از حافظ ابو الخیر سخاوی نقل کرده که عمل
مولد شریف بعد قرون ثلثه پیدا گردیده زان بعد اہل اسلام در سائر اطراف و شهرهای
کلان ہمیشه در شهر مولد مجالس مکلفه طعام وصدقات واظهار سرور و زیادت در نیکیها
و اہتمام بخواندن مولد کریم کرده می آیند و از برکات او بر ایشان فضل عظیم ظاہر میشود و از
ابن جوزی کی نقل ہو چکی امانست در آن سال و نوید است بتعجیل حصول مراد دارند

ابن کثیر نقل نموده که صاحب اربل در ربیع الاول محفل مولد بکمال تکلف می نمود و ابن دحیه برای
او مولد تصنیف کرده و ماتان بران عمل تعریف کرده اند که اول ایشان حافظ ابوشامه
استاد نووی است ابن جوزی گفت نیست در آن مگر رغم شیطان و مضبوطی ایمان علامه
ابن جزری گفت محبان نبی صلی الله علیه وسلم در خوشی مولد ولیمه ها ساخته اند در قاهره
از آنجمله است ابن فضل و استاد استادنا ابوعبدالله النعمان و قبل او جمال الدین العجمی
و یوسف بن علی الشامی و منصور بشار و ابو موسی الزهولی و صاحب سبل الهدی و الامام الشامی
از واقعات این اکابر خوش گردیدن نبی صلی الله علیه وسلم و تاکید بران در منامات بیان
نموده گفت که امام بطاح در فتوی نوشته که درین شب جمع کردن مردمان و خورانیدن
آنچه جایزست خوردن آن و شنوانیدن آنچه جایزست شنودن آن و دادن بخوانندگان
در خوشی مولد نبی صلی الله علیه وسلم اینهمه جایزست و بکنندهٔ آن ثواب بر قصد نیک
و فقها نیست لیفقرا اگر در فقرا الثواب زیاده است امام مخلص کتابی گفت که سبب نجات
و کمی عذابست امام علامه ظهیر الدین گفت که بدعت حسنه است خالی از رقص و غیره
و امام شیخ نصیر الدین گفت احسن است باعث ثواب خالی از ممنوعات امام ابوشامه
گفت که جواز بدعت حسنه و استحباب بیان و امید ثواب بحسن نیت متعلق علیه است و
از احسن بدعات آنچه در روز موافق یوم مولد میکنند از صدقات و اظهار زینت
و سرور که با احسان فقرا اشعار است محبت نبوی صلی الله علیه وسلم و تعظیم و اجلال
وی در دل فاعل و شکر خدا و اول در موصل شیخ عمر این عمل نمود و اقتدا کرد باو صاحب
اربل و غیره امام صدر الدین گفت که بقصد اظهار سرور مولد نبی صلی الله علیه وسلم
ثواب داده میشود حافظ ابن حجر عسقلانی گفت که بدعت حسنه است و اصل آن از
حدیث بخاری و مسلم ثابت که یهود در مدینه روز دهم محرم روزه داشتند آنحضرت
استفسار فرمود گفتند که درین روز الله تعالی فرعون را غرق نمود و موسی را نجات
داد آنحضرت فرمودند که من بموسی احق‌ام از شما پس خود روزه داشتند و حکم روزه
آن روز فرمودند بنا برین سزاوار است که روز معین موکد قصد کرده شود و از حافظ

ابن جزری حافظ دمشقی استشهاد بقصهٔ تخفیف عذاب ابی لهب شب دوشنبه نقل نمود و گفت
که شیخ جلال الدین سیوطی در فتاوی گفته که بدعت حسنه است باعث ثواب و اصلی دیگر
سوای آنچه حافظ ابن حجر بیان کرد برین ظاهر شده و آن عقیقه فرمودن آنحضرت است از
نفس خود بعد نبوت و در شرح سنن ابن ماجه گفت که بدعتهای حسنه مندوب است اگر خالی
از منکرات شرعیه باشد و چند اشعار ذکر کرده یکی از ان اینست یا مولدا فاق الموالد کلها
شرفا و ما ذنبه الاسعاد و ذکر کرد کلام شیخ جلال الدین سیوطی بر فاکهانی و در آنست که
احداث کرد او را ملک عالم و قصد کرد باو تقرب بخدا و حاضر شده نزد او جماعه کثیر از علما
و صلحا اندکی نکیر از ایشان و پسند کرد او را ابن دحیه این گروه علمای متدین آنرا استحسان
کردند و برقرار داشتند و انکار نمودند اینست که مختصر از سبل الهدی و ارشاد الالفاظ
نموده شده و همه آنچه دران مذکور است قطره ایست از بحر نسبت بآنچه دیگر اکابر ذکر نموده
اند فما قدر ما که ذکر کردیم کافیست برای اثبات اینکه جمع کثیر و جم غفیر از ائمه دین و اهل
حل و عقد امور مسلمین اتفاق دارند بر استحباب و ندب این فعل و اصرار بر عمل آن پس قول
باطل که قائل گناه کبیره است محض از جهالت و بطالت و شذوذ از سواد اعظم و مخالفت
جماعتست عالمی را از عوام و خواص امت محمدیه بسبب استحسان و استحباب آن
کافر و فاسق گردانیده نیست اگر بهره از علم دین میداشت لابد او را از کدام عدل ثقه
بر میداشت و همت بر تحقیق هدایت از تمام وسائط تا منتهی بر میگماشت حالا اگر
حدیثی از صحاح و غیره اگر داشته باشد پیش نماید که دران مرتکب گناه کبیره بودن بر
مستحسن آن باشد و نیست بفضل الله تعالی و اگر دعوی داشته باشد پیش آرد همین میدان
همین گوی بر سر شاخ نشسته بن ازیدن کار عقل نیست فقط

محمد بهادر شاه بادشاه غازی
ابو ظفر سراج الدین

نقل مهر جناب مولانا مفتی محمد صدر الدین خان صاحب
صدر الصدور شاهجهان آباد

نقل مهر جناب مولانا سید محمد صاحب
مدرس مدرسه عربی دهلی

ابن کثیر نقل نموده که صاحب اربل در ربیع الاول محفل مولد بکمال تکلف می نمود و ابن دحیه برای
او مولد تصنیف کرده و علمای ما بران عمل تعریف کرده اند که از انشان حافظ ابو شامه
استاد نووی نوشته ابن جوزی گفت نیست دران مگر رغم شیطان و مضبوطی ایمان علامه
ابن حجر مکی گفت محبان نبی صلی الله علیه وسلم در خوشی مولد ولیمه ها ساخته اند در قاهره
از انجمله است ابن فضل و استاد استاد ما ابو عبد الله النعمان و قبل ازین جمال الدین عجمی
و یوسف بن علی الشامی و منصور نشار و ابو موسی الزهرونی و صاحب سبل الهدی گفت از ابو الشامه
واقعات این اکابر و خوش گردیدن نبی صلی الله علیه وسلم و تاکید بران در منامات بیان
نموده گفت که امام بطاح در فتوی نوشته که درین شب جمع کردن مردمان و خورانیدن
آنچه جائز است خوردن آن و شنوانیدن آنچه جائز است شنودن آن و دادن بخوانندگان
در خوشی مولد نبی صلی الله علیه وسلم اینهمه جائز است و کننده آن ثواب بر قصد نیک
و خاص نیت الفقرا اگر در فقرا الثواب زیاده است امام مخلص کتابی گفت که سبب نجات
و کلی عذابست امام علامه ظهیر الدین گفت که بدعت حسنه است خالی از رقص و غیره
ذمائم شیخ نصیر الدین گفت احسن است باعث ثواب خالی از ممنوعات امام ابو شامه
گفت که جواز بدعت حسنه و استحباب بیان و امید ثواب بتحسین نیت متفق علیه است و
از احسن بدعات آنچه در روز موافق یوم مولد میکنند از صدقات و اظهار زینت
و سرور که با احسان فقرا اشعار است بمحبت نبوی صلی الله علیه وسلم و تعظیم و اجلال
وی در دل فاعل و شکر خدا و اول در موصل شیخ عمر این عمل نموده اقتدا کرده صاحب
اربل و غیره امام صدر الدین گفت که بقصد اظهار سرور بمولد نبی صلی الله علیه وسلم
ثواب داده میشود حافظ ابن حجر عسقلانی گفت که بدعت حسنه است و اصل آن از
حدیث بخاری و مسلم ثابت که یهود در مدینه روز دهم محرم روزه داشتند آنحضرت
استفسار فرمود گفتند که درین روز الله تعالی فرعون را غرق نموده و موسی علیه السلام را نجات
داد آنحضرت فرمودند که من بموسی احق ام از شما پس آنروز روزه داشتند و حکم روزه
آن روز فرمودند بنا برین سزاوار است که روز معین مولد شکر کرده شود و از حافظ

ابن جزری و حافظ دمشقی استشهاد بقصهٔ تخفیف عذاب ابی لهب نوشته‌اند نقل نموده گفت
که شیخ جلال الدین سیوطی در فتاوی گفته که بدعت حسنه است باعث ثواب و اصلی دیگر
سوای آنچه حافظ ابن حجر بیان کرده برین ظاهر شده و آن عقیقه فرمودن آنحضرت از
نفس خود بعد نبوت و در شرح سنن ابن ماجه گفت که بدعت حسنه مندوب است اگر خالی
از منکرات شرعیه باشد و چند اشعار ذکر کرده یکی از ان اینست   یا مولدا فاق الشهور بکلها
شرفا وساد بسید الاسیاد و ذکر کرده کلام شیخ جلال الدین سیوطی بر فاکهانی و در آنست که
احداث کرده او را ملک عالم و قصد کرد با و تقرب بخدا و حاضر شد نزد او جماعه که از ان علما
و صلحا اند بی نکیر از ایشان و پسند کرد او را ابن دحیه این گروه علمای متدین آن را پسند
کرده‌اند و بر قرار داشتند و انکار نمودند اینست که مختصر از سبل الهدی و الرشاد التقاط
نموده شد و همه آنچه دران مذکور است قطره ایست از بحر نسبت با آنچه دیگر اکابر ذکر نموده
اند فاما قدری که ذکر کردیم کافیست برای اثبات اینکه جمع کثیر و جم غفیر از ائمه دین و اهل
حل و عقد امور مسلمین اتفاق دارند بر استحباب و ندب این فعل و اصرار بر عمل آن پس قول
باطل که قائل گناه کبیره است محض از جهالت و بطالت و شذوذ از سواد اعظم و مخالفت
جماعتست عالمی را از عوام و خواص امت محمدیه بسبب استحسان و استحباب آن
کافر و فاسق گردانیده لعنت اگر بهره از علم دین میداشت لابد او را از کدام عدل ثقه
پرسیده اشت و همت بر تحقیق عبارات از تمام وسائط تا منتهی برگماشت حالا است
حدیثی از صحاح و غیره اگر داشته باشد پیش نماید که دران مرتکب گناه کبیره بودن برای
مستحسن آن باشد و نیست بفضل الله تعالی و اگر دعوی داشته باشد پیش آرد همین میدان
همین گوی بر سر شاخ نشسته بن می برید این کار عقل نیست فقط

محمد بهادر شاه پادشاه غازی
ابو ظفر سراج الدین سنه [illegible]

نقل مهر جناب مولانا مفتی محمد صدر الدین خان صاحب
صدر الصدور شاهجهان آباد

نقل مهر جناب مولانا سید محمد صاحب
مدرس مدرسهٔ عربی دهلی

والدین اپنے کا ہے اور بسبب محبت کے صرف مال کر کے طعام یا شیرینی یا خوشبو وغیرہ کا ثواب
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہونچانا بلا ریب و بلا شک درست ہے اور جو شخص کہ حسب
مقدور اپنے کے ثواب پہونچاویگا اللہ تعالی اوسکو دس حصہ سے زیادہ عنایت فرماویگا
بموجب آیہ قرآن مجید اور فرقان حمید کے مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا جو
کوئی لاوے گا بھلائی پس واسطے اوسکے ہے دس برابر اوسکے اور ایسا ہی اللہ صاحب نے بیچ دوسری
آیت کے فرمایا مَثَلُ الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ أَنْبَتَتْ
سَبْعَ سَنَابِلَ فِي كُلِّ سُنْبُلَةٍ مِائَةُ حَبَّةٍ وَاللَّهُ يُضَاعِفُ لِمَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ
وَاسِعٌ عَلِيمٌ مثل ان لوگوں کی کہ خرچ کرتے ہیں مال اپنا بیچ راہ اللہ کے جیسے مثال ایک دانہ
کی ہے کہ اوگاوے سات بالیں بیچ ہر بالی کے سو دانہ اور اللہ دونا کرتا ہے واسطے جسکے
چاہتا ہے اور اللہ کشائش والا جاننے والا ہے اور مثل اسکے بہت جگہ آیا ہے اور بہی حدیث
صحیح میں آیا ہے کہ بچاؤ اپنے کو آگ سے اگرچہ چہوارا ہی دیکر بقولہ علیہ السلام اتقوا النار
ولو بشق تمرة اور مثل اسکے بیچ صدہا احادیث کے آیا ہے بسبب طول کے ترک کیا چنانچہ شیخ
عبد الحق نے فرمایا ہے جو شخص عمل کرے ہے اور بحسب طاقت اپنے کے خرچ کرے ہے البتہ ہووے
مستحق اوپر موجب ثواب دارین اور دلیل اوپر فرط محبت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہے اور
ہمیشہ سے اہل اسلام محفلیں کرتے رہے البتہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کرتے ہیں اور بحسب
طاقت اپنے کے صرف مال کر کے ثواب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہونچاتے ہیں اور فرمایا
جو اس محفل کو کرتا رہیگا وہ اوس سال بیچ امان کے اور حاصل ہوویں گے واسطے
اوسکے سب مرادیں اور جو کوئی اس محفل کے کرنیکو منع کریگا اوسکے قلب میں علت یعنی دلکی
تکلیف بیماری اور دشمنی ہے اور بہت فوائد اوسکی کتاب ما ثبت بالسنة میں شیخ نے بسند
ابن جوزی اور امیر بن الحاج کی مرقوم فرمایا ہے ترجمہ عبارت اوسکا یہہ ہے کہا ابن جوزی
نے بیچ جس وقت کہ تہا ابولہب کافر کہ نازل ہوا قرآن شریف بیچ مذمت اوسکی کے نجات
پائی اوسنے بسبب خوشی کرنے شب ولادت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پس کیا حال ہے اوس
مسلمان کا امت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ جو خوشی کرے ساتھ میلاد اوپر رسالت

صلی اللہ علیہ وسلم کی تہا اُنہ قسم ہی مجکو نہو گی جزا اوسکی اللہ کریم سی مگر یہہ کہ داخل کری اوسکو
ساتہہ فضل عام اپنی کی بہشت مین اور ہمیشہ سی اہل اسلام تہی کہ محفلین کرتی تہی بیچ مہینی
ولادت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور عمل کرتی تہی وہ لوگ طعام عرسون کی اور تقسیم
کرتی تہی بیچ اون راتون کی کہ پیدا ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ساتہہ طرح طرح
صدقون کی اور ظاہر کرتی تہی خوشیونکو اور زیادہ کرتی تہی بیچ نیک کامون کی اور بیچ پڑہنی
کی اور خوش آوازی سی پڑہتی تہی احوال مولد شریف صلی اللہ علیہ وسلم کی اور ظاہر کرتی تہی
اوپر اون لوگون کی اوسکا انکو ساتہہ تمام فضل عام کی اور اوس خیر سی کہ جاری ہوئے
خاصون اوس محفل کی سی کہ تحقیق وہ محفل امان ہی بیچ تمام سال کی اور خوشی کری جو شخص
ساتہہ جلدی پہونچنی صاحب مراد کی اوپر مراد کی پس رحمت کری اللہ تعالی اوس شخص کو
کہ کیا اوسنی راتون مہینی ولادت مبارک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عیدتا ہووی
سخت تر علت بیچ اوسکی کہ مرض اور دشمنی ہی اور ہر آئنہ تحقیق دراز کیا ابن الحاج نی
بیچ مدخل کی انکار اوس چیز کی سی کہ نکالین اوسکو آدمی بدعت سی اور خواہشون کی
طبیعت سی اور غنا سی ساتہہ آلات محرمہ کی نزدیک عمل مولد شریف کی پس اللہ تعالی
ثابت رکہی اوسکو اوپر ارادہ اوسکی کی لیا ارادہ کہ بزرگ ہی اور چلاوی ہمکو اوپر سنت
سنت کالین تحقیق اللہ تعالی کفایت کرتا ہی اور بہتر ہی وکیل واللہ اعلم کتبہ
احمد حسین کفر اللہ سیئاتہ

## سوال عمل مولد شریف

در ماہ ربیع الاول چنانکہ شائع است در دیار عرب و عجم از اعمال حسنہ است یا نہ
جواب عمل مولد شریف در ماہ مولد حضرت سید الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم
واجتماع مومنین صالحین درین امر مسعود کہ خالی باشد از منہیات و منکرات و مسکرات
و زیادات و رسوم و عادات غیر شرعیہ مثل غنا و سرود با آلات مطربہ و حضور فتنہ زا طلب
فساق و اہل بدع و اہوا و صرف مال حرام از رشوت و غصب و ربا و قصد ثنا و
ستائش از خلق خدا و ناموری در اہل دنیا و ذکر حکایات مجعولہ و قصہ ہای باطل
... و جلب منافع و اخذ نذر بدین تقریب خوشنما و طرد و منع سائلان و عدم

اعتنا باحوال فقرا و مبارات و تواضع با امرا و تطویل مجالس بانتظار اغنیا و مردم دو جهات
از مشائخ و اهل دنیا و بیان ولادت و نشر مناقب پیغمبر خدا صلی الله علیه و سلم موافق
احادیث و آثار صحیحه دران محفل قدسی مشاکل و اظهار سرور و ادای شکر حق سبحانه
برین نعمت مشترک و خواندن درود و تسبیح و تهلیل و تلاوت قرآن و آیات متضمنه فضل
ذکر سید انام علیه الصلوة و السلام و عد محاسن و تعظیم امر و تنویه قدر حضرت صلی الله
علیه و سلم و اطعام صلحا و فقرا و مساکین و ایثار صدقات و خیرات دران روز سعادت
افروز از بهترین اعمال حسنه است و متوارث است از علمای اعلام و قضاة و مفتیان
اهل اسلام و مشائخ کرام و صلحا بر این اکابر و اتفاق است جم غفیر را از اعاظم علما بلاد
عرب و عجم بر حسن این عمل مکرم و معمول است اکابر محدثین و فقهای اقطار عالم و شکی
نیست که این عمل محمود موجب مزید ثواب و برکات و نزول رحمت و تسلی قلوب و انشراح
صدور و قرة عیون اهل اسلام و ارغام شیاطین و خذلان اهل ضلال و طغیان است خصوصا
درین زمانه و درین ملک که بی ادبان و جاهلان از عوام بتقویت و استظهار علمای آریه
حال نوبت زبان درازی باقصی غایت رسانیده اند هر چند عمل مولد شریف بدین
هیئت و صورت کذائیه متعارفه که جمهور علمای شریعت آنرا مستحسن داشته اند در قرون
ثلاثه منقول از سلف صالح نیست اما اصل آن که ذکر مناقب و محامد و فضائل حضرت
مقدس نبوی و استبشار بذکر ولادت حضرت افضل الاولین و الآخرین و اصحاب
صالحین است در قرون ثلثه مشهود لها بالخیر یافته شده چنانکه مذکور میشود و بدعت
که اصل یا نظیر آن در شرع یافته نشود و حال این عمل محمود چنین نیست زیرا که مجرد تلاوت
قرآن و خواندن درود و بیان مناقب و محامد سید عالم و حال ولادت آنحضرت
صلی الله علیه و سلم و اطعام فقرا و مساکین و ایثار خیرات و صدقات مستغنی است
از بیان بودن اصل از برای این امور در شرع اما خصوصیت اعمال آن در ماه
مولد پیغمبر ما صلی الله علیه و سلم و استبشار بذکر ولادت او درین روز فقد استخرج
له الاثبات الحافظ ابو الفضل ابن حجر اصلا من السنة حیث قال فقد ظهر

لی تخریجها علی اصل ثابت وهو ما ثبت فی الصحیحین من ان رسول الله صلی الله
علیه وسلم قدم المدینة فوجد الیهود یصومون یوم عاشوراء
فسألهم فقالوا هذا الیوم اغرق الله فیه فرعون ونجا موسی فنحن نصومه
شکرا لله تعالی فقال انا احق بموسی منکم فصامه وامر بصیامه فیستفاد
منه فعل ذلک شکرا لله تعالی علی ما من به فی یوم معین من اسداء نعمة
او دفع نقمة ویعاد ذلک علی نظیر ذلک الیوم من کل سنة والشکر لله
تعالی یحصل بانواع العبادات والسجود والصیام والصدقة والتلاوة وای
نعمة اعظم من النعمة ببروز هذا النبی الکریم نبی الرحمة فی ذلک الیوم
وعلی هذا فینبغی ان یتحری الیوم بعینه حتی یطابق قصة موسی فی یوم
عاشوراء انتهی وقال شیخنا شیخ الاسلام بقیة المجتهدین الاعلام
جلال الدین ابو الفضل عبد الرحمن بن ابی بکر السیوطی رہ وقد ظهر لی
تخریجه علی اصل آخر غیر الذی ذکره الحافظ وهو ما رواه البیهقی عن انس
ان النبی صلی الله علیه وسلم عق عن نفسه بعد النبوة مع انه ورد ان
جده عبد المطلب عق عنه فی سابع ولادته والعقیقة لا تعاد مرة ثانیة
فیحمل ذلک علی ان هذا فعله صلی الله علیه وسلم اظهارا للشکر علی ایجاد
الله تعالی ایاه رحمة للعالمین وتشریعا لامته صلی الله علیه وسلم کما کان
یصلی علی نفسه لذلک فیستحب لنا ایضا اظهار الشکر بمولده بالاجتماع واطعام الطعام
ونحو ذلک من وجوه القربات والمسرات انتهی وصرح بمثل ذلک فی شرح
سنن ابن ماجه وقال الشیخ الامام جلال الدین عبد الرحمن بن عبد الله
مولد رسول الله صلی الله علیه وسلم معظم مکرم قدس یوم ولادته وشرف
وعظم وکان وجوده مبدء سبب النجاة لمن اتبعه من اعد لها الفرحة
بولادته صلی الله علیه وسلم تمت برکاته علی من اهتدی به فشابه هذا الیوم
یوم الجمعة من حیث ان یوم الجمعة لا تسعر فیه جهنم هکذا ورد عنه صلی

الله علیه وسلم فمن المناسب اظهار السرور وانفاق المیسور واجابة من دعاه
رب الولیمة للحضور انتهی و علمای اعلام شکر الله سعیهم از برای خصوصیت روز مولد شریف
تعظیم و اظهار سرور و ادای شکر و کثرت خیرات و صدقات دیگر اصول هم از شریعت حقه
استخراج کرده اند کما روی مسلم عن قتادة الانصاری رضی الله عنه انه صلی الله علیه وسلم
سئل عن صیام یوم الاثنین قال ذلک یوم ولدت فیه وانزلت علی فیه النبوة
پس روزه داشتن درین روز نیست مگر از برای ادای شکر حق سبحانه وتعالی برین نعمت جلیله
که منور فرموده همگی پیکر این عالم را از انوار جمال با کمال رحمة للعالمین همچنین این اعمال
زاکیات مثل تلاوت قرآن و اکثار صلوة و در بیان مولد کریم و نشر مناقب و محامد جمیله
حضرت مقدس نبوی و خیرات و صدقات و اظهار مسرت نیست مگر بجهت ادای شکر
حق سبحانه تعالی برین نعمت عظمی و عطیه کبری وسئل الامام ابو عبد الله بن الحاج
فی کتاب المدخل مع انکاره علی ما احدثه الناس من البدع والحوادث والغناء
بالآلات المحرمة عن عمل المولد الشریف قال فی فضیلة شهر مولد نبینا صلی
الله علیه وسلم هذا الشهر فضله الله تعالی وفضلنا فیه بهذا النبی الکریم
الذی من الله علینا فیه بسید الاولین والآخرین وکان یجب ان یزاد فیه
من العبادة والخیر شکرا لله سبحانه علی ما اولانا فیه من هذه النعم العظیمة
وان کان النبی صلی الله علیه وسلم لم یزد فیه علی غیره من الشهور شیئا من
العبادات وما ذاک الا لرحمته صلی الله علیه وسلم لامته ورفقه بهم لانه
علیه الصلوة والسلام کان یترک العمل خشیة ان یفرض علی امته رحمة
منه بهم لکن اشار علیه الصلوة والسلام الی فضیلة هذا الشهر العظیم
بقوله للسائل الذی سأله عن صوم یوم الاثنین ذاک یوم ولدت فیه
فتشریف هذا الیوم متضمن لتشریف هذا الشهر الذی ولد فیه فینبغی
ان نحترمه حق الاحترام ونفضله بما فضل الله به الاشهر الفاضلة وفضیلة
الازمنة والامکنة بما خصها الله به من العبادات التی تفعل فیها لما قد علم

ان الامكنة والازمنة لا تتشرف لذاتها وانما يحصل لها التشريف بما
خصت به من المعاني فانظر الى ما خص الله به هذا الشهر الشريف و
يوم الاثنين الا ترى ان صوم هذا اليوم فيه فضل عظيم لانه صلى الله
عليه وسلم ولد فيه فعلى هذا ينبغي انه اذا دخل هذا الشهر الكريم ان يكرم
ويعظم ويحترم بالاحترام اللائق به اتباعا له صلى الله عليه وسلم في كونه كان
يخص الاوقات الفاضلة بزيادة فعل البر فيها وكثرة الخيرات انتهى الحاصل

حضرت ما را از زمان و مکان شرفی حاصل نیست بلکہ زمان و مکان را از آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم شرفی است قال الشيخ احمد بن الخطيب القسطلاني في المواهب اللدنية
واذا كان يوم الجمعة التي خلق فيه آدم عليه السلام خص بساعة لا يصادفها
عبد مسلم يسأل الله فيها خيرا الا اعطاه اياه فما بالك بالساعة التي ولد
فيها سيد المرسلين ولم يجعل الله في يوم الاثنين يوم مولده من
التكليف بالعبادات ما جعل في يوم الجمعة المخلوق فيه آدم من الجمعة
والخطبة وغير ذلك اكراما لنبيه صلى الله عليه وسلم بالتخفيف عن امته
بسبب عناية وجوده قال الله تعالى وما ارسلناك الا رحمة للعالمين
ومن جملة ذلك عدم التكليف عن قتادة الانصاري رض ان النبي صلى الله
عليه وسلم سئل عن صيام يوم الاثنين قال ذلك يوم ولدت فيه
وانزلت علي فيه النبوة رواه مسلم وفي المسند عن ابن عباس رض
قال ولد صلى الله عليه وسلم يوم الاثنين واستنبئ يوم الاثنين وخرج
مهاجرا من مكة الى المدينة ودخل المدينة يوم الاثنين ورفع الحجر
يوم الاثنين انتهى كذا فتح مكة ونزول سورة المائدة يوم الاثنين

حالا آن روایات کہ در استحسان این عمل محمود در کتب معتمدہ مرقوم است نوشتہ میشود

قال القسطلاني في المواهب اللدنية نقلا عن ابن الجزري والشيخ عبد الحق
المحدث الدهلوي فيما ثبت بالسنة في ذكر رضاعه صلى الله عليه وسلم

ولا زال اهل الاسلام يحتفلون بشهر مولده عليه السلام ويعملون الولائم ويتصدقون
في لياليه بانواع الصدقات ويظهرون السرور ويزيدون في المبرات ويعتنون
بقراءة مولده الكريم ويظهر عليهم من بركاته فضل عميم انتهى وقال الامام الحافظ
ابو الخير بن الجزري ومن خواصه انه امان في ذلك العام وبشرى عاجلة بنيل
البغية والمرام فرحم الله امرءً اتخذ ليالي شهر مولده المبارك اعيادا ليكون اشد
علة على من في قلبه مرض وعنادا انتهى وقال في موضع آخر لم يكن في ذلك الا ارغام
الشيطان وادخال السرور على اهل الايمان انتهى وقال الحافظ ابو شامة شيخ النووي في كتابه
الباعث على انكار البدع والحوادث مثل هذا الحسن يندب اليه ويشكر فاعله ويثنى
عليه انتهى وقال الشيخ الامام العالم العلامة نصير الدين المبارك في فتوى بخطه
ذلك جائز ويثاب فاعله اذا احسن القصد انتهى وقال الامام العلامة ظهير الدين
هذا حسن اذا قصد فاعله جمع الصالحين والصلوة على النبي الامين واطعام
الطعام للفقراء والمساكين وهذا القدر يثاب عليه بهذا الشرط في وقت انتهى
وقال الشيخ نصير الدين هذا اجتماع حسن يثاب قاصده وفاعله عليه واجتماع
الصلحاء لياكلون الطعام ويذكرون الله تعالى ويصلون على رسول الله صلى الله عليه
وسلم يضاعف القربات والمثوبات انتهى وقال الامام الحافظ ابو محمد عبد الرحمن
بن اسمٰعيل ومن احسن ما ابتدع في زماننا هذا ما كان يفعل كل عام في اليوم الموافق ليوم
مولد النبي صلى الله عليه وسلم من الصدقات والمعروف واظهار الزينة والسرور
فان ذلك مع ما فيه من الاحسان الى الفقراء مشعر بمحبة النبي صلى الله عليه وسلم
وتعظيمه وجلالته في قلب فاعله وشكر لله تعالى على ما من به من ايجاد رسوله الذي
ارسله رحمة للعالمين صلى الله عليه وسلم وعلى جميع الانبياء والمرسلين انتهى وهكذا
قال الشيخ الامام العلامة صدر الدين موهوب بن عمر الجزري وهذه كلها
منقولة من السيرة الشامية پس قول تاج الدين فاکہانی مالکی کہ ابن عمل بدعت مذمومہ است مقابل
ہیں تفسیر ائمہ دین و علمای محققین از فقہا و محدثین کہ باستحسان آن رفتہ اند معقول

نیست وردہ السیوطی وکثیر من العلماء الاعلام بما یشفی قلوب المؤمنین پس تنها از انکار
فاکہانی وتفرد او دران این عمل بکرم را مختلف فیہ گفتن غلطی فاحش است وعجب
وبس عجب ازان گروہ صافی عقیدت کہ عمل مولد شریف را از بدعات سیئہ گویند
وبمجرد اینکہ این عمل بدین صفت وخصوصیت آن در ماہ مولد حضرت سرور انبیا
وجان صلی اللہ علیہ وسلم منقول از قرون ثلثہ نیست دلیلی دیگر نزد خود بجز ازین کہ
کدام روایت شاذ از کتب غیر مشہورہ فقہ حنفیہ ہم بحرمت یا کراہت آن تمسک
نمی کنند ونشناسند کہ برین تقدیر لازم می آید کہ جملہ مستحسنات علمای متاخرین کہ
کتب فقہ مذاہب اربعہ خصوصا فقہ حنفی مملو از انست وہزار جا مرقوم است استحسنہ
المتاخرون جملہ در بدعات داخل شود وعلمای متاخرین از فقہا باجمعہم از اہل
بدع وضلال بشمار در آیند چہ از مستحسنات ایشان اثری در قرون ثلثہ نبود وما ہو
الا ارتفاع الامان عن الشرعیات اعاذنا اللہ من ہذہ العقیدۃ الفاسدۃ پس محفلی کہ
دران ذکر جمیل ولادت حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم بلا انضمام منکرات
ومکروہات شرعیہ باشد آن را مجمع آثام وبدعات فہمیدن واجتماع تمامی علمای
دین سابق وحال را از مذاہب اربعہ شرقا وغربا در عرب وعجم بر ضلالت وبطلان
قرار دادن وحرمین شریفین زادہما اللہ شرفا را دار البدع انگاشتن واتباع سنت
منحصر در افراد معدودہ بلاد مشہرکہ ہندوستان انستن چہ خوش اعتقادی وحسن ظن
نسبت بعلمای اسلام وبلاد اسلام است حررہ العبد المسکین محمد صدر الدین [illegible]
وذلک فی ربیع الآخر سنہ [illegible] ہجری

محمد کریم اللہ

فقیر محمد سعید

## جو دلائل استحسان واستحباب محفل مولد شریف

مختصر بیان کی گئیں اب دلائل استحسان ہر دو قسم یعنی کھڑا ہونا وقت ذکر ولادت
شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مذکور ہوتی ہیں کیونکہ ان کا انکار
بے ادبی وگستاخی چھوڑ کر ادب سے ہو کیونکہ بے ادب محفل خاص سے نکالے

دیا جاتا ہی من ترک الآداب بُعد عن الباب اور جو چند استفتای دستخطی علمای مکہ معظمہ و علمای شاہجہان آباد وغیرہ جاوی دلائل کثیرہ تھی اور آیات اور احادیث و اقوال علمای کبار سلف میں کی اونمین تماماً مندرج ہیں اونہیں استفتوں کی نقل پہ کفایت کیکی جاتی ہی اور علیحدہ ذکر کرنا نام کتب معتبرہ کا حاجت نہ سمجھی تا کہ تکرار لازم نہ آوی

## استحباب فتوی علمای خیر البلاد مکہ معظمہ

ما قول العلماء المحققين في القيام المعمول بين العلماء والصلحاء في العرب والعجم عند ذكر ولادة سيد المرسلين صلى الله عليه وآله وصحبه وسلم في قرءة المولد المبارك هل هو واجب او مستحب او مباح او غير ذلك بينوا جوابا مدللا بالاثبات فانكم اثبتوا عليه توجروا اجرا كثيرا

الجواب

القيام عند ذكر ولادة سيد المرسلين صلى الله عليه وسلم في قراءة المولد الشريف تعظيما له صلى الله عليه وسلم امر لا شك في استحسانه واستحبابه وندبه يحصل لفاعله من الثواب الحظ الاوفر والخير الاكثر لانه تعظيم اي تعظيم للنبي الكريم ذي الخلق العظيم الذي اخرجنا الله به من ظلمات الكفر الى نور الايمان وخلصنا الله به من نار الجهل الى جنات المعارف والايقان فتعظيمه صلى الله عليه وسلم فيه مسارعة الى رضاء رب العالمين واظهار لاقوى شعائر الدين ومن يعظم شعائر الله فانها من تقوى القلوب ومن يعظم حرمات الله فهو خير له عند ربه وقال العلامة ابن حجر في الجوهر المنظم تعظيم النبي صلى الله عليه وسلم بجميع انواع التعظيم التي ليس فيها مشاركة الله في الالوهية امر مستحسن عند من نور الله ابصارهم وقد ثبت في السنة طلب القيام لغيره صلى الله عليه وسلم فالذي يطالب به صلى الله عليه وسلم اولى روى البخاري ومسلم عن ابي سعيد الخدري ان ناسا نزلوا على حكم سعد بن معاذ رضي الله عنه فارسل اليه فجاء على حمار فلما بلغ قريبا من المسجد قال النبي صلى الله عليه وسلم قوموا الى خيركم او سيدكم قال النووي قال البغوي والخطابي ان قيام المرؤس للرئيس الفاضل والوالي العادل وقيام المتعلم للعالم مستحب غير مكروه عملا بهذا الحديث وقد

البخاري ومسلم ايضا من حديث كعب بن مالك الطويل المشهور في قصة
توبته فذكره الى ان قال وانطلقت الى رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى دخلت
المسجد فاذا رسول الله صلى الله عليه وسلم جالس حوله الناس فقام الى طلحة
بن عبيد الله يهرول حتى صافحني وهناني والله ما قام الي رجل من المهاجرين
ولا غيره ولا انساها لطلحة وروى الترمذي وابو داود والنسائي عن عائشة
رضي الله عنها قالت ما رايت احدا اشبه سمتا وهديا برسول الله صلى الله
عليه وسلم من فاطمة بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم رضي الله عنها
قالت قام اليها واجلسها في مجلسه وكان النبي صلى الله عليه وسلم اذا دخل
اليها في مجلسها قامت له وقبلته واجلسته في مجلسها وروى ابو داود عن
ابي هريرة رضي الله عنه قال كان النبي صلى الله عليه وسلم يحدثنا فاذا قام
قمنا قياما حتى نراه دخل بعض بيوت ازواجه وعن حماد بن زيد قال كنا
عند ايوب فجاء يونس فقال حماد قوموا لسيدكم او قال لسيدنا قال
النووي حاصله انه ثبت من فعل رسول الله صلى الله عليه وسلم بنفسه
المكرمة وبامره بذلك الانصار وتقريره من فعل ذلك بحضرته وثبت
ايضا بفعل جماعة من السلف ويعضد ذلك ما ورد في تنزيل الناس منازلهم
واكرامهم على حسب مراتبهم وما جاء في احترام فضلاء المسلمين
وتوقير اولي العلم والسن والدين والترحيب بطلبة العلم والتبجيل لاولي
الفضل والفهم تعظيما لحرمات المومنين ومسارعة الى رب العالمين قال
الله تعالى ومن يعظم حرمات الله فهو خير له عند ربه وقال تعالى ومن يعظم
شعائر الله فانها من تقوى القلوب قال النووي كان يحيى القطان يصلي العصر
ثم يستند الى اصل منارة مسجده فيقف بين يديه علي بن المديني واحمد بن
حنبل ويحيى بن معين وغيرهم يسألونه عن الحديث وهم قيام على ارجلهم
الى ان يصلي صلوة المغرب لا يقول لاحد منهم اجلس ولا يجلسون هيبة

وإعظاماً له قال وأما الأحاديث الدالة على النهي عن القيام كحديث من أحب
أو من سره أن يتمثل له الرجال قياماً فليتبوأ مقعده من النار فمحمولة على الزجر الأكيد و
الوعيد الشديد لمن يحب قيام الناس له على سبيل التكبر والنخوة فإذا أحب أن يقام
له فقد ارتكب التحريم سواء قيم له أو لم يقم فمدار التحريم على المحبة ولا تأثير لقيام
القائم ولا نهي في حقه بحال وأما ما رواه الترمذي عن أنس رضي الله عنه قال لم يكن
شخص أحب إليهم من رسول الله صلى الله عليه وسلم فكانوا إذا رأوه لم يقوموا لما
يعلمون من كراهيته لذلك فقال النووي في الجواب عنه أن النبي صلى الله عليه وسلم
كان بينه وبين أصحابه رضي الله عنهم من الأنس والود والصفا ما لا يحتمل زيادة
الإكرام بالقيام فلم يكن في القيام مقصود ثم أنشد النووي رحمه الله تعالى لبعضهم شعر
قيامي والعزيز إليك حق وترك الحق ما لا يستقيم فهل أحد له عقل ولب ومعرفة
يراك فلا يقوم انتهى فاستفيد من مجموع ما ذكرنا استحباب القيام له صلى الله عليه
وسلم عند ذكر ولادته لما في ذلك من كمال التعظيم له صلى الله عليه وسلم لا يقال القيام
عند ذكر ولادته بدعة لأنا نقول ليس كل بدعة مذمومة كما أجاب بذلك الإمام
المحقق الولي أبو زرعة العراقي حين سئل عن فعل المولد أمستحب أو مكروه وهل ورد
فيه شيء أو هل فعله من يقتدى به فأجاب بقوله الوليمة وإطعام
الطعام مستحب كل وقت فكيف إذا انضم إلى ذلك السرور بظهور نور النبي
في هذا الشهر الشريف ولا نعلم ذلك عن السلف ولا يلزم من كونه بدعة كونه مكروهاً
فكم من بدعة مستحبة بل واجبة إذا لم ينضم لذلك مفسدة والله الموفق انتهى
ونقل عن العلامة ابن حجر في مولده الكبير فقال نظير ذلك في القيام عند ذكر
ولادته صلى الله عليه وسلم وأيضاً قد اجتمعت الأمة المحمدية من أهل السنة و
الجماعة على استحسان القيام المذكور وقد قال صلى الله عليه وسلم لا تجتمع أمتي
على ضلالة قال العلامة المدني جرت عادة القوم بقيام الناس إذا انتهى المداح
إلى ذكر مولده صلى الله عليه وسلم وهي بدعة مستحبة لما فيه من إظهار الفرح

السرور والتعظيم قال الامام العالم العلامة ابو زكريا يحيى الصرصري الحنبلي نفعنا الله به

قليل لمدح المصطفى الخط بالذهب على فضة من خط احسن من كتب
وان ينهض الاشراف عند سماعه قياما صفوفا او جثيا على الركب
اما الله تعظيما له كتب اسمه على عرشه يا رتبة سمت الرتب

وفي هذا القدر كفاية لمن وفقه الله تعالى وصلى الله تعالى على سيدنا محمد وآله واصحابه وسلم تسليما كثيرا قاله الفقير الى احسان ربه في الدنيا والآخرة عثمان حسن الدمياطي الشافعي خادم الطلبة المقيم بالمسجد الحرام حالا وبالجامع الازهر سابقا غفر الله له جميع ذنوبه وستر في الدارين جميع عيوبه آمين استحسنه كثيرون والله سبحانه اعلم كتبه المرتجي [illegible] محمد المرغني الحنفي مفتي المكة المكرمة مصليا مسلما الحمد لله عز شأنه رب زدني علما القيام عند ذكر ولادة سيد الاولين والآخرين صلى الله عليه وسلم استحسنه كثير من العلماء والله اعلم كتبه حسين بن ابراهيم مفتي المالكية بمكة المحمية مصليا مسلما

الحمد لله وحده اللهم هداية للصواب نعم القيام عند ذكر ولادته صلى الله عليه وسلم استحسنه العلماء وهو حسن لما يجب علينا تعظيمه صلى الله عليه وسلم والله اعلم كتبه الفقير له محمد عمر بن ابي بكر الرئيس مفتي الشافعية بمكة المكرمة تاب الله عليه

(ختم: محمد عمر بن ابي بكر)

الحمد لله رب العالمين اللهم هداية للحق والصواب نعم يجب القيام عند ذكر ولادته صلى الله عليه وسلم لما استحسنه العلماء الاعلام وقادة الدين والاسلام فذكروا عند ذكر ولادته صلى الله عليه وسلم بحضور روحانيته صلى الله عليه وسلم فعند ذلك يجب التعظيم والقيام والله سبحانه وتعالى اعلم كتبه الفقير [illegible] محمد بن يحيى مفتي الحنابلة في المكة المشرفة

(ختم: موثق بالله الولي محمد بن يحيى امام ومفتي الحنابلة)

الحمد لله وكفى وسلام على عباده الذين اصطفى اما القيام اذا جاء ذكر ولادته عند قراءة المولد الشريف توارثه الائمة الاعلام واقره الائمة الحكام من غير نكير منكر ولا رد راد ولهذا كان مستحسنا ومن يستحق التعظيم غيره ويكفي اثر عبد الله بن مسعود رضي الله عنه ما رآه المسلمون حسنا فهو عند الله حسن والله ولي التوفيق والهادي الى سواء

الطریق حررہ خادم الشریعۃ والمنہاج عبداللہ بن المرحوم عبدالرحمن سراج الحنفی والمفتی بمسجد الحرام

| خادم الشریعۃ والمنہاج عبداللہ بن شیخ عبدالرحمن سراج |
|---|

## ترجمہ فتوی علماے مکہ

کیا فرماتی ہین علماء محققین قیام معمول علماء وصالحین عرب وعجم بیچ وقت ذکر ولادت باسعادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی درمیان پڑہنی مولد شریف کی آیا واجب ہی یا سنت یا مباح یا سوا اسکی بیان کرو تم جواب شافی کافی ساتہہ دلیلون کی اور تہہ کرو الہی تم اجر پاؤگی اجر کثیر **جواب** کہڑا ہونا وقت ذکر سید البشر حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی ہنگام پڑہنی مولد شریف کی واسطی تعظیم حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسا امر ہی کہ کچہہ شک نہین ہی اوسکی مستحسن اور مستحب اور مندوب ہونی مین اوسکی کرنیوالی کو ثواب سی حصہ بہت اور نیکی بڑی کیونکہ یہہ بڑی تعظیم ہی نبی کریم صاحب خلق عظیم کی ایسی نبی کی کہ نکالا ہمکو اللہ تعالی نی بسبب اونکی تاریکیون کفر سی طرف روشنیون ایمان کی اور بچایا ہمکو بدولت اونکی آگ جہالت سی اور پہونچایا طرف جنات معرفتون اور یقین کی پس تعظیم مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی ہی رب العالمین کی اور ظاہر کرنا ہی واسطی تقوی کی شعارون کی اور جو شخص تعظیم کریگا شعائر اللہ کو پس تحقیق وہ ہی دلونکی پرہیزگاری سی اور جو تعظیم کریگا حرمات اللہ تعالی کو پس وہ بہتر ہی اوسکی واسطی اوسکی نزدیک پروردگار کی اوسکی اور کہا ہی علامہ ابن حجر نی بیچ کتاب درمنظم کی تعظیم کرنا نبی صلی اللہ علیہ کی ساتہہ جملہ انواع تعظیم کی کہ شارکت ساتہہ اللہ تعالی کی معبودیت مین نرکہتی ہوامر نیک ہی نزدیک اوسکی کہ بینائی دی ہو اوسکو حق تعالی نی اور ثابت ہو سنت مین کہ کہڑا ہونا واسطی غیر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پس تعظیم کرنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اولی ہی روایت کی بخاری اور مسلم نی ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سی کہ ایک جماعت آدمیون کی آئی اوپر حکومت ابن معاذ رضی اللہ عنہ کی پس بہیجا گیا طرف اوسکی اور آیا سوار او پر گدہی کی پس جب کہ قریب مسجد نبوی کی پہونچا فرمایا پیغمبر صاحب نی کہڑی ہو جاؤ تم واسطی تعظیم بہتر اپنی

وارد ہوا ہی آدمیون کی اوتارنی مین موافق اونکی مراتب کی اور تعظیم کرنی مین مافوق
مرتبون کی اور وہ کہ آیا ہی بزرگ مسلمانون کی تعظیم اور اصحاب علم اور عمر رسیدہ
اور دیندار لوگون کی توقیر اور طالب علمون کی مرحبا کہنی اور صاحبان فضل و فہم کی
بزرگ رکہنی مین واسطی تعظیم حرمت مومنین کی اور خوشنودی پروردگار عالمین کی
فرمایا ہی اللہ تعالی نی جو شخص حرمت کریگا حرمتون خدا کی پس بہتر ہی اوسکی
واسطی نزدیک اللہ تعالی کی اور دوسری آیت مین فرمایا ہی جو تعظیم شعائر
کرتا ہو کی اللہ تعالی [illegible] کری پس یہہ امر دلیل ہی اوپر پرہیزگاری دلون کی کہا
نووی نی کہ یحیی قطان کہ بعد نماز عصر کی کہڑا ہوتا تہا نزدیک منارہ مسجد کی اور روبرو
اوسکی کہڑی ہوتی تہی علی بن مدینی اور امام احمد حنبل اور یحیی بن معین وغیرہم پوچہتی
تہی اوس سی حدیث اور یہہ سب کہڑی رہتی تہی نماز مغرب تک نہ وہ کسی سی
کہتا تہا بیٹہو نہ وہ لوگ ایسی بیٹہتی تہی بسبب اوسکی ہیبت اور تعظیم کی اور کہا نووی
نی جو احادیث کہ دلالت کرتی ہین اوپر منع قیام کی مانند اس حدیث کی کہ جو شخص
محبوب جانیگا یا خوش ہوگا اس بات سی کہ کہڑی ہو جاوین واسطی اوسکی آدمی پس وہ
اختیار کری اپنا رہنا آگ مین اس قسم کی حدیثین محمول ہین اوپر زجر اور وعید شدید کی
اوسکی واسطی کہ دوست رکہتا ہو وہ کہڑا ہونا آدمیون کا بسبیل غرور و تکبر پس جسکیوہ
اس امر کو دوست رکہیگا مرتکب حرام کا ہوگا خواہ کوئی کہڑا ہووی واسطی اوسکی یا نہین
پس مدار حکم قیام کا اوپر دوست رکہنی قیام کی ہی اور کچہہ علاقہ نہین ہی کہڑی ہونی
قائم کو اور نہ اوسکی نہی ہی اسیطرح اور جو حدیث کہ روایت کی ہی ترمذی نی انس
رضی اللہ تعالی عنہ سی کہ نہین تہا کوئی شخص نزدیک صحابہ کی محبوب تر پیغمبر خدا صلی اللہ
علیہ وسلم سی اور صحابہ جسوقت پیغمبر صاحب کو دیکہتی تہی کہڑی نہین ہوتی تہی
کیونکہ جانتی تہی کہ اس امر سی پیغمبر صاحب برا مانتی تہی پس کہا امام نووی نی
اوسکی جواب مین کہ پیغمبر صاحب اور صحابہ کی درمیان انس و محبت و صفائی ایسی
تہی کہ کہڑی ہونی سی زیادت تکریم نہین احتمال رکہتی تہی پس قیام مین کچہہ مقصود

تہا بعد اوسکی امام نووی نی یہہ اشعار پڑہی کہ بعض عربی ہین اور مضمون اونکا یہہ
ہی قسم ہی خدای غالب اور بزرگ کی کہ میرا کہڑا ہونا واسطی تعظیم تیری کی لائق ہی اور
ترک لائق کا غیر مستقیم ہی یعنی درست نہین پس ہی کوئی شخص کہ جسکو عقل و خرد
نہیں ہی کہ دیکھی تجکو اور نہ کہڑا ہووے پس اس تمام سی کہ مذکور ہوا ثابت ہی استحباب
تعظیم کا وقت ذکر ولادت شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کیونکہ اسمین کمال
تعظیم پیغمبر صاحب کی ہی اگر کوئی اعتراض کری کہ کہڑا ہونا وقت ذکر ولادت شریف
کی بدعت ہی یعنی زمانہ صحابہ مین نتہا ہم جواب دینگی کہ ہر بدعت برا نہین ہی جیسا کہ
جواب دیا امام محقق ولی ابو زرعہ عراقی نی جسوقت کہ استفسار کیا لوگون نی اونسی
قال مولد شریف سی کہ مستحب ہی یا مکروہ اور کوئی خبر اسمین آئی ہی اور کسی مقتدا
نی اسکو کیا ہی جواب دیا اس طرحسی کہ ولیمہ اور کہلانا کہانیکا ہر وقت مین مستحب
اور بہتر ہی ہی اور جسوقت خوشی ظہور محبت کی مقصود ہو گی اس ماہ مبارک مین تو بدرجہ
اولی بہتر ہی اور ہمکو معلوم نہین ہی کہ سلف نی کیا ہی یا نہین اور بدعت ہونی سی
مکروہ ہونا لازم نہین آتا ہی اسواسطی کہ بہت بدعتین مستحب ہین بلکہ واجب اگرچہ کوئی
سلف نی نکی اور نقل کیا ہی علامہ بن حجر سی کتاب مولد کبیر مین نقل اسکی کہڑی ہونی
کی بیان مین وقت ذکر ولادت شریف صلی اللہ علیہ وسلم کی اور اجماع کیا ہی امت
محمدیہ اہلسنت وجماعت نی بہتر جاننی قیام پر اور فرمایا ہی پیغمبر صاحب نی کہ میری امت
اوپر گمراہی کی اجتماع نہین کرتی ہی اور کہا علامہ مدابغی نی جاری ہی تعامل امت
قیام آدمیون کی جسوقت پڑہنی والا مولد شریف کا پہونچتا ہی مقام ولادت پر اور یہہ
بدعت مستحب ہی کیونکہ اسمین اظہار خوشی و تعظیم کا ہی اور کہا ہی علامہ ابو زکریا
یحیی صرصری حنبلی نی کہڑی ہو جاتی ہین اشراف یعنی علما اور سادات و بزرگ
وقت سماعت کی صف باندہ کر لکہا اوسکو عثمان حسن دمیاطی شافعی مدرس مسجد حرام
نی مستحسن جانا ہی بہت لوگون نی لکہا عبد اللہ بن محمد میرغنی حنفی مفتی مکہ
معظمہ نی تعریف ثابت ہی واسطی اللہ کی کہ بڑی ہی شان اوسکی اور ہی پروردگار

بیہن زیادہ کرتا ظلم سرا کہڑا ہونا وقت ذکر ولادت پیغمبر صاحب کی نیک جانا ہی اسکو علمانی اور یہہ نیک ہی
کیونکہ واجب ہی ہماری اوپر تعظیم پیغمبر صاحب کے لکھا محمد بن عمر بن ابی بکر نی کہ رئیس مفتی شافعیہ
کا مکہ مین تہا تعریف ثابت ہی واسطی پروردگار عالمونکی ہی فساد کہا تو ہماری تئین واجب
ہونیکی واجب ہی قیام وقت ذکر ولادت شریف پیغمبر صاحب کی کیونکہ نیک جانا ہی علمای اسلام اور ائمہ
دین و اسلام نی اور ذکر کیا ہی کہ وقت ذکر ولادت شریف کی روح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حاضر ہوتی ہی
پس اس حالت مین واجب ہی تعظیم اور قیام لکھا محمد بن یحیی حنبلی مفتی مکہ نی تعریف ثابت ہی واسطی اللہ کی
اور کافی ہی اور سلام ہی اوسکی بندون مقبولون پر کہڑا ہونا جسوقت آوی ذکر ولادت شریف بیچ پڑہنی
مولد شریف کی متوارث ہی اماموں اعلام سی اور اماموں اور حکامون نی اسکو جائز رکہا ہی لفظنا انکار
کسی منکر کی اور بلا رد کرنی کسی رد کرنیوالی کی اور اسیواسطی مستحسن ہوا اور کون
شخص مستحق ہو کا تعظیم کو سوای آنحضرت کی اور کفایت کرتی ہی حدیث عبد اللہ
بن مسعود رضی اللہ عنہ کی اس بات مین کہ فرمایا جس بات کو مسلمان یعنی علما نیک اور مستحسن
جانین وہ نزدیک اللہ تعالی کی نیک ہی لکھا قاضی عبد اللہ بن عبد الرحمن سراج
المفسر و المحدث نی خانہ کعبہ مین

## استفتای دیگر

## سوال

کیا فرماتی ہین علمای دین و مفتیان شرع متین کی بیچ اس صورت کی کہ اندیار
مین رواج ہی کہ وقت ذکر تولد شریف صلی اللہ علیہ وسلم کی حاضرین مجلس مقدس
بلحاظ تعظیم نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام اتباعا لعلمای حرمین الشریفین کہڑی ہو جاتی
ہین اور بعض اسکی مخالفت کرتی ہین اس صورت مین جیسا کہ ارشاد ہو بیان فرماو تا کہ
اجر دیوی تمکو اللہ تعالی **الجواب** کہڑا ہونا محفل مولد شریف مین بسبب تعظیم و تکریم نبی
کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی نیت سی بہتر اور مستحسن کہا ہی تمام علمای حرمین شریفین اور
ائمہ صاحب روایت اور اکثر علمای ہند نی اس کہڑی ہونیکی سند بیچ کتاب عقد الجوہر فی
مولد النبی الازہر کی جو تصنیف سید محمد برزنجی رحمہ اللہ علیہ کی ہی مرقوم ہی وقد استحسن
القیام عند ذکر مولدہ الشریف ائمۃ ذوو روایۃ و درایۃ فطوبی لمن کان تعظیمہ
صلی اللہ علیہ وسلم غایۃ مرامہ و مرماہ و ہکذا ذکرہ بالتصریح مولانا محمد سلامت اللہ

صاحب کانپوری نی جواب ہذہ المسئلہ وکذا مولانا رفیع الدین مرادابادی اور بہت سے
مین لکہا ہی کہ اعمال امصار کا نزدیک امام اعظم اور امام ابی یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ
[illegible] تمام فقہا کی معتبر ہی جب تلک کوئی مانع نپایا جاوی وقال النبی [illegible] فہو محمود
حتی کادت الناس لاتفادہا کہ ہدایۃ بعینہ اور یہی ہیچ حدیث شریف کی آیا ہی جسکو
[illegible] تمام مسلمان نیک جانتی ہین وہ اللہ عزوجل بہی نیک جانتا ہی
ہدایہ اور درمختار اور حاشیہ وغیرہ مین بروایت ابن مسعود رضی اللہ عنہ منقول ہی مارآہ
المسلمون حسنا فہو عند اللہ حسن واللہ اعلم بالصواب الامر المذکور حسن

صحیح — اصاب من اجاب — خادم الطلبہ محمود علی — الامر المذکور [illegible]

| احمد حسین | محمد رضا علی خان | سید محمود [illegible] | غلام حسین |
|---|---|---|---|
| محمد عبد الواحد | محمد لطف علی خان | سید یعقوب علی رضوی | محمد علی در شہر [illegible] |
| جلال الدین محمد کمال | طالب المولی نذر | عمدۃ العلماء [illegible] محمد شرف الدین | ہذہ المسطور محلیہ بحلیۃ |

الصدق ومن انکرہ فعلیہ یخاف الکفر — والمفتی سید احمد عفی عنہ

اقول وباللہ التوفیق تعظیم جناب سرور عالم فخر بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم ہر مومن پر واجب
ولازم ہی اور انکار اسکا کفر اور جو طریقہ تعظیم کا کتاب اور سنت اور اجماع امت اور ائمہ ملت
سی منقول ہی مسلمین مقلدین کو کرنا ضرور ہی (محمد یعقوب علی عفی عنہ) قد یستحب القیام عند ذکر مولدہ
صلی اللہ علیہ وسلم لانہ فی فضائل الاعمال فلاباس بالقیام عند اہل العلم والعالمین بہ ومن منع
ذلک خسر الدنیا والاخرۃ حررہ یوم الجمعہ ۹ من شہر ذی الحجۃ الحرام مہر اللہ محمد اسمعیل

یا حافظ

## ہدی الانام فی مسئلۃ القیام

بعد حمد اور صلوۃ کی جاننا چاہیی کہ اس رسالہ کا نام ہدی الانام فی مسئلۃ القیام ہی اس
بیان میں کہ کہڑی ہونیکا وقت پڑہی جانی ذکر تولد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس
میلاد میں اور چونکہ سند وثبت اور استحسان محفل میلاد بخوبی موطا ابن جوزی اور تاریخ
وفیات الاعیان قاضی شمس الدین ابن خلکان اور مراۃ الزمان سبط ابن جوزی اور تاریخ
حافظ عماد الدین کثیر اور در المنظم اور سیرت شامی اور رسالہ حافظ ابو الخیر ابن الجزری

سے ثابت اور واضح ہے فان شئت فلینظر ہنا لک اب شروع کرتا ہوں اس مقال میں بفضلہ
حولہ تعالی جاننا چاہیے کہ جو لوگ کہ امتناع قیام کرتے ہیں اگر مطلق قیام کو کہتے ہیں یعنی قیام
من ہذہ الہیئۃ الخاصۃ بدون اگر کہتے ہیں کہ قیام از امور تعبدی ہے اور کسیکی تعظیم کو نہیں
جائز سمجھتے ہیں پس یہہ سراسر غلط ہے اور دلیل اسکی قصہ بنی قریظہ کا ہے کہ جو
لدنیہ اور صحاح ستہ وغیرہ میں آیا ہے اوس سے صاف واضح ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے لیے فرمایا قوموا الی سیدکم اور شفا
قاضی عیاض میں لکھا ہے للتعظیم مراد ہے اور شفا قاضی عیاض میں لکھا ہے حتی
اولادہ ولم یقم شیئا ملکا ابتلاہ اللہ تعالی ببلاء لا دواء لہ اور فتاوی عالمگیری
میں لکھا ہے کہ آپ کی روضہ مبارک کے سامنے کھڑا رہو جیسا کہ حالت نماز میں کھڑا
ہوتا ہے وعبارتہ فلیتوجہ الی قبرہ صلی اللہ علیہ وسلم فیقف عند رأسہ
الی قولہ ولا یقرب یدہ الی جدار التربۃ فہو اہیب واعظم للحرمۃ ویقف
کما یقف فی الصلوۃ ویمثل صورتہ الکریمۃ البہیۃ کانہ نائم فی لحدہ عالم
بہ یسمع کلامہ کذا فی الاختیار شرح المختار انتہی اور جذب القلوب میں صورت
اور طرح بھی کھڑے ہونے کی لکھی ہے وہ یہہ ہے ودر وقت سلام آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم ووقوف در انجناب باعظمت دست راست بر دست چپ بنہند چنانکہ در
حالت نماز کنند الخ اور فوائد الدرایہ شرح ہدایہ میں لکھا ہے یجوز الخدمۃ
لغیر اللہ تعالی بالقیام واخذ الیدین والانحناء ولا یجوز السجود بالاجماع
انتہی اور اگر یا نعین اس صورت خاص یعنی وقت قراءۃ مولد میں منع کرتے ہیں قیام
تو وہ بھی غلط ہے زیادہ برین نہیں کہ بدعت کہیں گے استدلال اوپر ضلالت کے
کریں گے اور یہہ دلیل انکی تمام نہیں ہوسکتی کیونکہ مراد کل بدعۃ سے یہہ نہیں کہ
ہر بدعت حسنہ یا سیئہ گمراہی ہے بلکہ بعض بدعت حسنہ کا کرنا واجب ہے چنانچہ
افضل المحدثین ملا علی قاری نے مرقاۃ شرح مشکوۃ میں تفسیر کل بدعۃ ضلالۃ میں لکھا
ہے کل بدعۃ بالرفع وقیل بالنصب ضلالۃ قال فی الازہار ای کل بدعۃ سیئۃ

ضلالة لقوله صلى الله عليه وسلم من سن في الاسلام سنة حسنة فله اجرها واجر من
عمل بها وجمع ابوبكر وعمر القرآن وجدد في عهد عثمان رضي الله عنهم قال النووي في البد
[illegible] عمل على غير مثال ما سبق وفي الشرع ما لم يكن في عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم
وقوله كل بدعة ضلالة عام مخصوص قال الشيخ عز الدين بن عبد السلام في آخر كتاب
القواعد البدعة اما واجبة كتعلم النحو لفهم كلام الله ورسوله صلى الله عليه وسلم
وكتدوين اصول الفقه والكلام في الجرح والتعديل واما محرمة كمذهب الجبرية
والقدرية والمجسمة والرد على هؤلاء من البدع الواجبة لان حفظ الشريعة من هذه
البدع فرض كفاية واما مندوبة كاحداث الربط والمدارس وكل احسان
لم يعهد في العهد الاول وكالتراويح اي بالجماعة العامة والكلام في دقائق
الصوفية واما مكروهة كزخرفة المساجد وتزويق المصاحف يعني عند الشافعي
واما عند الحنفية فمباح واما مباحة كالمصافحة عقيب الصبح والعصر اي عند
الشافعية الخ والا فعند الحنفية مكروه والتوسع في لذيذ المآكل والمشارب
والمساكن وتوسيع الاطعام وقد اختلف في كراهة بعض ذلك كما قدمنا
قال الشافعي ما احدث مما يخالف الكتاب او السنة او الاجماع فهو ضلالة وما
احدث من الخير لا يخالف شيئا من ذلك فليس بمذموم وقال عمر رضي الله
عنه في قيام رمضان نعمت البدعة هذه هذا آخر كلام الشيخ في تهذيب
الاسماء والصفات وروي عن ابن مسعود رضي الله عنه ما رآه المسلمون
حسنا فهو عند الله حسن وفي حديث مرفوع لا تجتمع امتي على الضلالة
رواه مسلم وكذا احمد والنسائي وابن ماجة انتهى اور جاننا چاہیے کہ بدعت سیئہ
نہیں ہوسکتی مگر بقیام دلیل قبیح اور قیام سے بہر گونہ استحسان یا اباحت ہوسکتی چنانچہ بدایۃ
المرید شرح جوہرۃ التوحید میں لکھا ہے ومن الجهلة من يجعل كل امر لم يكن في زمن الصحابة
بدعة مذمومة وان لم يقم دليل على قبحه تمسكا بقوله صلى الله عليه وسلم
اياكم ومحدثات الامور ولا يعلمون ان المراد بذلك ان يجعل في الدين ما هو

لیس فیہ انتہی اور جو کوئی قباحت مشابہ بت پرستان نکالی یہہ وجہ اوسکی مردود ہے مقبولان
مجوزان کرام سہو کیا ہی کما فی الدر المختار اور اسی کتاب ہدایت المریدین میں لکھا ہی اما ما احدث
مما لہ اصل فی الشرع اما بحمل النظیر او بغیر ذلک فانہ حسن اذ ھو سنۃ الخلفاء
الراشدین والائمۃ المہتدین ومن ثم قال عمر رضی اللہ عنہ نعمت البدعۃ
ھذہ ولیس ذلک مذموما بلفظ معروف او بدعۃ الخ اور جو بدعت کہ نہ مخالف ہووے کتاب
اور سنت اور اجماع او اثر کی وہ بدعت محمودہ ہی چنانچہ امام محی الدین نووی نی بیچ
شرح اربعین مین کی لکھا ہی قال الشافعی ما احدث وخالف کتابا او سنۃ او
اجماعا او اثرا فھو البدعۃ الضلالۃ وما احدث من الخیر ولم یخالف شیئا
من ذلک فھو البدعۃ المحمودۃ والحاصل ان البدعۃ الحسنۃ متفق علی
ندبھا وھی ما وافق شیئا مما مر ولم یلزم من فعلہ محذور شرعی ومنھا ما ھو
فرض کفایۃ کتصنیف العلوم ونحوہ الخ پس جب ثابت ہوا کہ یہ بدعت ضلالت
نہین بلکہ بعضی محمودہ اور واجبہ ہی تو سند و ثبوت قیام مین وقت قرأۃ مولد کی کیا خلل ہوا
باوصفیکہ اجماع امت ہی اور عام مسلمین کھڑی ہوتی ہین خاصہ اہل حرمین کہ جمیع اصاغر
واکابر اون دونون شہرون مقدس کی کھڑی ہوتی ہین اور دلیل اسکی رسالہ حسن وسیاطی
شہید السراج مدرس مسجد الحرام کہ اثبات قیام مین لکھا ہی اور فتوی علماء حنفیہ وشافعیہ
اور مالکیہ اور حنابلہ کا کہ سب نی اجماع نقل کیا ہی اور رسالہ عقد الجوہر فی مولد النبی الازہر
تصنیف سید محمد برزنجی مصنف اشاعہ لاشراط الساعۃ کا اسپر دلیل واضح ہی کہ ان سب
سی قیام کالشمس فی الضحی ثابت ہی و عبارۃ البرزنجی ھذا وقد استحسن القیام عند ذکر
مولدہ الشریف ائمۃ ذو روایۃ ورویۃ فطوبی لمن کان تعظیمہ صلی اللہ علیہ وسلم
غایۃ مرامہ ومرماہ انتہی ولولا خشیۃ التطویل لاثبت ما فی حیز الاقاویل الاول
التبدیل الجلیل کاف عند العقیل اب اگرچہ روایات حرمین نزدیک مانعین کی دلیل
نہی اور حجت شرعی استحسان کی نہو گی تاہم رواج حرمین کا خوبی [illegible] کرنیکا وہ جب کہ

اجماع اہل مدینہ کا ہو وے سنت ہی کما روی الحافظ محمد بن طاہر المقدسی بسندہ عن زید
بن ثابت رضی اللہ عنہ انہ قال اذا رأیت اہل المدینۃ اجمعوا علی شیٔ فاعلم
انہ سنۃ اور بلکہ بعض علما نے لکہا ہی وقیل لا اجماع الا لاہل المدینۃ انتہی یا فی تفسیر الرحمن
و اللب الاحمدیۃ اور ہر گاہ کہ توارث عامہ مسلمین حجت قطعیہ ہو تو توارث حرمین کیوں
حجت نہ ہو گا کما فی الہدایۃ فی اذان قبل الوقت یجوز للفجر من النصف الاخیر من اللیل
لتوارث اہل الحرمین انتہی اور ایسا ہی لکہا اجماع اور توارث عامہ مسلمین کو فقیہ
ابو اللیث نے بستان میں اور ملا احمد جیون امیٹہوی نے کتاب نور الانوار شرح
منار میں لکہا ہی عبارۃ البستان فی کتاب کتابۃ العلم لان الامۃ توارثت کتابۃ العلم وقد قال النبی صلی اللہ علیہ
وسلم ما راٰہ المسلمون حسنا فہو عند اللہ حسن وقال علیہ الصلوۃ والسلام لا
تجتمع امتی علی الضلالۃ ولا ہم توارثوا ذلک صار ذلک سبیل المسلمین وسبیل
المسلمین حق بدلیل الخبر انتہی وایضا فیہ فلو شارط لتعلیم القرآن اجرا ان
لا باس بہ لان المسلمین توارثوا ذلک انتہی وعبارۃ نور الانوار ہذا ولہذا
قولہ تعالی ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الہدی ویتبع غیر
سبیل المؤمنین نولہ ما تولی ونصلہ جہنم وساءت مصیرا جعل مخالفۃ
المؤمنین مثل مخالفۃ الرسول فیکون اجماعہم حجۃ قطعیۃ انتہی پس قیام
بہی اجماع و توارث مسلمین ثابت ہی چنانچہ حاجی رفیع الدین خان مرادابادی نے
بہی لکہا ہی کہ ملک الروم و شام اور بغداد اور مصر اور حرمین شریفین وغیرہ بہتی اور نیز ہا
بہی سب جگہہ کی آدمی ہند عجم اور عرب اور بخارا اور حلب اور یمن وغیرہ کی اوٹہتی
ہیں شاید نہیں قیام کہیں ہوں تو شاذ و نادر ہیں ہزار میں ایک بلکہ لاکہہ میں ایک
فصل سجادی تحلی النعلین بالکشر و التحلیل بالتحقیر و تغلب الواحد علی الجم النفیر فیتقلب القلب الیقظان
والعین البصیر و لا تکن مثالا کالضریر و فرق بین الکرباس والحریر اور جبتک کسی کتاب سے
ممانعت نکلی تو یہی قاعدہ اصول کی ہماری لئی بہی جائز ہو الا ان الاصل
فی الاشیاء الاباحۃ اور یہہ قاعدہ اصول نور الانوار اور ہدایہ و تفسیر احمدی اور

شرح وقایہ اور اشباہ ونظائر وغیرہ سے بخوبی ثابت وعیان ہی لا یحتاج بالبیان و
لا یفتقر الی البرہان اعلموا ایہا معاشر الخلان یہہ حجج ساطعہ وبراہین قاطعہ استحباب
کی تو اوسوقت میں ہیں کہ موافق زعم مانعین کی یہہ بدعت اور بالا اصل لہ فی الشرع ہوتا
اب اثبات تحقیقی سننا چاہیے یہہ تو ثابت ہی کہ قیام امور تعظیمیہ سے ہی کما مر فی اول الرسالہ
اور تعظیم اور تکریم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمیشہ واجب اور فرض ہی کہ آیہ تعزروہ
و توقروہ اسپر نصا ہی بلند ناطق ہی اور جس طرح تعظیم حضرت نبی کی نص سے ثابت
ہو کہ جس نبی کی آگی چلا کی بولنی سے حکم ان تحبط اعمالکم وانتم لا تشعرون نازل ہوا
کما صرح فی القادری وتفسیر الرحمہ واللب الاحمدیہ انما نہوا عن جہر مخصوص یعنی الجہر
المنعوت بمماثلۃ ما قد اعتادوہ فیما بینہم وہو الخلو من مراعاۃ الآداب اور اس تفسیر میں
اسی جگہہ ہی قالوا من ترک الآداب رد عن الباب انتہی دیکھو اوسکی بیعت کرنے والے
جسکی ہاتھہ کو اللہ اپنا ہاتھہ اور اپنی بیعت فرماتا ہی ان الذین یبایعونک انما یبایعون
اللہ ید اللہ فوق ایدیہم قال فی تفسیرات الاحکام یرید ان ید رسول اللہ
تعلو ایدی المبایعین ہی ید اللہ واللہ منزہ عن الجوارح وعن صفات الاجسام
وانما المعنی تقریر ان عقد المیثاق مع الرسول کعقدہ مع اللہ من غیر تفاوت
بینہما کقولہ من یطع الرسول فقد اطاع اللہ وفی المعالم ان الصحابۃ رضی
اللہ عنہم وقت المبایعۃ اخذ ید الرسول صلی اللہ علیہ وسلم وید اللہ کانت
فوق ایدیہم انتہی اور افراد تعظیم کی بہت ہیں جو فرد کہ زیادہ تر داخل ہو ادب واجلال
میں کرنا اوسکا بہتر ہی گویا تعمیل امر تعزروہ وتوقروہ ہی کما صرح فی العالمگیریۃ ما یفعلہ
بعض الناس من النزول بقرب المدینۃ والمشی الی ان یدخل حسن وکل ما کان ادخل
فی الادب والاجلال کان حسنا کذا فی فتح القدیر انتہی اور یہاں تک تعظیم کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی واسطی جائز کہا ہی بلکہ سجدہ اور تعفیر الوجہ بالتراب کو بشرط
عدم حضور ہی وغلبہ ذوق مستحسن کہا ہی کما قال عمدۃ المفسرین قدوۃ المحدثین مولانا
الشیخ عبد الحق المحقق الدہلوی رحمہ اللہ الغفار العلی فی کتابہ المسمی بجذب القلوب

الی دیار المحبوب بعد از انکه تحیت المسجد بگزارد و متوجه زیارت گردد و بضریح شریف وارد
و از درگاه حضرت رب العزت جل جلاله و عم نواله استمداد و اعانت جوید و در رعایت
آداب درین مقام منیف و موقف شریف کی اعانت و امداد الهی قیام به مقام
عالی ممکن نیست تقصیر نکند اور بعد ارقام فرمانے اشعار عربی کی رقم فرمایا ہے کہ آنچه
در وسع و امکان بود در ظاهر و باطن از خضوع و رعایت تعظیم آنجناب ذره نامرعی نگذارد
و غیر از انکه از سجود و تمریغ وجه بتراب و استلام و تقبیل شباک شریف و امثال آن که در
شرع رخصت نکرده اند و در نظر ظاهر بینان از قبیل ادب نماید اجتناب کند بلکه یقین
داند که حقیقت در رعایت اتباع و امتثال آنحضرت است و هر چه نه ازین باب است و هم
و باطل است و اگر از غلبه و استیلای شوق چیزی سر زند اگر نه وقت حضور عوام مردم
باشد بهتر و بعضی از علما را درین سخن است و لیکن مفتی به و مختار همانست که گفته شد انتهی
ما فی جذب القلوب فکیف لا یثبت القیام اور محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عین
محبت خدا کی ہے ہر ایک پر واجب اور فرض ہے اور محب کو تعظیم محبوب کے لازم اور محبت
کا مقتضا یہی ادب ہے بے ادب ہو سو ہی عدو رب محبوب کو تو درجہ اور ہی
بلکہ دربان محبوب کی بھی تعظیم متحتم اور واجب ہے شیخ اور بنہ بھی حب الرسول و آله
و للناس فیما یعشقون مذاهب اور اسی مقدمہ میں قیس بنی عامر نے کہا ہے رأی
المجنون فی الصحراء کلبا فمد الیه بالاحسان ذیلا فلاموه علی ما کان فیه وقالوا لم
منحت الکلب نیلا فقال دعوا الملامة ان عینی رأته مرة فی باب لیلی اور ایسا ہی
کہا شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جذب القلوب میں بیان ادب و تعظیم اہل مدینہ میں لکھا ہے کہ اگرچہ
فسق و فجور و بدعت اور سائر اقسام معصیت میں منسوب و مطعون ہوں لیکن سر رشتہ
ادب و تعظیم کو ہاتھ سے نہ دے کہ شرف جوار حضرت کافی ہے اور وہ شرف کسی
بدعت و گناہ سے نہیں جاتا اور حسن خاتمہ اور مغفرت سے نہیں محروم رکھتا یہاں تک شیخ
رح نے یہ شعر تیمنا فرمایا ہے شعر فما ساکنی اکناف طیبة کلکم الی القلب من اجل
الحبیب حبیب یعنی جب کہ محبت کا یہ حال ہوا یہ بات اور سمجھ کہ جو کوئی محبت کرے

اور تعظیم کرنی ملزوم کولی لازم کو چھوڑدی فظہر کالبدر فی الدجی فمن امتنع القیام لم یقم
ادعاءہ المحبۃ والایمان فلیس لہ محبۃ بل محض ادعاء بلا دلیل فان قرع الاسماع انا فرح بالاسماع بعضی
بیان ہم جو اخیر میں اجل من الاولی قاعدہ کلیہ ہی کہ وقت ذکر کی تصور مذکور البتہ کا ہوتا ہی
اسیواسطی کہتی ہین من احب شیئا فاکثر ذکرہ ودلیل اسکی حکایت معاویہ وضرار ہی کہ معاویہ
نی ضرار سی فرمایش کی علیا کرم اللہ وجہہ بیب تعریف کی ضرار نی اور کہا ایسی تہی اور تقریر
کرتی تہی وپیاسی فکانی کالان اسمع صوتہ یقول یا دنیا یا دنیا تعشقت الی ام تشوقت الی
الی طلقتک ثلثا لا رجعۃ لک یہہ لفظ فکانی اسمع صاف تصور پر دلالت کرتا ہی تو وقت
ذکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو احب ہو اکثر اہو ما حبتک کہ ذکر ہی کیونکہ تصور ممدوح کا
ضرور ہوگا مگر چونکہ لا حرج فی الدین ہماری یہان ہی بخلاف یہود ونصاری کی جیسا کہ قدوۃ
الاسلام حسام الدین رہ نی حاشیہ شرح وقایہ مین لکہا ہی ان قوله الیسر والتیسیر اصل
معتبر فی الشرع ولا حرج فی دیننا وہذا القول افتی الصدر الشہید کذا فی المحیط وفی الفتاوی
السراجیۃ وعلیہ الفتوی انتہی اور اسیواسطی آخر تک نہین کہڑی ہتی کہ بعض اونمین ضعیف اور
بعض سقیم ہوتی ہین اور چونکہ یہہ وقت تولد خاص ہی گویا کہ بعالم تصور اسوقت شہود
باجود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوتا ہی لازم بلکہ فرض ہی اوٹہنا اور ما سوا اسی ان وجوہ
مذکورہ بالا کی بسبیل فرض تسلیم اگر کوئی یہی وجہ اوٹہنی کی نہین ہی تو ایک تسکین قلب
کہتی ہی اور وجہ یہی کہ کلام الہی مین ثابت ہی رب ارنی کیف تحی الموتی قال اولم تومن
قال بلی ولکن لیطمئن قلبی اور قواعد فقہیہ سی بہی ممنوع نہین ہی چنانچہ عالمگیریہ مین ہے
وفی البدائع ناقلا من الفتاوی ولو قطعت شاۃ وخرجت منہا عشرون دلوا لتسکین
القلب لا للتطہیر حتی لو لم ینزح وتوضأ جاز کذا فی فتاوی قاضیخان فاقول فلو ان فی
ای زمان من الازمنۃ القرون الثلثۃ عمل علی ہذہ الصورۃ یعنی کوئین نکالنا ڈول کا واسطی
تسکین قلب کی باوصف طہارت بار اور اشتداد احتیاط کی بیچ ضائع کرنی پانی کی علماء نی
جائز رکہا ہی وانما جوزوا لتسکین القلب کہین کے ہم اسیطرح قلت [illegible] لال محبت
حضرت کو تسکین واطمینان نہین ہوتا مگر بقیام اور اس صورتمین اگر کوئی نہ کہڑا ہو حنفیہ یا فیہ

پس ثابت ہے کہ قیام بخوبی ثابت ہوا حکم تارک قیام کا سنا چاہیے جو کوئی کہ باوجود علم قیام اور
آنحضرت کی اور وجود طاقت اور علم جواز قیام اور سمجھنے اس بات کی کہ یہہ قیام ہی از امور
تعظیم اور تکریم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی نہ اوٹھے گا تو وہ اہانت کرنیوالا ہوگا
اور جو اہانت و استخفاف کریگا وہ کافر ہی جیسا کہ چلپی نے حاشیہ شرح وقایہ باب المحرمات
میں لکہا ہی قد اجمعت الامۃ علی ان الاستخفاف بنبینا صلی اللہ علیہ وسلم وبای نبی
کان من الانبیاء کفر سواء فعلہ فاعل ذلک استحلالا ام فعلہ معتقدا بحرمتہ لیس بین العلماء
خلاف فی ذلک والذین نقلوا الاجماع فیہ فی تفاصیلہ اکثر من ان یحصوا منہم امام الحرمین
وغیرہ وقال صاحب الشفاء ان جمیع من عاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم والحق بہ نقصا فی نفسہ
او نسبہ او دینہ او خصلۃ من خصالہ او عرض بہ او شبہہ بشیء علی طریق السب لہ والازراء علیہ او تصغیر
لشانہ او الغض منہ او العیب لہ والتمنی مضرۃ لہ او نسب الیہ ما لا یلیق بمنصبہ العالی علی طریق
الذم او عبث فی جہتہ العزیزۃ او سخف من الکلام او غیرہ بشیء مما جری من البلاء والمحنۃ
علیہ او استحقرہ ببعض العوارض البشریۃ الجائزۃ علیہ والمعہودۃ لدیہ فہو ساب لہ وحکمہ ان
یقتل ولا یقبل توبتہ وہذا کلہ اجماع من العلماء والائمۃ الفتوی من لدن الصحابۃ الی ہلم جرا
وممن قال ذلک مالک بن انس واللیث واحمد واسحق وہو مذہب الشافعی ومقتضی قول ابی بکر
الصدیق رضی اللہ عنہ وبمثلہ قال ابو حنیفۃ واصحابہ والثوری واہل الکوفۃ والاوزاعی
انتہی قد استراح السنۃ الاقلام من تحریر الرسالۃ الملقب بہدی الانام فی اثبات القیام
لدی ذکر مولد اکرم الکرام علیہ الصلوۃ والسلام فالمامول من فحول الکرام والمرجو من
العلماء الاعلام ان ینظروہ بعین العنایۃ وان یجدوہ صحیحا فیزینون بشموس الاختتام
وان یبصروہ غلطا فیصلحوہ ویصححوہ من اقلام الکرام ویختموہ علی ہذا المقام ولا ینظروا
الی من قال وینظروا الی ما قال فانی عبد ضعیف الحال قلیل البال وانا العبد المذنب سلامت احمد
ولد آل احمد المعروف بکرامت علی الرضوی البریلوی مسکنا والبدایونی موطنا ولیکن ہذا
آخر ما اردنا تحریرہ والحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ علی سیدنا احمد وعلی آل احمد وصحبہ
القائمین علی امر اللہ العلی والسالمین عن الشرک والمعاصی وسلم تسلیما کثیرا کثیرا

عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ پوشیدہ نہیں کہ لفظ صاحب بنام او سبحانہ صحابہ اور تابعین اور
کسی علماء معتبرین سی منقول نہین ہی باینہمہ تقویۃ الایمان مین جابجا لفظ اللہ صاحب
کا ملتا ہے لیکن چونکہ لفظ صاحب باعتبار عرف اس دیار کی دلالت برائی تعظیم کرتا
ہی کسی اہل علم نی انکار نکیا علی ہذا القیاس کھڑا ہونا دلالت بر تعظیم رسول کریم علیہ
التحیۃ والتسلیم کی کرتا ہی اوسمین وجہ امتناع کی کیا ہی بلکہ لفظ صاحب مین جانبین کی تعظیم ہی کیونکہ
لفظ صاحب بمعنی معاشر اور ہم صحبت نزدیک اہل لغت کی مقرر اور اسماء توقیفیہ نزدیک
اہل کلام کی مجمع علیہ اور متفق علیہ کا ہو الظاہر پس لفظ صاحب کو تقویۃ الایمان مین جائز سمجھتا
اور قیام ذکر ولادت شریف کو منع جاننا ویسی مثل ہی کہ فر من المطر ووقف تحت المیزاب
جنھنی کہ زلال چشمۂ الحیات فیض سی ایک قطرہ بھی نوش کیا ہی وہ خوب جانتا ہی کہ اللہ
صاحب کہنا بھی جائز ہی اور قیام وقت ذکر ولادت خیر الانام بھی جائز اور درست ہی
نعم ما قیل کل اناء یترشح بما فیہ اور جو دلیل کہ مانعین واسطی جواز لفظ اللہ صاحب کی ثابت
لاوینگی وہی دلیل بعینہ جواز تعظیم کی ہو جائیگی ہاتوا برہانکم ان کنتم صادقین اگرچہ ثبوت
لفظ صاحب کا حدیث شریف سی ممکن لیکن سنتا ہی کہ مانعین ہیچ جواب ان سطور کی جواب
اوس حدیث کو استدلال مین لاوین تا وہم سید المرسلین کلمات ونکی اسم سی استدلال سی ہو نہ تعالی
باطل کی جاوین کیف احمد ربی وکیف لا احمدہ وکیف اشکر ربی وکیف لا اشکرہ کہ مدعا
مانعین مذکورین کی بھی پیشوا کی تحریر اور تقریر سی نزدیک ہر منصف کی خوب واضح ہو
کیونکہ بڑی طمطراق کی یہہ بھی دلیل تھی کہ زمان صحابہ اور تابعین مین رواج اس امر کا
نتھا پس اللہ صاحب کہنا صحابہ اور تابعین سی کیونکر ثابت کرینگی بات اگر تقویۃ الایمان
سی بھی منحرف ہو جاوین اور اللہ صاحب کہنا بدعت ٹھہراوین تا ہم مقصود ہمارا حاصل
ہی شادم کہ از رقیبان دامن کشان گذشتی گو مشت خاک ما ہم بر باد رفتہ باشد
البتہ اگر شریعت کا نام معاذ اللہ مین بھائی دل چاہی کہین تو یہہ بات نرالی ہی سوال
اگرچہ کسی کتاب مین صاف صریح ثابت نہین کہ صحابۂ کرام کی حضور مین ذکر پیدایش
سرور دو جہان آیا ہو اور وہ واسطی تعظیم کی نہ کھڑی ہوں مگر کھڑا ہونا بھی صحابہ

کی فعل سی ثابت نکلیا اس سبب سی یہہ شبہہ ہماری دل سی اچھی طرح دفع نہین ہوتا ہی جواب
عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یجلس معنا فی المسجد
یحدثنا فاذا قام قمنا قیاما حتی نراہ قد دخل بیوت ازواجہ یعنی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کہ بیٹھتی تھی ساتھہ ہماری مسجد مین کہ باتین فرماتی تھی ہمسی پس جب کھڑی ہوتی
تھی تو ہم بھی کھڑی ہوتی یہان تک کہ کھڑی رہتی کہ دیکھہ لیتی حضرت کو کہ دولتخانہ
فیض آستانہ مین بعض ازواج کی داخل ہوئی اور جو آداب اور تعظیم کہ صحابہ کرام اور
تابعین فوق الاحترام سی ہوسکی دوسری سی ممکن نہین اور اگر کسی کتاب معتبر سی صاف
وصریح یہہ ثابت بھی ہوجاوی کہ صحابہ وقت ذکر ولادت کی قیام نہین کیا کرتی تھی
تاہم ہمکو قیام کرنا چاہئی دو سبب سی اول عدم ثبوت منع دوسری یہہ کہ جب کمال الفت
ہی ہو تو آداب اور تعظیم ظاہری کی چندان حاجت نہین رہتی میر سید شریف شرح مشکوۃ
شریف مین فرمایا ہی فان الاداب الظاہرۃ عنوان الآداب الباطنہ فاذا صفت القلوب
بالمحبۃ استغنی عن تکلف اظہارہا فیہا ترجمہ اوسکا یہہ کہ آداب ظاہری عنوان آداب باطنی
ہی پس جبکہ دل صاف ہوجاتی ہین محبت کی باعث سی تو مستغنی اور بی نیاز ہو تکلف اظہار ولی سی زیادہ
اس سی کیا ہوگا کہ صراط المستقیم سی کہ تصنیف مولوی اسمعیل کی ہی یہہ مضمون و مطلب
خوب ثابت ہی کہ نماز مین سوای خدا کی اور خیال نہ لانا چاہئی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ
کہ نماز مین تصور درستی لشکر کا کیا کرتی تھی حضرت عمر کو اپنی اوپر قیاس کرنا نہ چاہئی پہ
کار پاکان را قیاس از خود مگیر گرچہ ماند در نوشتن شیر و شیر سوال واقع مین کھڑا ہونا
قسم عبادت سی نہین مگر تمکو چاہئی کہ جسوقت حضرت کا نام پاک آیا کری اوسوقت
بار کھڑی ہوجایا کرو جواب حکم شریعت ہی کہ وقت دیکھنی جنازہ کی بسبب تعظیم
ملائکہ کی کہ ہمراہ جنازہ ہوا کرتی ہین کھڑا ہوجانا چاہئی خواہ جنازہ مسلم کا ہو یا کافر کا اور یہہ
بھی ثابت ہی کہ ہر وقت اوسکی ساتھہ حفظہ اور کراماً کاتبین رہتی ہین اور شرح حصن حصین
مین ہی کہ مرغ وقت دیکھنی فرشتی کی آواز کرتا ہی اور وقت فجر اور عصر کی ملائک اعمال
ساتھ اعمال کی آیا کرتی ہین قال اللہ تعالی ان قرآن الفجر کان مشہودا پس اگر کسی شخص نی جنازہ کہ

جنازہ گذرے اور وہ بسبب تعظیم ملائکہ و ہول مرگ کی کھڑا ہو تو بلاشک اجر ہوگا ا
اگر کوئی یہ وسوسے کہنے لگی کہ تو ہر وقت کھڑا رہا کر کیونکہ فرشتے تیرے ساتھ رہتے ہین
علاوہ قبلی ظہر اور عصر کی بہی کہڑا ہو جایا کر اور وقت آواز خروس کی بہی قیام کیا کر ورنہ
تیرا قیام سو اسطی جنازہ کی ممنوع ہی تو یہہ کہنا اس شخص کا خلاف اجماع کی
ہی اسیطرح یہہ قیام بسبب اسکی کہ وقت ذکر نام پاک آنحضرت یہہ شخص اوٹہ کھڑا
نہین ہوتا ممنوع نہین ہو سکتا ہی سوال بعضی لوگ اس زمانہ مین گستاخانہ او زبان درازی
یہہ کہتی ہین کہ یہہ کہڑا ہونا مشابہت ساتہہ مشرکین ہند کی رکہتا ہی جواب مولوی
اسمعیل نے نور العینین مین بدلائل قطعیہ ثابت کیا کہ مشابہت اوس صورت مین
منع ہوگی کہ نیت مشابہت کی ہو اس لئی رفع یدین کو باوجود مشابہت روافض کی
جائز لکہا و ثانیہ فیہ پس معلوم نہین کہ انہین نے پہچان لیا نیت ہر شخص کا کہ خاصہ
علام الغیوب ہی کہان سی حاصل کیا سوال رواج حرمین شریفین کو بہی اعتبار
ہی یا نہین جواب جس چیز کی مخالفت شریعت مین نہین اوسمین ہر شہر کی رواج
کو اعتبار ہی بلکہ بعضی کتب معتبرہ سی ثابت ہی کہ امور غیر ممنوعہ مروجہ اہل اسلام کا
کرنا واجب ہی اور یہہ قول موافق قاعدہ اصول و کلام ربانی کی ہی ما راہ
المسلمون حسنا فہو عند اللہ حسن وقال اللہ تعالی ومن یشاقق الرسول من بعد ما
تبین لہ الہدی ویتبع غیر سبیل المومنین نولہ ما تولی ونصلہ جہنم وساءت مصیرا
پس جبکہ امور غیر ممنوعہ مین رواج ہر شہر کا معتبر ہوا اعتبار رواج حرمین شریفین مین
کیا کلام سوال روٹی کو بوسہ دینا زمان فیض نشان مین مروج تہا یا نہین اگر مروج
نہ تہا تو اس زمانہ مین بوسہ دینی والی خود اور گنہگار ہین یا نہین جواب زمان سعید
دو جہان مین رواج اسکا ہرگز نہ تہا لیکن یہہ لوگ جو بوسہ دیتی ہین گنہگار نہین ہوتی بلکہ
بعضی علما کی نزدیک ثواب پاتی ہین در المختار مین نقل فرمایا تقبیل الخبز جوز الشافعیہ
انہ بدعۃ مباحۃ وقیل حسنۃ یعنی چومنا روٹی کا پس لکہا شافعیہ نی کہ وہ بدعت مباح
ہی اور کہا گیا کہ بدعت حسنہ ہی مقام انصاف ہی کہ یہہ تحریر صریح مشعر جواز تقبیل

ضروری پس تعظیم نان خشک کی تو مباح اور بہتر جاننا اور قیام از تعظیم باعث ایجاد
عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو معاذ اللہ ناروا سمجھنا کام ان لعین ہی کا ہی کو اللہ خشر کرے
حافظنا وہو ارحم الراحمین ۱۲ آل نبی ، محمد رضا علیخان ، مقصود علی

حافظ شریف حسن

قیام برای اکرام علما و سادات و اہل صلاح و قیام متعلم برای
معلم و قیام کسی برای رئیس فاضل و والی عادل مستحب ست و غیر مکروہ چنانچہ حدیث سعد
کہ مروی از سعید خدری ست دال بر استحباب ست کہ دران امر رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم برای انصار بحق سعد ست کہ قوموا الی سیدکم و ہمچنین قیام طلحہ برای
کعب بن مالک بود و امام نووی قیام قادم یعنی پیش شوندہ کہ از اہل فضل باشد مستحب
دانست و مکروہ نداشتہ چنانکہ توہم بعض ست و آنچہ کہ در حدیث انس ست وکان
اذا راوہ لم یقوموا لما یعلمون من کراہتہ لذلک و ترمذی ازاں روایت کردہ ست پس
محمول ست بر اینکہ صحابہ کرام بسبب اتحاد و رسوخ محبت و خلوص طویت صحبت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رفع تکلف ظاہری کردند و علاوہ برین اکرام ہر دیار
و ہر قوم در ازمنہ مختلف میشود جائی کہ اینچنین رسم دران دیار مروج نبودہ و رسم ملک
ہند برای مقتدا و مکرم بالاکرام از قیام مروج و اکرام اشخاص موصوفین از قیام
و غیرہ بحکم کتب حدیث و شروح ثابت وقال النووی القیام للقادم من اہل
الفضل مستحب ولیس بمنہی کما توہم وقال القاضی عیاض القیام المنہی ہو ان یقوموا
علیہ جالسا طول جلوسہ وقال الغزالی المنہی القیام للتعظیم لا علی سبیل الاکرام
۱۲ حاشیہ مشکوۃ قولہ فلیتبوأ مقعدہ من النار قیل ہذا الوعید لمن سلک
فی طریق التکبر لقرینۃ السرور للتمثل واما اذا لم یطلب ذلک وقاموا من
تلقاء انفسہم طلبا للثواب او لارادۃ التواضع فلا باس بہ وقد روی
البیہقی فی شعب الایمان عن الخطابی فی معنی الحدیث ہو ان یامرہم
بذلک ویلزمہم ایاہ علی مذہب الکبر والنخوۃ قال وفی الحدیث دلالۃ
علی ان قیام المرء بین یدی الرئیس الفاضل والوالی العادل وقیام المتعلم

للقادم مستحب غير مكروه وقال السيوطي هذا القيام على وجه البر والاكرام كما كان
قيام الانصار لسعد وقيام طلحة لكعب بن مالك ولا ينبغي للذي يقام له ان يريد
ذلك من صاحبه حتى ان لم يفعل حقد عليه او شكاه او عاتبه ١٢ مرقاة على شرح
مشكوة قولنا العلماء من كراهة هذه الكراهة بسبب الاتحاد الموجب لرفع
التكلف والحشمة فان الاداب الظاهرة عنوان الاداب الباطنة واذا صفت
القلوب بالمحبة استغنى عن تكلف اظهار ما فيها والحاصل ان القيام يختلف
بحسب الازمان والاحوال والاشخاص ١٢ وانما ينبغي لتعظيم العلم والصلاح
ذكره ابن مالك وقال شارح من علمائنا ايضا واذا كان القيام للتعظيم لله تعالى
يحسن انتهى وفيه ان كلا منهما لا يلائم النهي بقوموا فانهم لا شك انهم انما قاموا
لله وتعظيما لرسول الله صلى الله عليه وسلم ولعل الوجه ان يقال قوموا قوموا
متمثلين فنهاهم عن ذلك وعبر عنه بمطلق القيام للمبالغة في المرام والمراد
بالقيام الوقت ١٢ ملا علي شرح مشكوة هر گاه كه اكرام معلم وسادات واهل صلاح بالقيام
لتعظيم الله تعالى وبتعظيم رسول الله صلى الله عليه وسلم از بالا ثابت گشت پس قيام بوقت ميلاد
آن سرور كائنات وفخر موجودات صلى الله عليه وسلم تعظيما چگونه جائز نبود كه آداب ظاهر
عنوان آداب باطنه اند وتعظيم قيام بذاته بدعت نيست زيراكه امر رسول الله صلى الله عليه
وسلم براى انصار در حق سعد بالقيام در حديث ابي سعيد خدري موجود وفعل صحابه
مثل قيام طلحه براى كعب بن مالك هم ثابت گشتى باهم قيام اكراما وحبا لرسول الله
صلى الله عليه وسلم بدعت سيئه نبودى بلكه بدعت حسنه واين امور اكثر در دين مصطفوي
موجود چنانكه خواندن الفاظ نيت صلوة كه سنت علماء است ولي في هذا المقام سعة
مقال ونهاية تحقيق لكن اوجزت لخوف الاطناب والله الموفق في مغفرة الذنوب
والمعاصي والله يهدي من يشاء الى صراط مستقيم كتبه العاصي الراجي الى
رحمة الله تعالى بسجاده رسول الله صلى الله عليه وسلم وحبه بمغفرة الذنوب والمعاصي
خليفه عار العلماء ظهور حسن الرام فوري المصطفى آبادي

سيد ظهور حسن
علم وعمل اشتهرت

هذه الاحادیث والروایات صحیحة — سید یعقوب علی رضوی

نظرت هذه العبارة والروایات فوجدت صحیحا لا شک فیه — [illegible]

هذا صحیح — نظام الدین احمد

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله الذی لم یقدر علی بیان ثنائه اقلام الاوهام و مرام سهام الافهام والصلوة
والسلام علی سیدنا محمد حبه فی عرصات القیمة اجرا و فخرا للانام وعلی آله واصحابه
الذین هم سما الذی [illegible] ویطوف المسلمین حیدرا ولا یکتب مداحهم انامل الاقلام
وسلم تسلیما کثیرا کثیرا اما بعد فقد وردت استفتاء بان تفکر ساعة فی مدح النبی وتعظیمه
خیر من عبادة ستة [illegible] اس فقیر قلیل البضاعت سید محمد یعقوب علی ابن مولانا سید
عثمان علی شهید ابن حضرت مولانا سید محمد عمر رضوی نے اس بیان کو ذخیرہ آخرت
سمجھ کر بیچ خدمت مومنین صادقین کے بیان کیا کہ بعضی آیات اور حدیث بابت
محبت اور عشق ساتھ نام الله اور رسول کی حاصل کریں اور ورطه ضلالت
میں که اغوای شیطان سے نه پڑیں الله الموفق وولی التوفیق اور عرض ہے خدمت
علماء عالی مقام کی که وه نائب رسول الثقلین ہیں وہ یہ ہے که اگر فی الحقیقت
یہ آیات اور احادیث اور روایات فقہ اور اصول اور سیر کی صحیح ہوں تو ضرور
اس رساله محمدی فی تعظیم النبی الهاشمی الابطحی کو مہر اور دستخط اپنے سے فرماویں
الله تعالی اجر اسکا دونا کریگا کیا فرماتے ہیں علماء دین متین کہ اس صورت میں کہ وقت
پڑھنے ذکر میلاد شریف صلی الله علیه وسلم کے جو کوئی واسطے تعظیم اور توقیر اور
سبب فرط محبت اور عشق ذات بابرکات کے بیٹھنے سے کھڑا ہو جاوے اس امر میں آیا
عند الله وعند الناس وہ شخص ماجور ہووے گا یا نہ اور جو کوئی اس فعل کو حرام
یا مکروہ تحریمی یا بدعت سیئه کہے واسطے اس کے کیا شرع کا حکم ہے بینوا توجروا
الجواب یہ فعل کمال مستحسن اور مستحق ثواب کا ہے کہ جناب سرور کائنات

محبوب الٰہی بہترین تمامی موجودات اور باعث ایجاد مخلوقات کی ہین تعظیم اور توقیر اور عشق
ساتھ اونکی گویا تعظیم اور توقیر اور عشق ساتھ اللہ کی ہی اسواسطی کہ جو مراتب اونکو اللہ تعالی
نی عطا فرمائی ہین کسیکو مخلوقات سی نہین عنایت ہوئی قال اللہ تعالی وَرَفَعْنَا لَكَ
ذِكْرَكَ اور بلند کیا ہمنی واسطی تمہاری ذکر تمہارا یعنی بلند کیا تمکو بیچ نبوت کی اور جمیع
انبیا کی اور شہرت دی تمکو بیچ زمین اور آسمانون کی اور لکھا نام تمہارا اوپر عرش کی
اور جمیع کمالات عنایت فرمائی یہانتک کہ تمہاری تئین ہمراہ خدا جل وعلا کی یاد کرتی
ہین مثلا کہتی ہین اللہ اور رسول نے فرمایا ہی اور اللہ ورسول نی ایسا فرمایا ہی کہ واجب
الاطاعت ہی حدیث شریف مین آیا ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی حضرت جبرئیل
سی پوچھا کہ رفع ذکر میرا کسطرح اللہ نی کیا ہی حضرت جبرئیل نی عرض کیا کہ ذکر تمہارا
متصل ذکر اپنی کی کیا ہی اذان اور اقامت اور التحیات اور خطبہ اور کلمۂ طیب اور
کلمۂ شہادت اور امر اطاعت مین کہ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول مثل اسکی اور جسکی واقع ہی اور
گناہ مین کہ وَمَن يَعْصِ اللهَ وَرَسُولَهُ فَإِنَّ لَهُ نَارَ جَهَنَّمَ پس جس جگہ ذکر خدا کا آیا ہی ذکر
رسول کا بہی آیا ہی پس محبت اور تعظیم وتکریم رسول کی بعینہ تعظیم اور تکریم اللہ کی
ہی اور جسنی اس معنی سی ہمسرا ابد الآباد کا جہنمی ہوا کذا فی تفسیر الکبیر اور سورۂ انا فتحنا
مین اللہ تعالی فرماتا ہی إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا لِتُؤْمِنُوا بِاللهِ وَرَسُولِهِ
وَتُعَزِّرُوهُ وَتُوَقِّرُوهُ وَتُسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا تحقیق بہیجا ہمنی تمکو ای محمد صلی اللہ علیہ
وسلم گواہ افعال اور اقوال امت تمہاری کا اور بشارت دینی والا اور ڈرانیوالا
تو کہ ایمان لاوی امت تمہاری ساتھ اللہ اور رسول کی اور تعظیم کرین وہ لوگ
تمہاری اور بزرگ جانین تمکو اور ساتھ پاکی کی یاد کرین اللہ تعالی کو نماز مین صبح
اور شام یعنی بزرگ جانین اور تعظیم بجا لاوین تمہاری کہ تعظیم تمہاری حقیقت مین
تعظیم اللہ کی ہی اور جسقدر کہ طاقت رہی شرائط تعظیم حسب نہج سی ہوسکی کما ینبغی
بجا لاوی کہ یہہ تعظیم اور توقیر عین ایمان ہی ۔ درحریم سر تعظیمی توکس را راہ نیست
از کمال احتشامت ہیچکس آگاہ نیست ۔ إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللهَ

تحقیق جنھون نی بیعت کی ہی ساتھ تمہارے حدیبیہ مین سوا اسکی نہین کہ بیعت کی اونھون
ساتھ خدا کی اور مراد ان سی بیعت الرضوان ہی یعنی بیعت تمہاری بعینہ بیعت میری
ہی چنانچہ دوسری محل مین فرمایا ہی مَنْ یُطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ کذا فی تفسیر
الحسینی وغیرہ جسکہ اطاعت رسول کی اطاعت اللہ کی ہوئی اور تعظیم اور توقیر اور عشق
ساتھ رسول کی بعینہ عشق اللہ کا ہوئی پس مانع اور منکر اسکا منکر نص قطعی کا ہوا نعوذ باللہ
من جہل الجہلاء مانعین تعظیم حضرت رسالت مآب کی کافر ہین آپ جانا چاہیے کہ فضیلت
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اوپر جمیع انبیای بنی آدم اور جمیع ملائکہ کی تمامی کتب اہل سنت
اور جماعت سی ثابت ہو بسبب اسی شرف کی کہ نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم بیچ پیشانی
حضرت آدم علیہ السلام کی روشن اور تابان تہا حکم سجدہ کا جمیع ملائکہ کو صادر ہوا اور جس نی
انکار اس سجدہ سی کیا وہ کافر ہوا جب کہ سجدہ تعظیمی بسبب نور محمدی کی آدم کو درست ہوا
پس قیام وقت ذکر مولد شریف اور تصور ذات بابرکات کی کون مانع ہی اللہ تعالی فرماتا ہی
وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ
الْكٰفِرِيْنَ اور جب کہا ہمنی واسطی فرشتون کی سجدہ کرو آدم کو پس سجدہ کیا سب ملائکہ
نی مگر ابلیس نی انکار کیا اور غرور کیا اور کافرین سی ہوا اور جسکہ اللہ تعالی نی نور محمدی
صلب آدم سی ظاہر کرنا چاہا بسبب برکت اس نور کی چار نعمتین حضرت آدم کو عطا
فرمائین اول خلیفہ اپنا کیا دوم علم کثیر عنایت فرمایا سیوم ملائکہ کو بیچ مقابلہ علم کی
عاجز کیا چہارم ملائکہ سی سجدہ کرایا جو ذات بابرکات ایسی ہو کہ اسکو ملائکہ سجدہ کرین
اسکی تعظیم کی واسطی وقت ذکر میلاد شریف اور وقت تصور ذات بابرکات کی
قیام کو کون مانع ہی جای تعجب ہی کہ واسطی ہنود اور نصاری اور کافہ دان
کی تعظیم سر و قد کرین اور واسطی تعظیم رسول اللہ کی مانع آوین عجب اسلام ہی اور
اتفاق ہی علمای سنت وجماعت کا کہ یہہ سجدہ سجدہ عبادت نہین تہا اسواسطی
کہ سجدہ عبادت واسطی غیر اللہ کی کفر ہی اور کبہی اللہ جل شانہ نی حکم ساتھ کفر اور
منہیات کی ارشاد نہین فرمایا ہی پس کسی حکم سجدہ آدم کا ہوا یہان سی معلوم ہوا

کہ یہہ سجدہ تعظیم تہا نہ سجدہ عبادت اور سجدہ تعظیم درست ہی اور جو مفسرین کہ اس سجدہ کو سجدہ
عبادت کہتی ہیں وہ تاویل یوں کرتی ہیں کہ یہہ سجدہ حقیقت میں واسطی اللہ کی تہا اور
آدم علیہ السلام مثل قبلہ کی تہی کیونکہ سجدہ طرف قبلہ کی کرنی سی سجدہ طرف قبلہ کی نہیں
ہوتا ہی بلکہ سجدہ طرف اللہ ہی کی ہوتا ہی اعلم ان السجود للہ تعالی وادم علیہ السلام
کالقبلۃ یہہ مقام کمال بسط سی تفسیر کبیر میں موجود ہی اور تصور ذات باری کا بلکہ تصور مرشد
سی بہی حضوری حاصل ہوتی ہی اور اس حضوری سی انسان بہت منہیات سی باز
رہتا ہی اور مرشدان نامدار بسبب اسی تصور کی فنا فی الشیخ فنا فی الرسول
فنا فی اللہ تعالی چلی آئی ہیں اور قرآن مجید سی بہی ثابت ہی وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهِ وَهَمَّ
بِهَا لَوْلَا أَنْ رَأَىٰ بُرْهَانَ رَبِّهِ كَذَٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوءَ وَالْفَحْشَاءَ إِنَّهُ مِنْ
عِبَادِنَا الْمُخْلَصِينَ ترجمہ تحقیق قصد کیا اوس عورت نی ساتہہ یوسف کی اور یوسف
نی ساتہہ اوس عورت کی اگر نہ ہوتا یہہ کہ دیکہی اوسنی دلیل پروردگار اپنی کی اسیطرح کیا ہم نی
تو کہ پہیر دیں اوس سی برائی اور بیحیائی تحقیق وہ بندوں ہمارے خالصوں سی تہا جبکہ
حضرت یوسف عم کو بسبب فرط محبت باپ کی ہر دم تصور باپ کی صورت کا رہتا تہا
اللہ تعالی نی صورت یعقوب علیہ السلام کی دکہلائی اور انگلیوں کو یوسف علیہ السلام
کی دکہلائی کہتی ہیں ای یوسف عمل کرتا ہی عمل کمینوں کا اور نام تیرا لکہا ہی انبیاؤ
میں اور بعضوں نی لکہا ہی کہ صورت حضرت یعقوب علیہ السلام کی بہی حضرت جبرئیل
علیہ السلام نی کہیچ تہی وہاں کہ طرف دروازی کی جب دیکہتی تہی یوسف علیہ
السلام باپ کی صورت کو باز رہتی تہی شر زلیخا سی جو کوئی تصور صورت صلی اللہ علیہ وسلم
کا کرتا ہیگا کیوں نہ باز رہیگا شر شیطان سی ہکذا فی التفسیر الکبیر ضرور ہوا اور ہر
مسلمان کی کہ تصور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دلمیں اور تعظیم و تکریم کما ینبغی بجا لاوی
اور اسی جگہہ سی ہی کہ مرشدین کاملین تصور صورت مرشدوں کا ہر دم پیش نگاہ
رکہتی ہیں اور اس عشق اور محبت میں ذوق پیدا کرتی ہیں اور بسبب تصور اونکی کی
حاضری ہو جاتی ہیں اور سجدہ کرتی ہیں اور جمیع حاضرین مجلس واسطی اونکی تعظیم کی

کہڑی ہو جاتی ہین اگر یون تصور صورت حضرت کا کرکی یا واسطی تعظیم نام انکی یا اس
خیال کی جمیع حاضرین مجلس درود پڑہتی ہین اور جہان درود پڑہا جاتا ہی روح مبارک
وہان حاضر ہوتی ہی تعظیم کی واسطی کہڑا ہو جاوی کیسی یہہ فعل ممنوع ہو گا چنانچہ حج
کتاب اٹہوین سماع اور وجد کی احیاء علوم مین لکہا ہی ومنها موافقة القوم في
القيام اذا قام واحد في وجد صادق من غير رياء وتكلف او قام باختيار من
غير اظهار وجد وقام له الجماعة فلا بد من الموافقة اب کچھہ اسباب مین عادت
مستمرین سی بہی گزارش کیا جاتا ہی کہ کہڑا ہونا واسطی اکرام علما اور سادات اور اہل صلاح
اور واسطے استاد کی اور واسطی رئیس والی ملک عادل کی مستحب ہی شکوہ
چنانچہ حدیث سعید خدری کی حوال اوس حال کی ہی کہ حکم کیا رسول صلی اللہ علیہ وسلم
نی انصار کو واسطی تعظیم سعد بن معاذ کی کہ قوموا الی سیدکم اور ایسا ہی قیام طلحہ کا واسطی
کعب بن مالک کی ثابت ہی اور امام بغوی نی کہڑا ہونا واسطی آنیوالی کی خواہ اہل فضل ہی
مستحب کہا ہی اور ایسی نکروہ نہین جانا علاوہ برین وضع ہر دیار اور ہر قوم اور ہر زمانی
کا مختلف ہوتا ہی اور مستمر چلا آتا ہی چنانچہ موطا شریف مین ابن شہاب نی ابی امامہ
سی اور انہون نی خالد بن ولید سی نقل کیا ہی کہ داخل ہوئی رسول صلی اللہ علیہ وسلم
بیچ گہر میمونہ کی اور میمونہ واسطی آپکی طعام لائین فرمایا آپنی کہ کیا ہی یہہ عرض کیا کہ گوشت
گوہ کا ہی آپنی ہاتہہ مبارک کہینچ لیا عورتین بیچ گہر میمونہ کی تہین انہون نی کہا کہ
حرام ہی یہہ گوشت یا رسول اللہ فرمایا نہین لیکن نہین قوم میری مین نہین ہی اور
روایت دوسری مین آیا ہی نہین ہی دیار قوم میری مین بچنا چاہتا ہون اسی خالد نی اسکو
کہا لیا اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی بسبب عدم رواج قوم کی کہانا جبکہ رواج ملک سعد
نزدیک صلی اللہ علیہ وسلم کی معتبر ہوا جو لوگ کہ بسبب رواج ملک کی کہ علما فضلا حنفیہ
کہ اعتقاد انکا خالص اہل سنت وجماعت کا ہو اور میل طرف افراط اور تفریط کی نکرتی
ہون اور قیام کو مولد شریف مین مستحسن جانتی ہون کیا شک ہی اسواسطی کہ اصل
القیام واسطی تعظیم کی ماثور ہی اور جو اصل کہ مطابق اصول شرعیہ کی ہو وہ

تفصیل اس التفات دینکا جائز ہی اور وہ مجملا اوراد حدیث سے ہوئی تھی یہی ہی تمن شق کی تنقیح
حنفیہ علیہ الرحمۃ جائز ہا اور جزین بہی ہمیشگاہ تعظیم استاذ اور ساوات اور اہل صلاح کی عبارت مزفوعہ
بالاسی ثابت ہیں قیام وقت میلاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیما کس طرح
جائز ہوگا اور یہہ فعل جمیع صحابہ سے ثابت ہی کہ واسطی تعظیم رسول صلی اللہ علیہ وسلم
کی وقت تشریف لانیکی کھڑی ہوجاتی تہی اور وقت تشریف لیجانی کی کھڑی ہوتی
تہی یہان تک کہ آپ حجرہ مین داخل ہوتی تہی اور نظر سی غائب ہوجاتی تہی
اور یہہ مشکوٰۃ مین موجود ہی اور آداب ظاہر بعنوان آداب باطنیہ کا ہی اللہ اعطا کیفیت
افعال اور اقوال ضروری ہی اور قیام بذاتہ سنت ہی کہ فعل صحابہ ہی کہ رسول صلی اللہ
علیہ وسلم نی واسطی سعد بن معاذ کی حکم فرمایا ہی بہر وجہ مستحق ثواب ہی اور اکثر ایسی
امور ہیچ دین مصطفوی کی موجود ہین جیسی مثلا الفاظ نیت کا نماز مین کہ سنت
علما ہی اور سنت علما کی بموجب اس حدیث کی واجب العمل ہی ما راٰہ المسلمون حسنا فہو عند اللہ
حسن ہکذا فی شرح المشکوٰۃ ملا علی قاری اور جو لوگ کہ اسکو بدعت سیئہ کہتی ہین وہ
لوگ واقف اصل دین الٰہی سی نہین ہین اسواسطی کہ اصل اشیا مین اباحت ہی جب
تلک کوئی دلیل قطعی مانع اوسکی نہووی ہکذا فی البحر الرائق والہدایہ اور غرائب مین
لکہا ہی کہ بدعت پانچ قسم ہی ایک بدعت واجب جیسی مثلا علم صرف اور نحو کا پڑھنا واسطی
معرفت کلام اللہ اور احادیث کی دوسری ہی بدعت حرام جیسی تعلیم علم فلسفہ تیسری بدعت
مستحب جیسی مصافحہ بعد نماز عصر اور فجر چوتہی بدعت مکروہ جیسی مزین کرنا مسجد
کا سونی اور چاندی اور گل بوٹہ سی پانچوین بدعت مباح جیسی فراخ کرنا اور نوع نکار
طعام واسطی مہمانون کی پکانا اور کل بدعت سیئہ نہین ہوسکتی ہی اسواسطی کہ کل بدعۃ
ضلالۃ عام مخصوص البعض ہی اور قیام تعظیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قسم اول کی
یعنی واجب ہی یا مستحب ہی شرح موطا مین باب مصافحہ مین لکہا ہی عن عبد اللہ الخراسانی
انہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تصافحوا یذہب الغل وتہادوا تحابوا
مذہب اصحابنا وقت علیہ اہل العلم قال النووی ان المصافحۃ مستحبۃ عند

كلّ لقاءٍ وامّا ما اعتاده النّاس من المصافحة بعد صلوٰة الصّبح والعصر فلا اصل له في الشرع على هذا الوجه ولكن لا بأس به لانّ اصل المصافحة سنّة وكونهم حافظوا عليها في بعض الاحوال وفرطوا فيها في كثيرٍ من الاحوال لا يخرج ذلك البعض عن كونه من المصافحة التي ورد الشرع باصلها اقول هكذا ينبغي ان يقال في المصافحة يوم العيد۔ پس کھڑا ہونا وقت میلاد شریف کی یا اوکی زیارت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی کمال مستحسن ہی اور علماء نے بھی یہ لکھا ہی کہ اوکی زیارت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسا کھڑا ہووی جیسا نماز میں کھڑا ہوتا ہی فيتوجّه الى قبره صلّى الله عليه وسلّم فيقف عند راسه ولا يضع يده الى جدار التّربة فهو اهيب واعظم للحرمة ويقف كما يقف في الصّلوٰة ويمثّل صورته الكريمة كانّه نائم في لحده عالم به يسمع كلامه كذا في الاختيار شرح المختار اور اجماع علمای حرمین اور بخارا اور علماء ہند وغیرہ کا ہی انکار اجماع کہ نص قطعی ہی کفر ہی لا يجتمع امّتي على الضلالة اور مخالفت اجماع کی کرنا مصداق من شذّ شذّ في النار کا ہے اور سید محمد برزنجی کہ امام حدیث اور سیر کی تھی اور تعریف اوکی روضة الاحباب تصنیف عطاء اللہ بن فضل اللہ حسینی میں لکھی ہی کہ وہ معاصر ابن حجر کی تھی اور امام حرمین شریفین تھی اونھوں نے کتاب عقد الجوهر في مولد النبي الازهر میں لکھا ہی وقد استحسن القيام عند ذكر مولده الشريف ائمّة ذو رواية ورويّة فطوبى لمن كان قيامه لتعظيمه صلّى الله عليه وسلّم غاية مرامه ومرماه۔ ودر بهجة الاسرار باسناد يكه در وی دو واسطه بیش نیست روایت کرده که روزی حضرت غوث الثقلین امام شیخ محی الدین عبد القادر رضی اللہ عنہ بر کرسی بود وعظ می فرمود وقریب بده هزار کس در پای وی نشسته و وعظ وی حاضر و شیخ علی در زیر پای کرسی شیخ نشسته ناگاه شیخ علی را خواب برد پس شیخ عبد القادر قوم را فرمود اسکتوا پس همه ساکت شدند تا آنکه جز انفاس از ایشان شنیده نمی‌شد پس فرود آمد شیخ از کرسی وایستاد با ادب پیش شیخ علی مذکور و می‌نگریست در روی وی پس بیدار شد شیخ علی وگفت شیخ عبد القادر

باری که دیدی حضرت را در خواب گفت نعم فرمود از جهت ادب نپرسیدم با تو فرمودند
در پیش تو فرمود بچه وصیت کرد ترا آنحضرت صلی الله علیه وسلم گفت بملازمت مجلس تو
پیش شیخ علی گفت آنچه من در خواب دیدم شیخ عبدالقادر در بیداری دید و رفقا
کرده اند که هفت کس از مردان راه در روزه از عالم رفتند رحمة الله علیهم اجمعین
نقل از ترجمه المشکوة للشیخ عبدالحق المحدث الدهلوی قدس سره ملفظه فی کتاب الرد

مقصود علی | شمشاد ظهور حسین علم و عدل | غلام حسین | حافظ شریف حسین | سید یعقوب علی | محمد ضیاء علی خان

سید عالم حسین | سید محمود علی

## استفتای دیگر کیا فرماتی ہین علمای دین و مفتیان

شرع متین اس صورت مین که لوگ بوقت ذکر ولادت با برکت آنحضرت صلی الله علیه وسلم
کی مجلس میلاد شریف مین کھڑے ہو جاتی ہین اور سند کرتی ہین اس مین عمل علمای
حرمین شریفین کا اور مانعین کہتی ہین که یہه ثابت نہین ہوا علمای مجتہدین یا ائمه
سی اور نہ صحابه و تابعین سی پھر اس صورت اختلاف مین جو حق ہو فرمائی اجر دی الله تم کو
جواب اسکا یہه ہی که درمیان ذکر ولادت صلی الله علیه وسلم کی کھڑا ہونا مستحب ہی
اسواسطی که اسپر اجماع علما حنفیه اور شافعیه اور مالکیه اور حنبلیه کا ہی اور وہ جو مانعین کہتی
ہین که ثابت نہین ہوا علمای مجتہدین اور صحابه و تابعین سی یہه بات اونکی دین کی
برباد کرنی والی ہی اور بہت غلط ہی اسواسطی که بہت مسئلی ہین که پیغمبر خدا اور صحابه اور
مجتہدین کی وقت نہین ہوئی ہین لیکن اب وہ واجب ہین یا مستحب یا مباح جیسا تقلید
خاص یعنی حنفی کی کرنی یا شافعی کی کرنی نزدیک علما متاخرین کی واجب ہی حالانکه
حنفی یا شافعی وقت پیغمبر خدا کی نہ تہی نہ ایک امام و پیری کی وقت مین تہا اور اسیطرح
علم فقه اور اصول کا پڑہنا فرض کفایه ہی اور اسیطرح علم صرف اور نحو کا پڑہنا واجب ہی
حالانکه کوئی انمین سی نہین پڑہتا تہا اور نام لینا اوستاد وقت کا اور جمع کرنا ہدایه اور
صحیح بخاری کا تکرار قران پڑہنی کی یا قرائی کا جمع اور خاندان قادریه اور چشتیه
اور دستار بندی کرنا یہ سب مستحب ہی جیسی که شرح وقایه مین مذکور ہی اور نام اہل سنت

فرقان حمید کے بقولہ تعالی مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا جو کوئی لاوے بھلائی
پس واسطے اوسکے ہے دس برابر اوسکے اور ایسا ہی اللہ صاحب نے بیچ دوسری آیت کے فرمایا
قولہ تعالی مَثَلُ الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ أَنْبَتَتْ
سَبْعَ سَنَابِلَ فِي كُلِّ سُنْبُلَةٍ مِائَةُ حَبَّةٍ وَاللَّهُ يُضَاعِفُ لِمَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ
وَاسِعٌ عَلِيمٌ مثل اون لوگونکی کہ خرچ کرتے ہین مال اپنا بیچ راہ اللہ کی جیسے مثل ایک دانہ
کی کہ اوگاوے سات بالین بیچ ہر بالی کے سو دانے اور اللہ دونا کرتا ہے واسطے جسکے
چاہے اور اللہ کشایش والا جاننے والا ہے اور مثل اسکی بہت جگہ آیا ہے اور یہی حدیث
صحیح مین آیا ہے کہ بچاوے اپنے کو آگ سے اگرچہ ہو پارہ چھوہارے کا بقولہ علیہ الصلوۃ والسلام
اِتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ اور مثل اسکی بیچ صدہا احادیث کے آیا ہے بسبب طول کے
کی ترک کیا اور چنانچہ شیخ عبد الحق نے فرمایا ہے جو شخص محفل کرے اور بحسب طاقت
اپنی کے خرچ کرے یہہ امر نہایت مستحسن اور موجب ثواب دارین اور دلیل اوپر فرط محبت
صلی اللہ علیہ وسلم کے ہے اور ہمیشہ سے اہل اسلام محفلین کرتے مولد رسالت مآب صلی اللہ
علیہ وسلم کرتے تھے اور بحسب طاقت اپنی کے صرف مال کر کے ثواب حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کو پہونچاتے اور فرمایا جو کوئی اس محفل کو کریگا رہیگا وہ اوس سال مین امن
اور امان کے اور حاصل ہووین کے واسطے اوسکے سب مرادین اور جو کوئی اس محفل کی
کرنیکو منع کریگا اوسکے قلب مین جلتے ہے اوسکے دلمین بیماری اور دشمنی ہے اوپر سبب
فوائد اوسکے کتاب ماثبت بالسنۃ مین شیخ نے بسند ابن جزری اور امیر حاج
مرحوم فرماتے ہین ترجمہ اور عبارت اوسکی یہہ ہے کہا ابن جزری نے جس وقت کہ
تہا ابو لہب کافر وہ کہ نازل ہوا قرآن بیچ مذمت اوسکی کے نجات پایا کہ آگ
سے ساتہہ خوشی کرنے شب ولادت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تو کیا حال ہے اوس مسلمان
کا امت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ خوشی کرے ساتہہ پیدا ہونے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے اور خرچ کرے وہ جو کچھ کہ میسر ہووے اوسے طرف اوسکی بقدر اوسکی
سے بیچ محبت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مرا انہ قسم ہے عمر کو ہنوکی جزا اوسکو مگر اللہ تعالی

ایسا الله کریم ہی یہہ کہ داخل کریگا اوسکو ساتھہ فضل عام اپنی کی بہشت نعیم میں اور
ہمیشہ سی اہل اسلام محفلین کرتی تہی بیچ مہینی ولادت رسول الله صلی الله علیہ وسلم
کی اور عمل کرتی تہی وہ لوگ طعام وشیرینیون کی اور تقسیم کرتی تہی بیچ اون راتونکی کہ
پیدا ہوئی رسول الله صلی الله علیہ وسلم کی ساتھہ طرح طرح کی صدقون کی اور ظاہر کرتی تہی
خوشیونکو اور زیادہ کرتی تہی بیچ نیک کامون کی اور شیرینیونکی اور خوش آوازی
سی پڑھتی تہی احوال مولد شریف رسول الله صلی الله علیہ وسلم کی اور ظاہر کرتی تہی
اوپر اون لطفونکی اوس مکان کو ساتھہ تمام فضل عام کی اور اوس مجلس کی یہ آزمائی گئی
بعضی خاصیت اوسکی یہہ ہی کہ تحقیق وہ محفل پناہ ہی بیچ تمام سالکی اور خوشی کرنی وہ شخص
ساتھہ جلدی پہونچنی حاجت اور مراد کی پس رحمت کری الله تعالی اوس شخص
کو کہ کیا اوسنی راتون مہینی ولادت مبارک رسول الله صلی الله علیہ وسلم کو عیدین تو
کہ ہووی سخت تر علت بیچ قلب اوسکی کی مرض اور دشمنی ہی اور ہر استر تحقیق در آخر
کیا ابن الحاج رحمۃ الله نی بیچ مدخل کی انکار اوس چیز کی سی کہ نکالی ایسا آدمی
بدعتون اور خواہشون طبیعت سی اور غنا سی ساتھہ آلات محرمہ کی نزدیک عمل
مولد شریف کی پس سبب اوس نیت رکھی مسلمان پر ارادہ اوسکی کی ایسا ارادہ کہ
بزرگ ہی اور چلاوی ہمکو راستہ سنت کا پس تحقیق الله تعالی کفایت کرتا ہی
اور بہتر ہی وکیل قال ابن الجزری فاذا کان هذا ابو لهب الکافر الذی نزل القرآن
بذمه جوزی فی النار بفرحه لیلة مولد النبی صلی الله علیه وسلم فما حال المسلم
من امته یسر بمولده ویبذل ما تصل الیه قدرته فی محبته صلی الله علیه
وسلم لعمری انما کان جزاؤه من الله الکریم ان یدخله بفضله العمیم جنات
النعیم ولا زال اهل الاسلام یحتفلون بشهر مولده صلی الله علیه وسلم
ویعملون الولائم ویتصدقون فی لیالیه بانواع الصدقات ویظهرون
السرور ویزیدون فی المبرات ویعتنون بقراءة مولده الکریم ویظهر
علیهم من برکاته کل فضل عظیم ومما جرب من خواصه انه امان فی ذلک

العام وبشریٰ بعاجل نیل البغیة والمرام فرحم اللہ امرءً اتخذ لیالی شہر مولده
المبارک اعیادا لیکون اشد علة علی من فی قلبه مرض وعناد ولقد اطنب
ابن الحاج فی المدخل فی الانکار علی ما احدثه الناس من البدع والاھواء و
الغناء بالآلات المحرمة عند عمل المولد الشریف فاللہ تعالیٰ یثیبه علی قصده
الجمیل ویسلک بنا سبیل السنة فانه حسبنا ونعم الوکیل اور ایسا ہی جابجا
آیا ہی اور کہڑا ہونا اس وقت مین سبب تکریم اور تعظیم ذکر تولد سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم
کی درست ہی بلکہ بہتر اور مستحسن کہا ہی تمام علما ہی حرمین شریفین نے اور ائمہ صاحب
ہدایت اور اکثر علما ہند نے بوقت ذکر تولد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ضرور کہڑا
ہوجاوی لیکن ہر وقت نام مبارک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سنکی کہڑا ہونا ضرور
نہین ہی موجب تکلیف کا ہی اور تکلیف مالا یطاق نہی زیادہ خوب نہین اور اس
کہڑی ہونیکی سند کتاب عقد الجوہر فی مولد النبی الازہر مین ہی سند سید محمد برزنجی
رحمه اللہ تعالیٰ کی مرقوم ہی یہه ہی ہذا وقد استحسن القیام عند ذکر مولده الشریف
ائمة ذو روایة ورویة فطوبیٰ لمن کان تعظیمه صلی اللہ علیه وسلم غایة مرامه ومرماه
وہکذا ذکره بالتصریح الصریح مولانا سلامت اللہ کانپوری نی جواب ہذه المسئلہ
وکذا مولانا رفیع الدین خان رحمه اللہ تعالیٰ فی الدنیا والدین مرادآبادی اور
نہی ہدایہ مین لکہا ہی تعامل کا اعتبار نزدیک امام اعظم وامام ابو یوسف وامام محمد
رحمهم اللہ اور تمام فقہا کی معتبر ہی جب تک کوئی مانع نپائی جاوی اور اسکا
کوئی نص مانع اسکی نہین ہی اور عبارت اوسکی یہه ہی والمنصوص علیه فهو محمول
علی عادات الناس لانها دلالة ہدایہ بیع اور یہی صحیح حدیث کی آیا ہی کہ جسکو علما
اور فضلا اور تمام مسلمان نیک جانتے ہین اوسکو اللہ عزوجل بہی نیک جانتا
ہی ہدایہ اور در مختار اور جامع وغیرہ مین بروایت ابن مسعود رضی اللہ عنه
منقول ہی کہ ما رآه المسلمون حسنا فهو عند اللہ حسن اور نور الانوار شرح منار مین
اکثر دلائل اجماع کی ہی اور بہتر ہی اس امت کی قرآن شریف سی ثابت کی ہی اور

جمہور انام قیام میکنند **جواب** جمہور مسلمین اور فقہا و محدثین کافہ بلاد اسلامیہ از حرمین محترمین
تمام عرب از حجاز و شام و یمن و مغرب و عراق و ہند و فارس قیام بروقت ذکر ولادت حضرت
رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم در مجلس میلاد شریف مستحسن نوشتہ اند و علیہ الاجماع چنانچہ امام برزنجی
در عقد جوہر ہم آوردہ و عبارتہ ہکذا وقد استحسن القیام عند ذکر مولدہ الشریف صلعم وکذا جاء فی المواہب
وقال بعض فی المواہب فطوبی لمن کان تعظیمہ صلعم غایۃ مرامہ و مرماہ و فی بحث الفرح من الوہابیۃ علماء
المواہب الاربعۃ افتوا بجوازہ وعن جابر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا اشرف
الناس حسبا ولا فخر واکرم الناس قدرا ولا فخر ایہا الناس انا من اتانا اتیناہ ومن اکرمنا اکرمناہ ومن کاتبنا
کاتبناہ ومن شیع موتانا شیعنا موتاہ ومن قام بحقنا قمنا بحقہ ایہا الناس جالسوا الناس علی قدر
احسابہم وخالطوا الناس علی قدر ادیانہم وانزلوا الناس علی قدر منازلہم فداروا الناس بعقولکم
فثبت من ہذا النص القیام فینبغی لکل مسلم ان یتعلق بالہ بما یسعہ طاقتہ علی محبۃ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم و بضیفہ صلعم ابتغاء لوجہ اللہ تعالی ذلک من اعطاء الحب بالافعال شفقتہ علیہ
ولم یضیفہ صلعم فعسی ان یکون قد جفا کما کان قد جفی من ذکر صلی اللہ علیہ وسلم عندہ فلم یصل علیہ کذا فی
منتخب کنز العمال للمتقی الہندی نقل عن بعض المشایخ انہ صلعم رای فی المنام و قال صلی اللہ علیہ وسلم
یا فلان اخبر احبابکم فی مجلسکم الذی اجتمعتم فیہ فاتقنوا ان روحی تحضر بالادب فی نفحۃ الطائفین
روی رجل فی بغداد وکان یصنع فی کل سنۃ مولد الرسول صلی اللہ علیہ وسلم ویجمع الناس
علی تلاوۃ القرآن ویطعم الطعام ویکثر الارامل والایتام التماسا برکۃ مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم
وکان بجوارہ یہودی فقالت لہ زوجتہ ما بال جارنا المسلم ینفق بالاجزلا فی کل عام فی ہذا الشہر دون
سائر الشہور فقال لہا زوجہا یزعم ان نبیہ ولد فیہ فہو یفعل ذلک کرامتہ لہ فناما لیلتہما وکان فی
قلب الزوجۃ اشتیاق المصطفی صلی اللہ علیہ وسلم فرأت فی المنام کان رجلا جمیل الوجہ کثیر الانوار
قد دخل بیت جارہا المسلم وحولہ جماعۃ من اصحابہ کالاقمار وہم یعظمونہ ویجلونہ فقالت لواحد منہم
من ہذا الجمیل الوجہ کثیر الانوار فقال لہا ہذا محمد المختار صلعم قد دخل فی بیت جارکم المسلم یدور رہم
لفرحہم قالت ہل یکلمنی ان اکلمتہ فقال لہا نعم فاتت الیہ فقالت یا محمد فقال لہا لبیک یا امۃ اللہ
فبکت وقالت یا رسول اللہ تجیب مثلی بالتلبیۃ وانا علی غیر دینک ومن اعدائک فقال لہا والذی

بعثنی بما یحق بہ یا احبت بذلک حتی علمت ان اللہ تعالی قد ہداک فقالت لہ انک لنبی کریم وانک
لعلی خلق عظیم نعص من خالف امرک وخاب من جہل قدرک امدد یدک فاشہد ان لا الہ الا اللہ وان
محمدا رسول اللہ فاستیقظت وہی فرحۃ مسرورۃ بہذا المنام حیث رأت سید الانام صلعم ودخلت فی
ملۃ الاسلام فعہدت اللہ فی سرہا انہا اذا اصبحت تصدقت بجمیع ما تملکہ وتعمل مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم
فرحا باسلامہا وشکرا للرؤیا التی رأتہا فلما اصبحت رأت زوجہا قد ہیأ الولیمۃ تہیئۃ عظیمۃ واظہر من ساعدہ
بنیۃ رفیعۃ ووضع القدور علی النار وہو یجدہا بنفسہ وعلیہ اثر الفرح والسرور والاستبشار فقال لہا
مالی اراک فی ہیئۃ صالحۃ قالت لہ من اجل الذی اسلمت علی یدیہ البارحۃ فقال الحمد للہ الذی جمعنی
وایاک علی دین الاسلام وانقذنا من الکفر والظلام ببرکۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

| محمد فضل حق |
| --- |

| مفتی محمد شرف الدین | ذبیح اللہ | محمد جلال الدین | غلام حسین | وحید الدین | محمد فضل اللہ |
| --- | --- | --- | --- | --- | --- |

| عمدۃ العلماء شیخ محی الدین | اللہ مؤید بنصرہ من یشاء | محمد فضل حسن |
| --- | --- | --- |

قال العبد الضعیف عبد الحق بن مولانا
ملک العلماء محمد خلیل الرحمن المصطفی آبادی علیہما فضل الرحمن الہادی لاشک ان القیام لتعظیم رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم عند ذکر مولدہ صلعم بدلائل کثیرۃ ثابت بحیث لاریب فیہا وروی احمد وابوداود
عن ابی ذر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلعم من فارق الجماعۃ شبرا فقد خلع ربقۃ الاسلام من عنقہ
کذا فی المشکوۃ فعلی النقصان فی القیام من قدر قیام الجماعۃ شبرا یخرج ناقص القیام من الجماعۃ فافہم

| محمد عبد الحق | محمد عبد الواحد | محمد حیات |
| --- | --- | --- |

قال اللہ تعالی لتعزروہ وتوقروہ والقیام المذکور من التوقیر

| عبد الرب |
| --- |

اصاب من اجاب

| محمد عبد العلی |
| --- |

قیام جماعۃ حاضرۃ عند ذکر میلاد رسول اللہ صلعم اکراما
وتعظیما لہ صلعم حسن عند العلماء کما یستفاد من قولہ تعالی ورفعنا لک ذکرک

| ظہور حسین |
| --- |

تعظیم رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم بای وجہ تیسر فہو واجب من الایمان قال اللہ تعالی انا ارسلناک شاہدا ومبشرا ونذیرا
لتؤمنوا باللہ ورسولہ وتعزروہ وتوقروہ فالقیام عند ذکر ولادتہ صلعم عند قرأۃ المولد الشریف لکونہا
افراد تعظیمہ الواجب القطعی من الایمان مستحسنۃ علماء مصر والشام والیمن وقال بہ کل مومن
فالطاعن فیہ یخاف علیہ من زوال الایمان ورسوخ اتباع الشیطان اولئک حزب الشیطان
الا ان حزب الشیطان ہم الخاسرون کتب ذلک الراجی الی عفو ربہ القوی الحنفی خلیل الرحمن
المصطفی آبادی عفا اللہ تعالی بلطفہ الخفی یوم التناد

| محمد خلیل الرحمن | محمد ضیاء ابو الحسنی |
| --- | --- |

# یہان سی رد ایک پاک فقرہ جواب الجواب کے شروع ہی

جو بعونہ تعالی براہین ساطعہ وحجج قاطعہ دربارۂ اثبات استحباب محافل مولد شریف واظہار استحسان
مراتب قیام منیف بیان ہو چکی اب حال کساد وزیوفت عبارت رد الجواب سنا چاہی کہ لمع اور
سراب کی طرح بلا توجہ خاطر جاتا رہا قال المنکر الاول قیام یعنی کہڑی ہونا اگرچہ ایک نوع تعظیم آنیوالی کی
واسطے ثابت ہوتی ہی اقول بعد استحسان قیام اسی امر ہی کہ قیام افراد تعظیمیہ وتکریمیہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی سو اس عبارت مجیب سی بہی اقرار وتسلیم اسکا ظاہر وعیان ہی
قولہ مگر کہڑی ہونا حکایت قدوم پر وہ بہی خصوص رسالہ مولود مین ہو اور اگر قران اور حدیث
مین ذکر قدوم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہزار بار آوی کوئی نہ کہڑا ہو یہہ بات کتب شرعیہ
سی معلوم نہین ہوتی ہی فقط واہمہ کا زور ہی اقول سچ ہی کہ تسلیم واقبال کرنا قیام مطلق
کلی کا افراد امور تعظیمیہ سی اور انکار کرنا قیام مقید جزئی کا مجانین ودیوانون کا کام ہی مجیب
نی جو جملہ فقط واہمہ کا زور ہی لکہا اوسکی حق مین سچا ہی کیونکہ باوجود قائل ہونی کلی انسان
ناطق کی ناطق نکہنا عمرو بکر کو کار عاقل وذی شعور نہین ہی اور وہ جو مجیب بطور طنز کی کہتا ہی
کہ اگر قران وحدیث مین ذکر قدوم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یعنی ذکر ولادت شریف ہزار بار
آوی کوئی نہ کہڑا ہو فقط یہہ کلمہ بہی بمقتضائی جوش جنون اوسکی قلم سی نکلا قران مجید مین
ذکر ولادت کا کہان ہی کہ ہزار بار کسیکی زبان پر آوی افسوس یہہ شخص سید ہا سیدہا قران
شریف بہی نہین پڑہا ہی ورنہ ایسا نہ لکہتا اس جگہہ مضمون اس شعر کا اوسپر صادق آتا ہی
چہ خوش گفتہ است سعدی در زلیخا الا یا ایہا الساقی ادر کاسا وناولہا اگر کسینی کلام اللہ
واحادیث مین نام نامی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سنا اور درود نہ پڑہا اور ایک مقام مین باستماع
اسم مبارک موذی درود ہوا اور استاد وعالم وسادات کی تعظیم کی واسطی اکثر نہین کہڑا ہوا اور
اگر نہ کسی محفل مین اونکی تعظیم کی لئی استادہ ہو گیا تو نزدیک عقلا کی وہ شخص اس فعل
ملام نہو گا اور مجیب چونکہ کتب شرعیہ سی واقف نہین ہی اس سبب کم علمی وجہالت کی کیونکر
معلوم کر سکی مگر اوسکی نہ معلوم ہونی سی نفی وجود لازم نہین آتی ہی قولہ اور اتفاق
علما حرمین شریفین وعلماء دیگر دیار مستحب اور افضل ہونے پر اسکے اگر

اور اقتدار علماء کرام کیف ما اتفق ہرزہ ہے بدون حجت شرعی کی ماموربہ ہوں یہہ بات اصول
شرع سے ثابت نہیں ہوتی ہے ومن ادعی فعلیہ البیان اقول اس کلام سے جہالت وتعلی منکر کی
آشکارا وعیاں ہے ظاہرا یہہ مقولہ اپنی استاد عبد الحق ساکن قصبہ نوتنی سے سیکہا ہے مگر عجب
ہے کہ رسالہ اثبات التقلید لارشاد البلید مصنفہ مولوی نصر اللہ خان احمدی خورجوی
کا اور کتاب تنبیہ الضالین وہدایۃ الصالحین مستند باقوال علماء حرمین شریفین ومولانا محمد اسحق
صاحب ومولوی محمد علی رامپوری ومولانا محمد صدر الدین صاحب ودیگر علماء دہلی
وغیرہ کی کہ رد قول مردود پیشوای اہل ضلالت ہیں درباب منع تقلید کی مولف نے نہیں دیکہا
یا بسبب بلادت کی نہیں سمجہا ورنہ اقتدائے استاذہ طالب دلیل شرعی کا نہوتا اب مختصرا بسطہ
تنبیہ وتادیب محجوب منکر کی بیان کرتا ہوں کہ احکام شرعیہ میں تفحص کرنا دلیل کا منصب مجتہدین
کاملین کا ہے اور سوائے انکی اور علماء وکافہ عوام وجہلا پر تقلید مجتہدین واتباع علماء کی لازم
ہے اور معنی تقلید کی لغت میں یہہ ہیں التقلید در گردن افگندن حبل وغیرہ آن کسی را وکار
در عہدہ کسی کردن ہے کذا فی الصراح اور اصطلاح اصول فقہ میں عبارت ہے اتباع انسان سے
غیر کی واسطے اقوال وافعال میں حق جانکر بغیر نظر وتامل کی بیچ دلیل کی گویا کہ اس مقلد نے
قول وفعل غیر کا قلادہ اپنی گردن میں ڈالا بغیر مطالبہ دلیل کی قال فی التحقیق
شرح الحسامی والتقلید اتباع الانسان غیرہ فیما یقول او یفعل معتقدا للحقیۃ فیہ
من غیر نظر وتامل فی الدلیل کان ہذا المتبع جعل قول الغیر او فعلہ قلادۃ فی عنقہ من
غیر مطالبۃ دلیل وفی کشف المنار اعلم ان التقلید عبارۃ عن اتباع الرجل غیرہ فیما سمعہ یقولہ علی
تقدیر انہ محق بلا نظر وتامل فی الدلیل کانہ جعل قولہ قلادۃ فی عنقہ اور خود عبد الحق استاذ منکر اپنے
رسالہ میں معنی تقلید کی اسطرح بیان کیا ہے کہ تقلید اتباع ہے غیر معصوم کی ساتھ حسن ظن کے
بغیر دلیل شرعی کی التقلید اتباع غیر معصوم بحسن ظن بلا دلیل شرعی اور مجتہد
مطلق کو اوپر دلیل ہی کی عمل کرنا چاہیے اور مجتہد اسکو کہتے ہیں کہ جانے قرآن وحدیث
کو مع کلا حقہما یعنی تمام اقسام وانواع انکی عبارۃ النص ودلالۃ النص واشارۃ النص واقتضاء
النص اور ناسخ ومنسوخ وظاہر ونص ومفسر ومحکم ومتشابہ ومأول وخفی ومشکل ومجمل وخاص

خاص و غیرہا و اقسام حدیث صحیح و ضعیف و حسن و مرفوع و موقوف و آحاد و مشہور و متواتر و مرسل و
منقطع و منکر و معلل و شاذ و غیرہا اور ماہر ہو علم لغت و مواد اشتقاق و صرف و نحو و معانی و
بیان میں اور جانتا ہو مواضع اختلاف جملہ علما و طرق رد و کلام فصیح و ردی و مذموم و منفرد و
شاذ و شواذ و نوادر و حقیقت و مجاز وغیرہ اور ان شرط اجتہاد کی یہہ ہی کہ کتاب اللہ
کا جاننا ہووی وہ کتاب ایسی بڑی نہی کیونکہ ایک ایک مسئلہ کا کہتی ہی اور جو ان سب امور کو
نہ جانتا ہو وہ بزمرہ عامی و جہال کی معدود ہی اوسپر تقلید لازم ہی کہ بلا دلیل اتباع کری کذا فی
التحریر لابن ہمام و التیسیر و التقریر شرحیہ و عمدۃ المرید شرح جوہر التوحید و السراجیہ فتح القدیر و الکافی
و فتاوی عالمگیری اور اگر زیادہ تفصیل و توضیح دیکھنا منظور ہو تو تنبیہ الضالین دیکھو اور اسط تنبیہ الغبی
ضالین اور ہدایت صالحین کی تصنیف ہوئی ہی اور اللہ تعالی فرماتا ہی فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم
لا تعلمون یعنی پوچھو علما دین سی جو نہیں جانتی ہو اور بموجب فرمانی علما کی عمل میں لاؤ اور ترک اتباع
مسلمین کو اللہ تعالی نی مانند مخالفت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی قرار دیا ہی قولہ تعالی و من یتبع
غیر سبیل المؤمنین نولہ ما تولی و نصلہ جہنم و ساءت مصیرا کذا فی نور الانوار
و التنقیح و التوضیح اور حدیث صحیح وارد ہی اتبعوا السواد الاعظم یعنی اتباع کرو جمہور علما کی
اور دوسری حدیث میں آیا ہی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الشیطان ذئب الانسان
کذئب الغنم یاخذ الشاذۃ و القاصیۃ و الناحیۃ و ایاکم و الشعاب علیکم بالجماعۃ
و العامۃ رواہ احمد یعنی فرمایا ہی پیغمبر صاحب نی کہ شیطان بھیڑیا آدمی کا ہی مانند بھیڑیا بکری
کی کہ پکڑ لیتا ہی بکری گریزندہ و دور رفتہ و یکجانب ماندہ کو دور رہو تم اپنی تئیں گھاٹیوں کی
راستی سی یعنی جماعت سی باہر نہ چلو اور لازم پکڑو جماعت اور اکثر کو یعنی اتباع اکثر و جمہور علما کی
لازم پکڑو اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ سی مروی ہی کہ واجب ہی عامی پر پیروی کرنی فقہا کی کیونکہ
اوسمیں قابلیت نہیں ہی اس بات کی کہ حدیثوں کو سمجھی اور معنی اوسکی دریافت کری اور تاویلات
کو اوسکی سمجھی اور منسوخ کو ناسخ سی اور عام اور خاص اور محکم و متشابہ وغیرہ کو الگ الگ تمیز
کری اور احکام کو معلوم کری روی عن ابی یوسف رحمہ اللہ انہ واجب علی العامی الاقتداء
بالفقہاء لعدم الاهتداء فی حقہ الی معرفۃ الاحادیث و معانیها

وتاویلاتها وناسخها ومنسوخها وخاصها وعامها ومحکمها ومتشابهها اور روایات فقهیه
باب وجوب اتباع فقہای مذکورہ ذیل میں فی جواہر الفتاوی اما فی حق عامة المسلمین
لا یکون فی وسع کل واحد ان یرجح الدلائل ویجتهد لکن ینبغی ان یرجح اماما ویکون
متبعا فی الدر المختار وقد ذکروا ان المجتهد المطلق فقد فقد واما المقید فعلی سبع مراتب
مشهورة واما نحن فعلینا اتباع ما رجحوه وما صححوه کما لو افتوا فی حیاتهم فان قلت قد
یحکون اقوالا بلا ترجیح وقد یختلفون فی التصحیح قلت یعمل بمثل ما عملوا من اعتبار تغیر العرف
واحوال الناس وما هو الارفق وما ظهر علیه التعامل وما قوی وجهه ولا یخلو الوجود
عمن یمیز هذا حقیقة لا ظنا وعلی من لم یمیز ان یرجع لمن یمیز لبراءة ذمته وایضا فیه فی
مقام آخر وان لم یکن مجتهدا فعلیه تقلیدهم واتباع رأیهم فی مختصر الاجناس القاضی اذا لم
یکن مجتهدا فعلیه اتباع رأی الفقهاء فی العقائد الحاجبیه ویفترض علی المقلد اتباع المجتهد
سواء کان ذلک المقلد عامیا او عالما بطرق علم من العلوم فی مسلم الثبوت اجمع المحققون
علی منع العوام من تقلید اعیان الصحابة بل علیهم اتباع الذین سبروا وبوبوا وهذبوا
ودققوا وعللوا وفصلوا فی شرح المسلم لمولانا ملک العلماء عبد العلی محمد رحمة الله علیه یعنی یجب
علی العوام تقلید من تصدی علم الفقه لا اعیان الصحابة المجملین القول فی فیض القدیر
شرح الجامع الصغیر یجب علینا اعتقاد الائمة الاربعة ولا یجوز تقلید الصحابة ولذا
التابعین کما قاله امام الحرمین وقد نقل الامام الرازی اجماع المحققین علی منع العوام
من تقلید اعیان الصحابة وغیرهم وهکذا قال الامام المحقق النووی فی شارح
الاربعین وهکذا قال ابن الحجر فی رسالته پس اگر منکر دعوی اجتہاد کا کرے پس اسکا یہ محض
بدیہی البطلان ہے واسطے کہ اسکو استعداد علم صرف ونحو کی بھی نہیں ہے لا محالہ ایسا ہی جاہل ہے تو اسکو سوای تقلید واتباع
علماء کرام کی کچھ چارہ نہیں ہے اور اسکو کیا منصب ہے کہ مطالبہ دلیل شرعی کرے اور وہ دلیل کو کیا سمجھے گا
اور اس جگہ آیت وحدیث واجماع تین اصول شرع شریف سے وجوب تقلید واتباع لکھا گیا اب
منکر پر لازم ہے کہ اپنے قول باطل سے توبہ کرے اور ہدایت پکڑے اور اپنی جہل کی ہٹ سے قدر
سے اللهم اهده قوله بلکہ علماء نامدار اور فضلاء تقوی شعار مثل ملا علی قاری حنفی

وغیرہ نے بدعات حرمین میں رسائل لکھی ہیں اور رداد الضالین کی ہی ہی اقول منکر نے عبارت
ملا علی قاری کی نہیں سمجھی اس مقام میں نہیں لکھی ہرگز رسائل ملا علی قاری میں نا منقول ہوا فعل علمای
حرمین شریفین کا مرقوم نہیں ہے اور اگر بعض عوام کی لکھی ہوں تو اوربات ہے کلام
علما میں ہے نہ جہلا میں اگر مجیب سچا ہے تو عبارت ملا علی قاری کی درباب تضلیل علمای
حرمین شریفین در مرتکب ہونے بدعات اونکا حاشا ہم تو نہیں لکھ نقل کرے صرف تحریر مجیب سماعند
کی کافی نہیں ہے قوله اور اسلاف صالحین سے بہت سی صوفیان کرام نے گانا مزامیر اور معازف
کے ساتھ سنا ہے حالانکہ اگر کوئی اونکے فعل کو حجت گردانے علمای شریعت کے سامنے اصلا مجاز
نہیں گا اقول منکر کا یہہ قیاس مع الفارق ہے کجا راگ باجے ومعازف محرمہ کے ساتھ کہ فقہای
کرام نے بالاجماع اوسکو حرام لکھا ہے اور کہاں قیام واسطے تعظیم نبوی کے کہ مامور بہ ہے بہیہا بون بعید
ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا اس مقام پر یہہ مثل صادق آتی ہے من چہ میسرایم و طنبورہ
من چہ میسراید قوله علاوہ اسکے نقول علمای دیندار کی کتب مشہورہ میں تصریح کی بدعت ورد کا
ہے نے اس فعل پر اقول یہہ محض غلط ہے بلکہ محدثین کبار نے تصریح کی ہے اوپر استحسان و استحباب
اس فعل کے اور اجماع علما کا اسپر نقل کیا ہے جیسا کہ استفتا ہای استحسان قیام میں مذکور ہے
واضح ہے قوله چنانچہ شیخ محمد شامی نے اپنی کتاب جو مسمی سبیل الرشاد فی احوال خیر العباد او جو
بسیرۃ الشامی ہے چھٹی باب میں لکھا ہے عبارت انکی یہہ ہے جرت عادۃ کثیر من المحبین
اذا سمعوا بذکر وضعه صلی الله علیه وسلم ان یقوموا تعظیما له صلی الله علیه وسلم
وهذا القیام بدعة لا اصل له انتهی اقول منکر نے اصل کتاب سیرت شامی نہیں دیکھی
کسی استفتا وغیرہ میں عبارت دیکھکر اور تصرف کرکے بقدر اپنے مطلب کے عبارت نقل کردی
اسپر دلیل یہہ ہے کہ نام کتاب کا غلط لکھا صحیح نام اس کتاب کا سبل الہدی والرشاد ہے اور
منکر نے نقل میں خیانت کی ہے کہ اصل عبارت لا اصل لها ہے اور قاعدہ نحو بھی اسی کا مقتضی
ہے کیونکہ ضمیر تانیث لہا کی طرف بدعت کے راجع ہے منکر نے لا اصل له لکھا ہے تفصیل اسکی یہ ہے
اصل کتاب سبل الہدی والرشاد میرے پاس موجود ہے اور اس عبارت سے حسب مقام کراہت
قیام نہ صراحۃ مستفاد ہے اور نہ ضمنا اوس سے صرف ہونا قیام کا ایسی بدعت کہ لا اصل لها

و حسنہ و مستحب بقصد الاجر وقیل مستحب ذلک فی التمصنی شرح النقایۃ الاجتماع اسی لا یسید
اجتماع الناس یوم عرفۃ فی غیر عرفۃ تشبیہا بالواقفین بعرفۃ مستحسن ہے در باب تلفظ نیت نماز
بیچکانہ باوجودیکہ فعل آنحضرت صلعم و صحابہ سے ثابت نہیں ہے فقہاء عظام نے مستحب و مستحسن
لکہا ہے اور یہ قول مفتی بہ و مختار اصحاب متون اربعہ ہے فی الدر المختار والتلفظ بہا مستحب
ہو المختار وقیل سنۃ یعنی احبہ السلف او سنۃ علماؤنا اذ لم ینقل عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ولا الصحابۃ والتابعین بل قیل بدعۃ فی البحر الرائق قد اختلف کلام المشایخ فی التلفظ
باللسان فذکر فی منیۃ المصلی انہ مستحب ہو المختار وصححہ فی المجتبی وفی الہدایۃ والکافی والتبیین
انہ یحسن لاجتماع عزیمتہ وفی الاختیار معزیا الی محمد بن الحسن انہ سنۃ وہکذا فی المحیط والبدائع
وفی القنیۃ انہ بدعۃ الا انہ لو لم یمکنہ اقامتہا فی القلب الا باجرائہا علی اللسان فحینئذ یباح و
نقل عن بعضہم ان السنۃ الاقتصار علی نیۃ القلب فان عبر عنہ بلسانہ جاز ونقل فی شرح
المنیۃ عن بعضہم الکراہۃ وظاہر ما فی فتح القدیر اختیار انہ بدعۃ فانہ قال قال بعض الحفاظ لم یثبت
عن رسول اللہ صلعم من طریق صحیح ولا ضعیف انہ کان یقول عند الافتتاح اصلی کذا ولا عن احد من
الصحابۃ والتابعین بل المنقول انہ صلعم کان اذا قام الی الصلوۃ کبر وہذہ بدعۃ انتہی وزاد فی
شرح منیۃ المصلی انہ لم ینقل عن الائمۃ الاربعۃ الخ فتحرر من ہذا انہ بدعۃ حسنۃ عند قصد جمع العزیمۃ
وقد استفاض ظہور العمل بذلک فی کثیر من الامصار فی عامۃ الاعصار فلعل القائل بالسنۃ اراد بہا
الطریقۃ الحسنۃ لا طریقۃ النبی صلعم اور مانند اسکی تثویب کو یعنی درمیان اقامت و اذان کی
اعلام ثانی کرنا یعنی الصلوۃ الصلوۃ یا اقامت اقامت اور مانند اسکی کہنا باوجودیکہ
فعل آنحضرت صلعم و صحابہ و تابعین سے منقول نہیں ہے فقہاء کرام نے مستحب لکہا ہے فی شرح الوقایۃ
واستحسن المتاخرون تثویب الصلوۃ کلہا فی فتاوی عالمگیری والتثویب حسن عند المتاخرین فی
کل صلوۃ الا فی المغرب ہکذا فی شرح النقایۃ فی الدر المختار ویثوب بین الاذان والاقامۃ فی الکل للکل
بما تعارفوہ الا فی المغرب انتہی در مختار میں سلام کہنا بعد اذان کے سنہ سات سو اکاسی میں
حادث ہوا اور بدعت حسنہ لکہا فی الدر المختار التسلیم بعد الاذان حدث فی ربیع الآخر سنۃ سبعمائۃ واحدی
وثمانین فی عشاء لیلۃ الاثنین ثم یوم الجمعۃ ثم بعد عشر سنین حدث فی الکل الا المغرب ثم فیہا مرتین

وہو بدعۃ حسنۃ وجملہ نوافل واوراد کا یہی حکم ہی مثلا کسی شخص نی یہہ مقرر کیا کہ ہر روز
بعد نماز ظہر کی بیس رکعت نفل پڑہا کرونگا یا کسی شخص نی بعد ہر نماز فرضیہ کی ہمیشہ
پڑہنا سترہ مشترہ سو ورد کیا وعلی ہذا القیاس پس نزدیک علما کی فاعل اسکا مستحق
ثواب ہوگا اور بلحاظ اسکی کہ زمانہ صحابہ وتابعین میں یہہ فعل منقول کسی سی نہیں ہی
اس فعل پر لائق عتاب وملامت کی نہوگا کما لا یخفی علی من لہ ادنی بصیرۃ وعلم وفہم قولہ
مثل وفات ناموں کی پڑہنا بقول شاہ ولی اللہ محدث الدہلوی قدس سرہ کی کہ بیچ رسالہ
قول جمیل کی فرماتی ہین واما الآفات التی تعتری الوعاظ فی زماننا فمنہا عدم تمییزہم بین
الموضوعات وغیرہا بل غالب کلامہم الموضوعات والمحرمات وذکرہم الصلوۃ والدعوات
التی عدہا المحدثون من الموضوعات ولہا مبالغتہم فی الشیء من الترغیب والترہیب ومنہا
قصہم قصہ کربلا والوفاۃ وغیر ذلک فی المواسم وخطبہم فیہا واللہ اعلم اقول قول جمیل
کی عبارت منقولہ مین کچہہ ذکر بدعت ہونی محفل مولد شریف وقیام کا نہین ہی بلکہ ذکر
آفات کا ہی کہ واعظوں نی فی زماننا بیان کرنا اختیار کیا ہی اور باوجود عدم علم حال
ناسخ ومنسوخ واقسام آیات وانواع احادیث موضوعات ومحرمات خلط کرکی قصہ ہای
کربلا وغیرہ وعظ مین بیان کرتی ہین جس طرح کہ وعظ منکر اول کا ہی منکر ثانی نی اپنی کلام
زینت کی واسطی عبارت قول جمیل کی بی محل اس جگہہ لایا تا کہ عوام کی نزدیک موجب زیادتی
اعتبار جواب اوسکی کا ہو مگر نزد اہل علم کی یہہ مغالطہ آور دہوکہا دینا کچہہ فائدہ نہین دیتا
قولہ اور طرفہ یہی کہ اوس مین خلاف معقول ومنقول وقت ذکر وضع حمل کی حاضرین ناظر
سمجہہ کر گویا اسوقت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم شکم مادر سی تشریف باہر لاتی ہین تعظیما
قیام کرنا نزدیک فقیر کی بدعت بلکہ کفر اور شرک ہی فی السیادہ اقول محافل میلاد مین اجتماع
صلحا ومحبین ومسلمین اور ذکر آیات ربانی وبیان معجزات وشمائل واخلاق مصطفوی ہوتا ہی
اور ہر ایک مسلمان حاضر ونزدیک جیسی ہین اور شکر گزاری حق تعالی کی بابت ایجاد وخلق
ایسی رسول کریم رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی بمقتضای لئن شکرتم لازیدنکم کی جاتی
ہی اور حق تعالی کی اطاعت ونافرمانی رسول مقبول کی اطاعت اور نافرمانی اپنی اور ذکر

رسول کریم کا لعینہ ذکر آیا فرمایا ہی اور کتب احادیث وسیر مین متواتر آیا ہی کہ جس مجلس مین
مسلمان ذکر خدا اور رسول کرتی ہین فرشتگان الٰہی حاضر ہوکر اونپر سایہ کرتی ہین اور تا اتمام
حاضر رہتی ہین اور اونکی حقمین دعا کرتی ہین اور سفارش اونکی بجناب حق تعالی کرتی ہین
اور اون مسلمانون کو رحمت الٰہی احاطہ کر لیتی ہی اور گناہ اونکی زائل اور درجات اونکی
مرتفع ہوتی ہین اور جس مقام پر درود پڑھا جاتا ہی فرشتگان سیاحین بجناب آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم حاضر ہوکر عرض کرتی ہین کہ فلانی شخص نی درود پڑھا اور یہہ بھی حدیث
قدسی مین آیا ہی کہ حق تعالی نی فرمایا انا جلیس من ذکرنی یعنی مین ہمنشین اوس شخص کا
ہون کہ مجھکو یاد کرتا ہی کذا فی شرح سفر السعادت لمولانا المحدث الدہلوی علیہ الرحمۃ اور
یہہ بھی مقرر ہی کہ وقت ذکر کسی شخص کی تصور مذکور الیہ ہوتا ہی اور تنبیہ الغافلین ابو اللیث محدث
وفقیہ سمرقندی مین یہہ حدیث مروی ہی روی عن ابی ہریرۃ او عن ابی سعید الخدری رضی اللہ
عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اللہ تعالی ملائکۃ سیاحین فی الارض فاذا
وجدوا قوما یذکرون اللہ تعالی ینادون فیقولون ہلموا الی بغیتکم فیجیئون
فیحفون بہم فاذا صعدوا الی السماء یقول اللہ تعالی علی ای شیء ترکتم عبادی
ماذا یصنعون وہو اعلم بہم فیقولون ترکناہم یحمدونک ویمجدونک ویذکرونک
فیقول فای شیء یطلبون وہو اعلم بہم فیقولون الجنۃ فیقول اللہ ہل رأوہا
فیقولون لا فیقول کیف لو رأوہا فیقولون لو رأوہا لکانوا اشد لہا طلبا واشد لہا
حرصا فیقول من ای شیء یتعوذون وہو اعلم بہم فیقولون انہم یتعوذون من النار
فیقول لہم ہل رأوہا فیقولون لا فیقول کیف رأوہا فیقولون لو رأوہا لکانوا اشد
منہا خوفا فیقول فانی اشہدکم انی قد غفرت لہم فیقولون ان فیہم فلانا الخاطی لم
یردہم وانما جاءہم لحاجتہ فیقول ہم قوم لا یشقی بہم جلیسہم یعنی ابی ہریرہ یا
ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سی روایت ہی کہ آنحضرت صلعم نی فرمایا ہی کہ اللہ تعالی نی
فرشتگان سیاحین کو زمین پر مقرر فرمایا ہی جس وقت وہ پاتی ہین کسی جماعت کو بحالت
ذکر کرتی حق تعالی کی وہ پکارتی ہین اوس جماعت کو کہ جلد ہو مقصود و مطلب اپنا لین

فرشتی آتی ہین محفل مین اور صحبت کرتی ہین ساتھہ اونکی پس جسوقت وہ فرشتی آسمان
پر جاتی ہین حق تعالی اونسی پوچھتا ہی کہ کس حالت مین تمہاری بندونکو چھوڑ آئی
ہو اور وہ کیا کرتی ہین پس فرشتی عرض کرتی ہین وہ لوگ تحمید و تمجید و ذکر تیرا کرتی
ہین پس حق سبحانہ پوچھتا ہی اون فرشتون سی وہ کیا مانگتی ہین فرشتی جواب
دیتی ہین کہ بہشت مانگتی ہین پس کہتا ہی اللہ تعالی کہ کیا بہشت کو دیکھا ہی فرشتی جواب
دیتی ہین کہ نہین دیکھا پس کہتا ہی اللہ تعالی کہ کیونکر دیکھین گی اوسکو کہتی ہین
فرشتی اگر دیکھتی بہشت کو پیراستہ ہوتی وہ لوگ طالب تر و حریص تر واسطی بہشت کی
پہر اللہ تعالی استفسار فرماتا ہی کہ پناہ کس چیز سی مانگتی ہین وہ کہتی ہین دوزخ سی پہر
کہتا ہی اللہ کیا دیکھا ہی دوزخ کو فرشتی کہتی ہین کہ نہین دیکھا پہر کہتا ہی اللہ تعالی
کہ کیونکر دیکھین گی فرشتی کہتی ہین کہ اگر دیکھتی ہوتی وہ لوگ خائف تر اوس سی
پس فرماتا ہی اللہ تعالی تمکو گواہ کرتا ہون مین اس بات پر کہ مین نی مغفرت اونکی کی پہر
فرشتی عرض کرتی ہین کہ فلانا گنہگار اوس مجلس مین اور کسی مطلب کو آیا ہی اوس ساعت
مین نہین ہی حق تعالی فرماویگا کہ ذاکرین ایسی قوم ہین کہ نا امید نہین ہوتا ہمنشین اونکا
اور حدیث دوسری یہہ ہی رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ مَا جَلَسَ
قَوْمٌ يَذْكُرُوْنَ اللهَ اِلَّا نَادَاهُمْ مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ قُوْمُوْا فَقَدْ بُدِّلَتْ سَيِّئَاتُكُمْ
حَسَنَاتٍ وَغُفِرَ لَكُمْ جَمِيْعًا وَمَا قَعَدَ عِدَّةٌ مِنْ اَهْلِ الْاَرْضِ يَذْكُرُوْنَ اللهَ تَعَالٰى
اِلَّا قَعَدَ مَعَهُمْ عِدَّةٌ مِنَ الْمَلٰئِكَةِ یعنی فرماتا ہی رسول صلی اللہ علیہ وسلم نی نہین
بیٹھتی ہین گروہ ذکر کرتی واسطی اللہ تعالی کا مگر منادی ندا کرتا ہی آسمان سی کہڑی ہو
پس تحقیق تبدیل ہوگئین بدیان تمہاری ساتھہ نیکی کی اور تم سب کی مغفرت ہوئی اور
نہین بیٹھتی ہین جس قدر آدمی زمین مین کہ ذکر کرتی ہین اللہ تعالی کا مگر بیٹھتی ہین اونکی
ساتھہ اوسی قدر فرشتی اور ظاہر ہی کہ ذکر اللہ تعالی اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا جس محفل
مین ہو وہان خود اللہ تعالی ہمنشین ہوتا ہی اور فرشتی حاضر ہوتی ہین اور بعضون کی
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہوتا ہی روح بہی گو جسم حاضر ہوتی ہی کما ہو فی تحفۃ العلماء یکہ

المنقول انتقاد فی ہدی الانام فی مسئلۃ القیام و ہان سب مغفور ہوتی ہین اور حاجات اونکی
سبباعث برکت بر آتی ہین اور محل استجابت دعا ہی شعر اور اتحشم پاک نوان دیدجون
ہلال + ہر دیدہ جامی منتظران ماہ پارہ نیست + لیکن جنکی دلمین اللہ تعالی کی عشق و محبت رسول
صلعم مخمر کیا ہی اور مراتب تعظیم نبی صلعم سی بخوبی واقف ہی اور بموجب رسم مروجہ دیار کے
اور دونکی تعظیم کی واسطی کھڑا ہوتا ہی تو اوسکو نظر تعظیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور بلحاظ اتباع
اور مسلمین کی بغیر کھڑی ہوجانیکی کب قرار ہوگا اور محفل مولد سی بکمال خوشی مومنین کو اور ناخوشی
و ناگواری شیاطین کو ہوتی ہی جیسا کہ امام المحدثین ابن جوزی و شیخ عبد الحق محدث رحمہما اللہ
نی تصریح کی ہی پس جو شخص ایسی فعل کی طرف نسبت شرک و کفر کی کرتا ہی اسکو مشرک اور کافر
ہونا جملہ مجتہدین عظام و علما و اولیا کرام کا لازم آتا ہی جنہون نی محامد محافل مولد شریف لکھی ہین اور
استحسان قیام کہا ہی مثل حضرت غوث اعظم و ابن جوزی و امام نووی و ابو شامہ و امام برزنجی
اور چارون مفتی مکہ معظمہ کی و غیرہم نعوذ باللہ منہ اور جو یہ لکھا ہی کہ اہل محفل جانتی ہین کہ حضرت
اسیوقت مثل تا درسی تشریف باہر لاتی ہین یہہ افترا و بہتان ہی کوئی مسلمان یہہ اعتقاد نہین
رکھتا ہی کہ اسیوقت پیغمبر صاحب پیدا ہوی زمانہ پیدایش کا وہی ہی جسوقت اور جس جگہہ پیدا
ہوتی تھی اعاذنا اللہ من سوء الفہم قولہ چنانچہ امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر مین فرماتی ہین العبادۃ
عبارۃ عن الفعل الذی یوتی بہ لغرض تعظیم الغیر یعنی عبادت وہ فعل ہی کہ جو غیر کی تعظیم کی کرنیکی
غرض سی کیا جاوی اقول مرادی عبارت سابق و لاحق اس تفسیر کی واسطی اظہار حق کی نقل
نہین کی مراد فعل سی یہان ہر فعل تعظیمی غیر عبادت نہین ہی بلکہ وہ فعل مرادی کہ عبادۃ
واسطی تعظیم غیر کی کیا جاوی چنانچہ لام عہد اسپر دلالت کرتا ہی مگر اوکا اتنا ذہن عالی کہان اسکو
سمجھی اور نہ ایسا فہم کامل ہی کہ دوسری کی بتلانی سی اوسکی ذہن مین آتی ہی اور نہ ایسی
عقل صائب کہ تفکر و استغراق غور کری اور نہ مجالست و ممارست اس فن کی کہ تمیز کرسکی
دائرہ معنی نہ کہی جاتی اور مطلق ہر فعل تعظیمی غیر عبادت مراد ہو تو معنی آیہ کریمہ تو قیرہ
و قولہ تعالی و من یعظم حرمات اللہ فہو خیر لہ عند ربہ و قولہ تعالی و من یعظم شعائر اللہ فانہا من
تقوی القلوب کیا ہونگی اور فخر الدین رازی رحمہ اللہ علیہ نی معنی آیہ کریمہ ذالکم اللہ

ذٰلکم اللّٰه ربکم لا اله الا هو خالق کل شیء فاعبدوه میں لکھا ہے لان امر العبادة مترتب علی کونه
خالق کل شیء اذ ترتب الحکم علی الوصف بحرف الفاء مشعر بالسببیة فتقتضی ان کون الله
خالق الاشیاء هو الموجب لکونه معبودا علی الاطلاق فالاله هو المستحق للمعبودیة اور تفسیر کبیر میں
یا قوم اعبدوا الله ما لکم من اله غیره کی تفسیر میں لکھا ہے ان ظاهر الآیة یدل علی ان الاله
هو الذی یستحق للعبادة لان قوله تعالیٰ اعبدوا الله ما لکم من اله غیره نفی و اثبات فیجب ان یتوارد
علی مفهوم واحد حتی یستقیم الکلام و کان المعنی اعبدوا الله ما لکم من معبود غیره حتی یطابق
النفی الاثبات ثم ثبت بالدلائل ان الاله لیس هو المعبود والا وجب کون الاصنام آلهة وان
لا یکون الاله الهًا فی الازل لما علم انه فی الازل غیر معبود فوجب حمل الاله علی انه هو المستحق للعبادة
اور بیچ تفسیر امام رازی کے بیچ دلیل آیۂ کریمه اتجادلوننی فی اسماء سمیتموها انتم وآباؤکم
ما نزل الله بها من سلطان میں لکھا ہے انه استفهام انکار لانهم کانوا یسمون الاصنام بالآلهة
مع ان معنی الالوهیة فیها معدوم وهو استحقاق العبودیة اذ هو متفرع علی الخلق و هما منعدمان
فیهما متحققین فی الاصنام پس ماحصل کلام امام فخر الدین رازی کا یہ ہے کہ تحقق ہے کہ الوہیت
بمعنی مستحق عبادت ہے یعنی اگر غیر کو مستحق عبادت سمجھے تو مشرک ہو گا قوله اور مولانا نسفی
نے شرح عقائد میں لکھا ہے الاشراک هو اثبات الشریک فی الالوهیة بمعنی وجوب الوجود
کما للمجوس او بمعنی استحقاق العبادة کما لعبدة الاوثان اقول یہ قول علامہ نسفی کا ہمارے
مدعا سے ہے کہ یہ فعل شرک نہیں ہے دلیل ہے ان کی نہیں ہے یعنی مولانا نسفی نے معنی شرک
کے دو لکھے ہیں ایک ثابت کرنا شریک اور سہیم اللہ کا الوہیت میں جیسا کہ مجوس کہتے ہیں
خالق خیر رحمن ہے اور خالق شر کا اہرمن شیطان ہے دوسرے معنی شرک کی یہ ہے کہ دوسرے کو
شریک اللہ کا کر کے مستحق عبادت جانے جیسا کہ بت پرستوں کا عقیدہ ہے سو کوئی شخص مجلس
جانتا ہے وقت محافل مولود و قیام ذکر ولادت شریف کا آنحضرت صلعم کی حق میں اعتقاد
شریک فی الالوہیت کا رکھتا ہے اور نہ شریک بمعنی مستحق عبادت کی کرتا ہے تو اس قول علامہ
نسفی سے بطلان قول ان کا ہوتا ہے یعنی نفی شرک کا کرتا ہے بسبب دلیل الا یہ کہ اس کے قول
کو باطل کرتے ہیں الٹی استناد سے مخالفت بیچ اصل اور اس کی دعویٰ کی ہے کہ وجہ یہ درست

ہی غرض راوی کی لانی بقول علامہ نسفی و امام فخر الدین رازی سی یہہ تہی کہ جاہل خیال کرین کہ
یہہ شخص استعداد علمی رکہتا ہی کہ قول ایسی معتبرون کا دلیل مین لاتا ہی یہہ غور کر لیا کہ
جنکو اللہ تعالی نی عقل صائب عنایت فرماتا ہی وہ اوسکی تلبیس پر مطلع ہو کر حقیقت واقعی
بیان کرینگی قولہ اور عقل سی سوچا چاہئی کہ وقت خاص وضع حمل ایسی شخص پاک اوس جگہہ
کوئی موجود رہ سکتا ہی اقول کوئی شخص یہہ اعتقاد نہین کرتا ہی کہ اسی وقت ہماری سامنی
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا وضع ہوا ہی یہہ ہذیان سرائی ہی سبحانک ہذا بہتان عظیم قولہ
جسکی واسطی ان نادانون نی اقیام کہ درحقیقت عبادت ہی واجبات سی قائم کیا ہی
اقول ہونا قیام کا عبادت سی ممنوع اور غیر مسلم ہی اور یہ دعوی بلا دلیل ہی کوئی دلیل اوپر
ہونی قیام کی عبادت سی نہین لایا ہی اب اوسپر لازم ہی کہ کوئی آیت یا حدیث یا قول
کسی محدث یا فقیہ معتبر کا مشعر اسکی کہ قیام عبادت سی ہی اور وہ مخصوص صرف اللہ کی
ساتہہ ہی پیش کری اوسوقت دیکہا جاویگا اور سچولی رد و قدح کی جاوی گی اور اس مقولی
سی صاف منکشف ہوگیا کہ معنی حقیقت و مجاز و قیام و عبادت سی حضرت راد کو
آگاہی نہین ہی اول معنی لغوی و اصطلاحی ان الفاظ کی کسی واقف کار فن سی صحت
کر لی اور بعد دریافت معانی کی غور کری کہ دعوی ہونی قیام کا درحقیقت عبادت سی
صحیح ہی یا غلط اور کتب احادیث مین ثابت ہوا ہی کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نی
واسطی قیام تعظیمی سعد کی طرف انصار کی مخاطب ہو کر امر فرمایا قوموا الی سیدکم اور خود بہ
نفس نفیس واسطی تعظیم کی کہڑی ہوئی اور آپ کی سامنی اورون نی قیام کیا اور آپنی اوس
پر انکار نہ کیا اور کتب فقہ مین جواز قیام بخوبی ثابت ہی چنانچہ بیان مفصل اسکا ردید مولف
قیام مین عنقریب کیا جاویگا قولہ سچ ہی مصرعہ فکر ہر کس بقدر ہمت اوست اقول ہمارا
بہی یہی مقولہ ہی جیسی فکر و عقل و علم و رسائی و ہمت و استعداد راد کی تہی کچہہ دریغ نہ کیا
مگر کچہہ موثر و مفید نہوا یہہ مصرعہ کیا لکہا ہی اپنی معذوری بیان کی ہی قولہ اور اگر قیام
مولد کو صرف تعظیما کہا جاوی تو جسقدر بار نام حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا نام
زبان پر آتا ہی کیون کہڑی نہین ہو جاتی یہہ بہی ایک خام خیالی اور بعقلی آپکی ہی کیونکہ

اصل اصل ہوتی ہی اور نقل نقل اقول امام برزنجی کہ قدوۂ محدثین متقدمین اور معاصر ابن حجر
محدث مکہ ہیں ہیچ شروع تیرہ سو ہجری میں تہا اور امام مدالقی اور سرچہار مفتیان مکہ معظمہ اور علماء
دہلی و رامپور و بریلی وغیرہم نی استحسان قیام بلکہ اجماع اوپر اوسکی تحریر فرمایا ہی تو بمقابلہ قول
ایسی اماموں اور مفتیوں کی نقص عقلی راد کا کب لائق التفات کی ہی تمیز ادراد ب اد کا اسقدر نہ
پہونچا کہ نسبت ایسی اماموں اور علماء کرام کی لفظ خام خیالی و بیعقلی و نادانی کی لکہتا ہی مقام
انصاف ہی المرء یقیس علی نفسہ اور جو کہ راد کو بسبب کم استعدادی کی فرق نہیں معلوم ہی اسواسطی
وہ استعداد عدم وضوح فرق کا کرتا ہی واسطی اوسکی تنبیہ اکی چند دلیل اوپر قیام تعظیمی ہنگام ذکر ولادت
شریف کی اور نہ اوٹہنی کی ہر بار ذکر اسم مبارک کی لکہتا ہوں ایک یہہ کہ یہہ مسئلہ منقولات
سی ہی کہ علماء متقدمین و متاخرین سی کہڑا ہونا وقت ذکر ولادت شریف کی اور نہ کہڑا ہونا ہنگام
لینی اسم مبارک کی منقول و مسموع ہی پس جسقدر اوپر اونکی اقوال سی سند پائی گئی اوسی قدر پر
اکتفا ہوگی دوسری توارث و تعامل مسلمین جیسے شرعیہ سی ہی اسطرح پایا گیا تیسری قیام تعظیم
فعلی ہی اور درود پڑہنا تعظیم قولی ہی پس وقت استماع اسم مبارک کی تعظیم قولی عمل میں آتی ہی
یعنی درود پڑہا جاتا ہی اور ہنگام ورود یا ذکر تولد شریف کی کہ حکایت درود ہی مراعات
تعظیم فعلی کی کہ قیام ہی ہوتی ہی فاتضح الفرق چوتہی ہر بار وقت لینی یا سننی نام مبارک آنحضرت
صلعم کی کہڑی ہونی میں حرج و تکلیف ہی بخلاف ذکر تولد شریف کی کہ گاہ گاہ ہوتا ہی اور حرج
شریعت میں مشروع نہیں [illegible] ہی حرج مدفوع الفتوی کذا فی السراجیہ [illegible] الصدر الشہید کذا فی [illegible]
قولہ اور علاوہ اسکی صحاح کی حدیثوں سی یہہ حدیثیں عن انس رض لم یکن شخص احب
الیہم من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکانوا اذا راوہ لم یقوموا لہ لما یعلمون
من کراہیتہ لذلک وعن معاویۃ رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
من سرہ ان یمثل لہ الرجال قیاما فلیتبوا مقعدہ من النار وعن ابی امامۃ رض قال
خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متکئا علی عصا فقمنا لہ فقال لا تقوموا کما
یقوم الاعاجم یعظم بعضہم بعضا اقول ان دونوں احادیث [illegible] اوسکا نہی [illegible]
سی کرکی قائل کراہت قیام تعظیمی کا ہوا اگر راد اخبث طرف اقوال محدثین کی کرتا حقیقت حال

اکرام مقصود نہ تہا ایس قیام مین کچہہ مقصود و مطلب تہا بعد اسکی نو و نہ سے فی اشعار
بعض شاعرون سے نکلے تری کہ مضمون انکا یہہ ہی کہ کہڑا ہونا اوسکی تئین درست نہ
قسم بخدا ای عزیز کی اور ترک کرنا حق کا درست نہین ہی پس نہین ہی کوئی ایسا شخص کہ اسکو
عقل و دانش و شناسائی ہو کہ دیکہی تری تئین پس کہڑا ہو قال السید الشریف رحمہ اللہ علیہ
فی حاشیۃ المشکوۃ قال القاضی عیاض القیام المنہی ان یقوموا علیہ جالسا
طول جلوسہ یعنی کہا ہی سید شریف نی حاشیہ مشکوۃ شریف مین کہ کہا ہی قاضی عیاض
رحمہ اللہ نی کہ قیام منہی وہ ہی کہ جب تک کوئی بیٹہا رہی بقدر طول جلوس کی اوسکی سامنی
کہڑا رہی قال فی المرقاۃ قولہ فلیتبوأ مقعدہ من النار قیل ہذا الوعید لمن
سلک فیہ طریق التکبر لقرینۃ السرور والتمثل واما اذا لم یطلب ذلک فقاموا
من تلقاء انفسہم طلبا للثواب او لارادۃ التواضع فلا باس بہ وقد روی
البیہقی فی شعب الایمان عن الخطابی فی معنی الحدیث ہو ان یامرہم
بذلک ویلزمہم ایاہ علی مذہب الکبر والنخوۃ ولا ینبغی للذی یقام
ان یرید الکبر من صاحبہ حتی ان لم یفعل حقد علیہ او شکاہ او عاتبہ یعنی
کہا ملا علی قاری نی بیچ مرقات شرح مشکوۃ کی یہہ جملہ حدیث کا فلیتبوأ مقعدہ من النار کا وعید ہی
واسطی اوس شخص کی کہ طریق تکبر و غرور اختیار کری بقرینہ لفظ سرور و تمثل کی اور جو وہ اسکو
طلب نکری یعنی غرور و تکبر نکری اور قیام کا طالب نہو اور کہڑی ہو جاوین لوگ آپسی اسطی
طلب ثواب کی یا اپنی خاکساری و فروتنی سی پس کچہہ مضایقہ نہین ہی اسمین اور روایت کی ہی
بیہقی نی کتاب شعب الایمان مین امام خطابی سی بیچ معنی اس حدیث کی کہ قیام منہی یہہ ہی کہ
حکم کری لوگون کو واسطی کہڑی ہونیکی اور جبر کری اونپر بطریق کبر و نخوت کی اور سزاوار نہین ہی
اوس شخص کو جسکی واسطی لوگ کہڑی ہوتی ہین یہہ کہ ارادہ تکبر کا کری ہمنشین اپنی سی اور
اگر وی قیام نکری تو اوسکی ساتہہ کینہ و کدورت رکہی یا شکایت و عتاب کری قال
السید الشریف قولہ لما یعلمون من کراہیتہ لذلک ہذہ الکراہۃ لسبب
الاتحاد الموجب لرفع التکلف والحشمۃ فان الآداب الظاہرۃ عنوان

الآداب الباطنة واذا اصفت القلوب بالمحبة استغنی عن تکلف واظهار ما
فیها والحاصل ان القیام یختلف بحسب الازمان والاحوال والاشخاص
یعنی کہا علامہ سید شریف نے جو حدیث لما یعلمون من کراہتہ لذلک مین لفظ کراہت واقع
ہی یہہ کراہت بسبب اتحاد وفقی کی تہی کہ موجب رفع تکلیف وحشمت ہی اسواسطی کہ آداب ظاہری عنوان
آداب باطنی کا ہی پس جبکہ دل ساتھہ محبت کی صاف ہون تکلف واظہار محبت سی استغنا ہوتی
ہی اور حاصل مطلب یہہ ہی کہ حال قیام کا مختلف ہوتا ہی موافق اوقات اور احوال اور
اشخاص کی قال فی المرقاة وانما ینبغی التعظیم للعلم والصلاح ذکره ابن مالک
وفیه ان کلا منهما لا یلائم النبی صلعم فلا شک انهم قاموا لله وتعظیما لرسول
الله صلعم ولعل الوجه ان یقال انهم قاموا متمثلین فنهاهم عن ذلک و
عبر عنه بمطلق القیام للمبالغة فی المرام والمراد بالقیام الوقوف یعنی کہا ہی ملا علی
قاری نے بیچ مرقاة شرح مشکوة کی سزاوار ہی تعظیم واسطی علم وصلاحیت کی ذکر کیا اوسکو ابن
مالک نے اور اس کلام مین یہہ امر ہی کہ ہر ایک تعظیم علم وصلاح کو نہی نہین ہی اسواسطی کہ شک
نہین ہی کہ جو لوگ واسطی تعظیم علم وصلاح کی کہڑی ہوتی ہین واسطی تعظیم اللہ ورسول
صلعم کی کہڑی ہوتی ہین اور شاید وجہ نہی کی یہہ ہی کہ وہ لوگ کہڑی ہوتی تہی متمثلین
یعنی بوجہ محبوب کہنی معظم کی پس منع کیا آپنی اس سی اور تعبیر کیا اوس سی ساتھہ مطلق
قیام کی واسطی مبالغہ مطلوب کی اور مراد قیام سی کہڑا ہونا ہی قولہ حیات مین اپنی آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم قیام کو واسطی تعظیم کی مکروہ جانتی تہی تو بعد انتقال شریف حضرت کی قیام
مولد کیونکر اوس دلیل سی مستحب ہو گیا اقول جو ارادہ احادیث درباب نہی قیام کی اپنی کلام
مین لایا تہا مراد ومعنی اونکی جو محدثین وشارحین احادیث نے بیان فرمائی تہی اوپر لکہی گئی
اور کراہت قیام ثابت نہ ہوئی اور جواز قیام تعظیمی مطلق کا سنت سی یعنی امر وفعل رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور تقریر قیام روبروی آنحضرت صلعم اور عدم تعرض آنحضرت
صلعم اور روایات فقہیہ ورفعل علما سی ضمن استفتا ہای منقولہ مذکورہ بالا مین بخوبی ثابت ہی
مگر اس مقام پر مختصر ابیان جواز قیام کا ہوتا ہی قصہ بنی قریظہ مین آنحضرت صلعم نی انصار

کو واسطی تعظیم سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی فرمایا کھڑے ہو تم واسطے سردار اپنی کی قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم للانصار قوموا الی سیدکم متفق علیہ یعنی
اس حدیث کو بخاری و مسلم نی روایت کی ہی اور مواہب لدنیہ و مشکوۃ شریف مین مذکور ہی اور
مفاتیح قاضی رضا مین لکہا ہی لتعظیمہ مراد ہی فی المشکوۃ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ
عنہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یجلس معنا فی المجلس یحدثنا
فاذا قام قمنا قیاما حتی نراہ قد دخل بعض بیوت ازواجہ رواہ البیہقی یعنی
مشکوۃ مین ابی ہریرہ رض سی روایت ہی کہ تہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جلوس مین ہماری
تہی ہم مین اور باتین کرتی تہی پس جس وقت وہ کھڑے ہوتی تہی ہم سب کھڑے ہو جاتی تہی
یہان تک کہ ہم دیکہتی تہی کہ آپ کسی گہر مین اپنی ازواج مکرمہ کی گہرون مین سی داخل ہوگئی فی
رسالہ مولانا عثمان حسن دمیاطی مدرس مسجد الحرام وقد ثبت فی السنۃ طلب القیام لغیرہ
صلی اللہ علیہ وسلم فلان اطلب من باب اولی روی البخاری ومسلم عن ابی سعید
الخدری رض ان ناسا نزلوا علی حکم سعد بن معاذ رض فارسل الیہ فجاء علی حمار فلما
بلغ قریبا من المسجد قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم قوموا الی خیرکم او سیدکم قال
النووی قال البغوی والخطابی ان قیام المرؤس للرئیس الفاضل والولی العادل
وقیام المتعلم للعالم مستحب غیر مکروہ عملا بھذا الحدیث وروی البخاری
ومسلم من حدیث کعب بن مالک رض الطویل المشہور وانطلقت الی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی دخلت المسجد فاذا رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم جالس حولہ الناس فقام ابو طلحۃ بن عبید اللہ یہرول حتی صافحنی
وھنانی واللہ ما قام الی رجل من المہاجرین وغیرہ ولا انساہا لطلحۃ وروی
الترمذی وابوداود والنسائی عن عائشۃ رض قالت ما رایت احدا اشبہ
سمتا وھدیا برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من فاطمۃ بنت رسول اللہ صلعم
ورضی عنہا قالت قام الیہا واجلسہا فی مجلسہ وکان النبی صلی اللہ علیہ وسلم
اذا دخل علیہا فی مجلسہا قامت الیہ وقبلتہ واجلستہ فی مجلسہا وروی ابوداود

وعن ابی هریرة رض قال کان النبی صلی الله علیه وسلم یحدثنا فاذا قام قمنا قیاما
حتی نراه دخل بعض ازواجه وعن حماد بن زید قال کنا عند ایوب فجاء یونس فقال
حماد قوموا الی سیدکم او قال سیدنا قال النووی حاصله انه ثبت من فعل رسول
الله صلی الله علیه بنفسه المکرمة وبامره بذلک الانصار وبتقریره من فعل ذلک
بحضرته وثبت ایضا بفعل جماعة من السلف ویعضد ذلک ما ورد فی تنزیل الناس
منازلهم واکرامهم علی حسب مراتبهم وما جاء فی احترام فضلاء المسلمین وتوقیر
اولی العلم والسن والدین والرفق والترحیب بطلبة العلم وتبجیل ذی الفضل
الفهم وتعظیم حرمات المومنین ومسارعة الی رضی رب العلمین قال النووی کان
یحیی القطان رحمة الله علیه یصلی العصر ثم یستند الی ظل منارة مسجده فیقف
بین یدیه علی المدائنی واحمد بن حنبل ویحیی بن معین وغیرهم یسألونه عن الحدیث
وهم قیام علی ارجلهم الی ان تحین صلوة المغرب لا یقول لاحد منهم اجلس و
لا یجلسون هیبة واعظاما له وفی شفاء قاضی عیاض من رای اولادی ولم یقم قیاما
فابتلاه الله ببلاء لا دواء له فی حاشیة السید الشریف علی المشکوة قال النووی القیام
للقادم من اهل الفضل مستحب ولیس بمنهی کما یتوهم فی المرقاة شرح المشکوة قال الخطابی
وفی الحدیث دلالة علی ان قیام المرء بین یدی الرئیس الفاضل والوالی العادل و
قیام المتعلم للعالم مستحب غیر مکروه وقال البیهقی هذا القیام علی وجه البر والاکرام
کما کان قیام الانصار لسعد وقیام طلحة لکعب بن مالک رض فی فتاوی قاضیخان لا یکره
قیام الجالس فی المسجد لمن یدخل علیه تعظیما له وانما المکروه محبة القیام من الذی
یقام له فی الظهیریة والتتمة ان دخل عالم او ابوه او استاذه الذی علمه القرآن جاز
ان یقوم لاجله وما سوی ذلک لا یجوز فی تنبیه الغافلین لابی اللیث السمرقندی
فی باب صفة اهل النار فی حدیث طویل مروی عن انس رض الی ان قال فیه فطلع
النبی صلی الله علیه وسلم فاذا نظر مالک قام تعظیما له صلی الله علیه وسلم فی مجالس
المهمات وخزائن العبادات اما قیام عند السلام الاسلام پس بکد گر خاستن نشاید که عادت عجم است

فاما چون در دیاری رسم باشد کہ اگر نخیزند مسلمانان بشکند باید کہ برخیزد کہ ایذای مسلم حرام ست کذا
فی خزانۃ الروایات فی فوائد الدرایۃ شرح الہدایۃ والرعایۃ بخشیۃ الخدمۃ لغیر اللہ تعالی
بالقیام واخذ الیدین والانحناء ولا یجوز السجود بالاجماع فی فتاوی عالمگیری فی آداب
زیارۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیتوجہ الی قبرہ صلی اللہ علیہ وسلم فیقف عند
راسہ الی ہولہ ولا یضع یدہ الی جدار التربۃ فہو اہیب واعظم الحرمۃ ویقف
کما یقف فی الصلوۃ ویمثل صورتہ الکریمۃ الہیئۃ کانہ نائم فی لحدہ عالم بہ یسمع
کلامہ کذا فی الاختیار شرح المختار فی جذب القلوب در وقت سلام آنحضرت صلعم
وقوف در آنجناب با عظمت دست راست بر دست چپ بنہد چنانکہ در حالت نماز کنند
فی نوادر الفتاوی او کان جالسا لا یقوم لاجل العالم او المتعلم علی وجہ الحقارۃ
یکفر ہو اور دلائل استحباب واستحسان قیام ہنگام ذکر ولادت شریف استفتاہای مرقومہ
مین مذکور ہین کچھ حاجت اعادہ کی نہین ہی قولہ ہم لوگ کچھ مقلد علماء حرمین شریفین کی
نہین ہین جو قول کو انکی مثل آیت و حدیث کی قبول کرلین اقول کوئی اہل اسلام ایسا
کلمہ نسبت ذوات عالیات حرمین شریفین کی نہین نکالیگا جو تعظیم و حرمت مکہ معظمہ
و مدینہ منورہ اور وہان کی رہنی والون کی احادیث مین مذکور ہی ہر فرد مسلم اسکو
واجبات اعتقادیات سی جانتا ہی خدایا جس شہرون مین پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم
مبعوث ہوئی ہون اور جہان نشو ونما اسلام کی ہوئی ہوا اور جس مقام مین آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم لحد مین موجود ہون اور حکم حیات کا رکھتی ہون اور مہبط وحی اور منبع
رسالت اور نزول قرآن شریف اور مقام ہجرت اور مجمع صحابہ اور قبہ ایمان اور مستقر
اسلام وظہور علم ہوا اور ملقب بخیر بلاد اللہ وحرم خدا وحرمی و دار الابرار و دار الایمان و
دار السنۃ و دار اسلام و دار الفتح و دار الہجرت و قبۃ الاسلام موجب احادیث صحیحہ
کی ہو اور وہان کی رہنی والی واجب التعظیم والتکریم بموجب بعض شارع کی ہون اور قرآن
اونمین نازل ہوا ہو اور تاویل وشان نزول سنتا ہو اور احوال و عادات و اخلاق حمیدہ
و شمائل حسنہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سی از ولادت تا آخر بخوبی واقف ہون

اور شرف جو ان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور کعبہ منورہ سی ہستا ز تمام خلق اللہ سی ہون
اونہین کا قول و فعل لائق اعتبار نہو تو پہر قول کسکا واجب العمل ہوگا مقصر یہ جو کفار نے کعبہ
مدینہ کو با مانند مسلمانی اختیار ایسی ہی لوگ گذری ہین کہ استخفاف دونون شہر مکہ کا
کیا اور اندرون حرم کعبہ کی حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو شہید کیا اور نا فرمانی آیۃ ومن دخلہ
کان آمنا اختیار کی اور ستار کعبہ کو آلودہ بخون ناحق کرکی جلا دیا او غارتگری دونون شہر
کی کرکی اور ہتک حرمت حرم حق اور حریم رسول خدا کا عمل مین لائی اور مسجد نبوی مین گھوڑی
باندھی اور شراب پی اور داد بیحیائی کی دی اور باوصف اسکی وہ سب ایماندار رہی کافر کہی نہین
اسیطرح اسوقت مین بھی ہمراہ کی ہون کی وہ لوگ کہ اہانت اور استخفاف دونون بقعہ
مکرمہ کرین کی اور اونکی اقوال و افعال کو نہ مانین اور اونکو بہ نسبت بدعت و ضلالت و کفر و
شرک کا ٹھہراتین کی لو وہ خلف رشید اپنی مقتداؤن کی ہین اونکو حرمت و تعظیم مکہ اور مدینہ
اور اقتدا و اتباع ساکنان وہان سی کیا علاقہ ہی اس جگہ واسطی آگاہی اہل اسلام کی کچھ
فضائل و مراتب و تعظیم و تکریم اہل حرمین شریفین کہ وہ مقتدا و پیشوا تمام مومنین کی ہین مذکور
ہوتی ہین شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمہ اللہ کتاب جذب القلوب مین تحریر فرماتی ہین
از جملہ اسماء مدینہ منورہ اکالۃ البلدان اکالۃ القری ست بملاحظہ تسلط او بر جمیع امصار و غلبہ
امر او بر جمیع اقطار و اغتنام غنائم و ارتفاع خراج ہا از آفاق ست و بعضی علما این معنی را بر غلبہ
فضل و عظمت رتبہ حمل کردہ یعنی فضائل در جنب عظیم فضل او مضمحل و متلاشی ست دیگر از نامہای
این مکان عظیم الشان ایمان ست کہ آیت مجید والذین تبوؤ الدار والایمان کہ در شان انصار
و ثنای این محبان جانی سپردارہاست مبنی ازان ست و نیز مرجع و مآل ایمان و مظہر احکام آن این
بلدہ مکرمہ است و از انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت ست کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرمود
کہ فرشتہ ایمان کہ القا و الہام آن بر قلوب ارباب ایقان القا میکند گفت کہ من ساکن مدینہ
ام و ہرگز از وی بیرون نروم فرشتہ حیا نیز بعقد موافقت با وی زیست کہ من با تو ام
ابدا از تو جدا نشوم لاجرم این ہر دو صفت حمیدہ در مدینہ رسول اللہ صلعم مجتمع و ملازم بلدہ کرامت
لہ ان الحیاء من الایمان و در حدیث آمدہ کہ اول کسانیکہ از ایشان بشرف شفاعت

یعنی دریابند اهل مدینه اند ثم اهل مکه ثم اهل الطائف انتهی و معلوم نیست که در احادیث صحیحه لیکن
ضعیفه وارد شده است المدینة تنفی خبث الرجال کما ینفی الکیر خبث الحدید
یعنی مدینه در خاصیت ازاله چرک و پلیدی مردمان مثل کوره آهنگران است که ازاله چرک آهن
میکند و در صحیح بخاری آمده که انها طیبة تنفی الذنوب کما ینفی الکیر خبث
الفضة یعنی مدینه از چرک و پلیدی پاک است پلیدی گناهان را چنان می برد که کوره آهنگر
چرک نقره را و مراد نفی خبث العباد و اهل شر و فساد است از ساحت عرب این بلده طیبه و
بقول اکثر علما این خاصیت مذکور در جمیع ازمان و دهور پایدار است و حضرت علی
کرم الله وجهه از رسول صلی الله علیه وسلم روایت کرده که شیاطین مایوس شده اند
از عبادت شان درین بلده یعنی مدینه و حضرت ابن عباس رضی الله عنه روایت
کرده که رسول صلعم فرمود حق تعالی این جزیره را و بروایتی این قریه را از نجاسات شرک
پاک گردانیده و از انجمله است که این بلده مطهره از نجاست وجود دجال که در آخر زمان
بر آید محفوظ و مصون باشد و در روایت صحیح ثابت شده است که در آن روز بر هر در مدینه
جمعی از ملائکه موکل باشند که حراست او کنند و از در آمدن دجال مانع آیند و از انجمله است
که حضرت رسالت پناه صلی الله علیه وسلم مردم را وصیت فرمود بر اکرام اهل این بلده
شریف و تعظیم سکنه این بقعه عظیم و ثبوت این معنی از وعیدی که بر ایذای اهل مدینه
وقوع یافته چنانکه معلوم میشود و وضوح می پذیرد از زیادت احادیث دیگر که بطریق منطوق
عنوان تاکید درین باب وارد شده است قال رسول الله صلی الله علیه وسلم المدینة
مهاجری یعنی مدینه هجرتگاه منست و فیها مضجعی و در وی است خوابگاه من کنایت
از وجود مرقد مطهر خود نموده صلعم و منها مبعثی و در مدینه است انبعاث من یعنی بر خاستن من از زمین بعد
با بقیه و نیز از ملائکه رحمت که هر روز و شب بر قبر شریف بدیشان محفوف اند و مشغول
و حقیق علی امتی حفظ جیرانی و لازم و سزاوار است بر امت من که حفظ حرمت همسایگان
من بجا آرند و در رعایت حقوق شان شمه فرو نگذارند و هر چه از ایشان صادر شود مواخذه
نکنند و نا توانند در گذرانند ما اجتنبت الکبائر مادام که ایشان یعنی اهل مدینه از ارتکاب

کہ اگر ترک کند این امر را ملامت نمایم مگر حق حرمت مدینه مطهره باشد در حق این مردم العباد و اقامت نماید و حق
حفظهم کنت لهم شهیدا و شفیعا یوم القیمة بر حفظ حرمت ایشان کند روز
قیامت شاهد و شفیع او باشم ومن لم یحفظ حرمتهم سقی من طینة الخبال و هر که حق حرمت اهل مدینه
نگاه ندارد آنجور را از طینت خبال بنوشانند و طینت خبال موضعیست در دوزخ که ریم و زرداب
دوزخیان در آنجا جمع گردد نعوذ بالله منها و نیز محدث موصوف باب آداب زیارت رسول
الله صلی الله علیه وسلم میں لاتے ہی از انجمله آنست که چون مدینه و منارها و قباب آن نمایان شود ساعت
اجلال و تعظیمیکه از باطن سر زند فرود آید و خود را از مرکب بر زمین افکند و اگر تواند تا مسجد شریف
پیاده رود و در خبر آمده است که چون نظر وفد عبد القیس بر جمال آن سرور صلی الله علیه وسلم افتاد بی
از اختیار بعیر خود را بر زمین زدند و آنحضرت صلعم ایشانرا منع نفرمود و اذا المطایا بنا بلغن محمدا
فظهورهن علی الرجال حرام + که خلاف ادبم که باین جاذبه شوق رخسار ترا بینم و بپای نگردم
اور فرمایا ہی محدث موصوف نی ترجمہ مشکاۃ شریف میں عن ابی هریرة رضی الله عنه
قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان الایمان لیارز الی المدینة کما تارز
الحیة الی جحرها متفق علیه بدرستیکه ایمان گرد می آید و باز میگردد بسوی مدینه که وطن اصلی
اوست چنانکه باز میگردد و میرود مار بسوی سوراخ خود و تخصیص مار در تشبیه بجهت آنست که این
دابه در گرد آمدن و فراهم شدن در رفتار سخت تر است از دیگر دواب و نیز بر آوردن وی بعد از
در آمدن در سوراخ دشوار است همچنین دین مسلمانی بعد از هجرت میگردد بجانب مدینه و می در آید
و قرار میگیرد در آن چنانکه بر آوردن وی از ان ممکن نباشد و بعضی گفته اند که این اشارتست از احوال
آخر زمان که دین مسلمانی و وجود مسلمانان کمتر شود و جز در مدینه وجود آن نادر باشد و بیچ کتاب
جامع العلوم کی ہی فی المصابیح قوله علیه السلام الایمان یجئ الی المدینة یعنی ایمان باز گردد
بسوی مدینه چون آخر الزمان شود و همه عالم کفر گیرد و در مدینه هرگز کفر نبود و هیچ کافری قدر
نیابد چون دجال و غیر آن همه وقت آنجا اهل ایمان باشند الی یوم القیمة [illegible] اور
کہی جذب القلوب میں ہی و از جمله آداب مهمه که در مردم بسبب بعضی عوارض رعایت
آن تقصیر و تهاونی واقع میشود آنست که صحبت ساکنان مدینه مطهره در رعایت تعظیم ایشان

علی حسب مراتبہم تقصیر را بجود راہ ندہند تا بحدیکہ زیادہ بر نسبت جوار حضوری عزت و فضیلت بنما
باشند بلکہ ہر چند کہ بفسق و بدعت و سائر قبائح معصیت منسوب و مطعون باشند زیرا کہ شرف جوار
حضرت سید مختار صلعم کافیست و ازین شرف بہیچ معصیتی و بدعتی نرود و از حسن عنایت و عفو و
مغفرت محروم نسازد

فیا ساکنی اکناف طیبۃ کلکم — الی القلب من اجل الحبیب حبیب

رأی المجنون فی البیداء کلبا — فمد لہ من الاحسان ذیلا
فلاموہ علی ما کان منہ — وقالوا لم احسنت الکلب
فقال دعوا الملامۃ ان عینی — رأتہ مرۃ فی حی لیلی

گفت کای مجنون خام — این چہ شیدا است اینکہ می آری مدام
بوز و سگ دائم پلیدی میخورد — مقعد خود را بلب استرد
عیبہای سگ بسی او بر شمرد — عیب دان از غیب آن بو می برد
گفت مجنون تو ہمہ نقشی و تن — اندر آ بنگر بشی از چشم من
کین طلسم بستۂ مولی ست این — پاسبان کوچہ لیلی ست این

اور مجتہدان دین اور فقہاء مفتیین نے اقوال و افعال و عادات
اہالیان حرمین شریفین کو مسائل دینیہ میں مستحب و مستحسن و مفتی بہ تحریر فرمایا ہے اور جو فعل کہ خلاف
عادت اہل حرمین کی ہوا اسکو مکروہ و غیر معتبر تحریر فرمایا ہے فی الہدایۃ قال ابو یوسف و ہو
قول الشافعی رحمہ یجوز للفجر فی النصف الاخیر من اللیل لتوارث اہل الحرمین یعنی ہدایہ
میں ہے کہا امام ابی یوسف و امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے جائز ہے اذان فجر کی بعد آدھی رات
کی بدلیل عادت اہل حرمین کی فی الکافی شرح الوافی وقال ابو یوسف والشافعی یجوز للفجر فی
النصف الاخیر من اللیل لتوارث اہل الحرمین حرم مکۃ وحرم المدینۃ یعنی کافی شرح وافی
میں ہے کہا امام ابو یوسف و امام شافعی نے جائز ہے اذان فجر کی بعد آدھی رات کی
بسبب توارث و تعامل دونوں حرم یعنی حرم مکہ و حرم مدینہ کی و فی العینی شرح کنز الدقائق
والاستراحۃ علی خمس تسلیمات یکرہ عند الجمہور لانہ خلاف فعل اہل الحرمین و فی الہدایۃ وکذا بین
الخامسۃ والوتر لعادۃ اہل الحرمین واستحسن البعض الاستراحۃ علی خمس تسلیمات ولیس بصحیح فی
الکافی وکذا بین الخامسۃ والوتر لتعارف اہل الحرمین و الاستراحۃ علی خمس تسلیمات یکرہ عند
الجمہور لانہ خلاف عمل اہل الحرمین فی الخامسۃ فان استراح علی راس خمس تسلیمات ولم یستریح
بین کل ترویحتین اختلفوا فیہ قال بعضہم لا باس وقال بعضہم لا یستحب لانہ یخالف

عمل اہل الحرمین یعنی ہدایہ و عینی و کافی و شرح نوادر
و خانیہ میں ہے بیٹھنا اور راحت پکڑنا درمیان تراویح
خامسہ اور وتر کے مستحب و مستحسن ہے سوا اسکے عمل
و عادۃ اہل حرمین کے ہے اور آرام لینا بعد
پانچ سلام کے یعنی بعد دس رکعت نماز تراویح
کے نزدیک جمہور علما کے مکروہ ہے اور بعض
نے کہ مستحسن جانا ہے غیر معتبر اور غیر صحیح
ہے کیونکہ یہہ خلاف عادۃ عمل اہل حرمین ہے
فی تحفۃ البررۃ و ما وقع فی بعض الروایات المنع
من زیارۃ القبور فی یوم الجمعۃ قبل الصلوۃ
لا اصل لہ لانہا مخالف لعادۃ اہل الحرمین یعنی
تحفہ بررہ میں ہے کہ وہ جو کہ بعض روایات میں منع زیارت
قبور روز جمعہ قبل نماز کے واقع ہے نہیں اصل
ہے کیونکہ یہہ مخالف عادۃ اہل حرمین ہے
فی فتاوی مجمع البرکات و الزیارۃ یوم الجمعۃ
افضل خصوصاً فی اولہ و ہو المتعارف فی
الحرمین الشریفین یخرجون الی المعلی والبقیع للزیارۃ
و شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
ترجمہ مشکوۃ شریف میں تحریر فرماتے ہیں و زیارت
روز جمعہ فاضلتر است از روزہا دیگر خصوصاً
در اول روز جمعہ و ہمین است متعارف در حرمین شریفین
بیرون می آیند در اول روز جمعہ بسوی معلی و
بقیع برائے زیارت فی العینی شرح کنز

الكنز وذكر شمس الائمة السرخسي
اهل مشايخ بلخ اختاروا قول اهل
مدينة في جواز استيجار المعلم على
تعليم القرآن فنحن ايضا نقول بالجواز
وكذا في فتاوى قاضيخان انتهى
یعنی شرح کنز اور فتاوی قاضیخان میں ہے ذکر کیا
شمس الائمہ سرخسی نے کہ مشائخ بلخ نے اختیار
کیا ہے قول اہل مدینہ کو معلم کو تعلیم قرآن پر
اجرت لینے کے جواز میں پس ہم بھی فتوی دیتے
ہیں اوپر جائز ہونے کے ۔ وفي البداية وبعض
مشائخنا استحسنوا الاستيجار على تعليم
القرآن اليوم لانه ظهر التواني في الامور
الدينية ففي الامتناع تضييع حفظ القرآن
وعليه الفتوى وفي النهاية وهم
ائمة بلخ فانهم اختاروا قول اهل المدينة
انتهى اور باب الاجماع کتاب اصول فقہ میں مذکور ہے
کہ نزدیک امام مالک رہ کے اجماع میں ہونا اہل مدینہ
کا شرط ہے واسطے ثابت ہونے حجت کے
اہل مدینہ کے سنتے نقلہ لا تواتر وقال
مالک رہ یشترط فیہ کونہم
من اهل المدينة لانه صلى الله
عليه وسلم قال ان المدينة تنفي خبثها كما ينفي
الكير خبث الحديد والخطاء ايضا خبث فيكون منفيا

عنها وفي التحقيق شرح الحسامي واذا انتفى عنهم الخبث وجب متابعتهم
ضرورة وبان المدينة دار هجرة النبي صلى الله عليه وسلم وموضع قبره ومهبط
الوحي ومجمع الصحابة ومستقر الاسلام ومتبوء الايمان وفيها ظهر العلم
وفيها صدر فلا يجوز ان يخرج الحق عن قول اهلها كيف وانهم شاهدوا التنزيل
وسمعوا التاويل وكانوا اعرف باحوال الرسول صلى الله عليه وسلم من غيرهم فوجب
ان لا يخرج الحق عن قولهم يعني نور الانوار مين بهي امام مالک فرماتي هين که اجماع مين هونا
اهل مدينه کا شرط هي کيونکه فرمايا هي رسول خدا صلى الله عليه وسلم نی که مدينه دور کرتا هي خباثت کو جيسي
که دور کرتا هي کوره آهنگران خبث الحديد کو اور خطا بهي خبث هي پس نهوگی خطا مدينه مين قطعا
اور کتاب تحقيق شرح حسامي مين هي جسوقت بموجب حديث کی اهل مدينه مين خبث نهين هي
واجب هوئی متابعت اونکی بالضرور اور مدينه مقام هجرت نبي صلى الله عليه وسلم اور موضع قبر اور
مهبط وحي اور مجمع صحابه اور مستقر اسلام اور جگه ايمان کی هي اور اوسمين علم ظاهر و صادر هوا
پس نهين جائز هي که حق خروج کری اقوال ساکنان مدينه سی اور کيونکر ايسا هو سکی وه هوئی مشاهد
کيا نزول قران شريف کا اور سني هي تاويل اوسکی اور هين وه عارف تر حالات رسول صلعم سی نسبت
اور لوگون کی پس واجب هي يه که حق خروج نکری انکی اقوال سی قال الامام النووي في رسالة
التحليل والتحريم من الحيوان والاصل ان ما استخبثه العرب فما لم يرد به نص بالحل والحرمة و
الامر بالقتل والنهي عنه ولا اعتبار بالعرب ذوي اليسار والطباع السليمة دون
الاجلاف من اهل البادية فما استطابته واكلته في حال الرفاهية او سمته باسم
حيوان حلال فهو حلال وما استخبثته وسمته باسم محرم فهو حرام ويراجع في
كل زمان الى العرب الموجودين فيه وان استطابته طائفة واستخبثته طائفة اتبعنا
الاكثرين فان استويا اتبع قريشا يعني کها امام نووي نی رساله جانوران حلال و حرام
مين که قاعده جو بتاتا حلت و حرمت جانورون مين وه هي که حرام هين وه جانور جسکو عرب
خبيث جانتي هون اون جانورونکو که اونمين تصريح سياتهه حلت و حرمت کی وارد نه
هوئی هو اور حکم واسطي مارڈالني کی يا ممانعت اوس سی نهوئی هو اور اعتبار عرب سی وه

لوگوں میں کہ اشراف صاحب طبیعت سلیمہ ہوں نہ اجلاف بتقاضائی اپنی جس جانور کو کہ عرب
طیب جانتی ہوں اور کھاتی ہوں یا اونکو بحالت غیر مخمصہ کی یا نام رکھتی ہوں اونکا
ساتھہ نام حلال کی وہ حلال ہیں اور جنکو خبیث جانتی ہوں یا نام حرام رکھتی ہوں
وہ جانور حرام ہیں اور رجوع کی جاتی ہیں حلت و حرمت جانوروں کی ہر زمانہ میں طرف عرب
کہ موجود ہیں و سلوف میں اور اگر مختلف ہوں عرب کہ بعض طیب اور بعض خبیث جانتی
ہوں اتباع اکثر کی کرینگی اور اگر دونوں فریق برابر ہوں اتباع قریش کی کرینگی
یعنی جس جانور کو قریش حلال یا حرام کہیں کی وہ حلال یا حرام ہوگا لیکن جسکہ تحقیق ہمارے
سے ثابت ہوا کہ آخر زمانہ میں وقت فسادات کی فقط مدینہ منورہ میں اسلام و ایمان
رہیگا اور ایمان رجعت کریگا اپنی وطن اصلی میں کہ مدینہ ہی اور وہاں سے ایمان کو خروج
نہ ہوگا یعنی قیامت تک باقی رہیگا اسلام اوس شہر میں رہیگا اور کوئی کافر قدرت وہاں رہنیکا
اور علماء حرمین محترمین کی [illegible] انتہا تا قیامت کی ہیں اور محققین دین و علمائی
محققین و فقہاء کاملین نے اونکی اقوال و افعال عبادات کو مستحب و مستحسن اور اونکی خلاف عادۃ
و عمل کو مکروہ و نامعتبر قرار دیا ہی اور جانوروں کی حلال حرام جانتی ہیں اونکی سند پکڑنی ہی اور
یہہ مفتی بہ اور مختار ارباب متون و مذکور کتب دینیہ معتبرہ ہی لیکن جسکو وحی یا الہام ہوگا
ہوگا اقوال افعال حرمین کو سند گردانیگا اور متابعت اقوال افعال اہل حرمین میں سعادت
دارین سمجھیگا اور بہہ التفات و منکرونکی وساوس کی کہ ساکنان [illegible] ابا و فتوح [illegible]
نکریگا کیونکہ یہہ دونوں بلدہ واجب التعظیم اسلامیہ نہیں ہیں اور اگر نزدیک ہنود کی مقام متبرک
پرستگاہ ہونگی اہل اسلام کو کیا مطلب جو خانہ سوا اونکا اور احوال حرمین شریفین کچھہ بالا اپنے اشعار
سے اس مقام میں مناسب معلوم ہوا **ابیات** سیاہ در مدینہ نور احمد [illegible] ازو روز لامع جمال مصطفی
لی پردہ یعنی چو خورشید [illegible] لامع بیاید کور چشم تیرہ باطن [illegible] گوشہ [illegible] ساطع
بروق [illegible] شد [illegible] تاریخ [illegible] نور [illegible] ساطع [illegible] فروزان شموس [illegible] طالع
نوازنا [illegible] نور [illegible] [illegible] با اصل خویش راجع [illegible] دشمن [illegible] خود [illegible]
و لیکن [illegible] نور [illegible] فطرت گردید صانع [illegible] فان الدین [illegible]

نقل فتوی مولانا محبوب علی صاحب مرادآبادی در باب
عدم جواز تعدد جمعه و تنقید الجواب در رد آن مشعر جواز تعدد
جمعه که جناب قدوة المحققین فخر زبدة المدققین استاذنا
مولانا محمد مظهر کریم دام ظله العالی بماه رمضان
سنه ۱۳۰۵ هجری بمقام شاهجهانپور رقم فرموده
بودند و علمای شاهجهانپور و لکهنو و رامپور و دهلی و
غیرهم تصدیق و قبول آن نموده مهور خودها
ثبت فرموده اند برای فائده خاص و عام
درینجا طبع نموده شد

استیذان عینا چنانچہ در امصار کفار این امور نیست احتیاط مذکور نیست پس خارج است از بحث
ما نحن فیہ و غلط است در مطلب و محض مغالطہ ہی برای عوام امر دیگر مقصود نیست چرا کہ جماعۃ ذاتا
صحیحہ مذہب امام مذکور درین ہنگام صریح اند بتوحد جماعت جمعہ با امام گردانیدن یک شخص
باجماع ناس و مخالف آن ہیچ یک روایت معتبر نیست و محقق نیست فی التہذیب اذا تعذر
الاستیذان من الامام فاجتمع الناس علی رجل یصلی بہم الجمعۃ جاز و فی الایضاح قال
ابو الحسن اذا تعذر تحصیل الاذان من الامام بغیبتہ او موتہ قبل ان یلی غیرہ فلا باس ان
یجمع الناس علی رجل یصلی بہم لان عثمان رضی اللہ عنہ لما حصر قدم الناس علیا رضی اللہ عنہ فصلی
بہم لانہم یحتاجون الی اقامۃ ہذا الفرض فاعتبر اجماعہم ۱۲ ابراہیم شاہی و فی الذخیرۃ من
العیون انہ یجوز لاجل الضرورۃ الا تری ان علیا رض صلی بالناس و عثمان رض محصور فاجتمع
الناس علی علی رض ۱۲ ابراہیم شاہی و او فعل ہی اہل العصر انفسہم نما فعل الا ان الناس اجتمعوا علیہ
عند ذلک یجوز لان الناس احتاجوا الی اقامۃ ہذا الفرض فاعتبر اجماعہم ۱۲ حاشیہ ہدایہ
بعلامت خود در آخر ۱۲ قال ابو بکر الرازی لو کان السلطان فاسقا فلہم ان یجتمعوا
علی رجل یصلی بہم الجمعۃ و یصیر کان الامام اذن لہم فیہ لتعذر استیذانہ کذا فی النتف
و فی نوادر ابن سماعۃ عن محمد رح اجتمع الناس علی رجل یجمع بہم جاز کذا فی الغرائب قال ابن سماعۃ
سمعت محمدا یقول لو ان اہل مصر مات والیہم لو لہا رجلا یصلی بہم جاز الا تری ان رجلا
لو قہرہم ظلما ثم صلی بہم الجمعۃ اجزأت ذلک ۱۲ قنیہ و اذا تعذر تحصیل الاذن من الامام بغیبتہ او موتہ
قبل ان تولی غیرہ فلا باس بان یجمع الناس علی رجل یصلی بہم کذا فی اللباب ۱۲ المعدن ۱۲ و اذا انصرفت
فصلی بہم خلیفۃ المیت او صاحب الشرط ای حاکم السیاسۃ او القاضی جاز فان لم یکن ثمۃ احد
منہم و اجتمع الناس علی رجل فصلی بہم جاز کذا فی السراجیۃ نصب العامۃ للخطیب غیر معتبر مع وجود
من ذکر اما مع عدمہم فیجوز للضرورۃ کذا فی الدر المختار و ان لم یکن ثمۃ قاض ولا خلیفۃ المیت
فاجتمع العامۃ علی تقدیم رجل جاز لمکان الضرورۃ ۱۲ قاضی خان و ان لم یکن احد من ہولاء فاجتمع
الناس علی واحد فصلی بہم جاز ۱۲ شرح صغیری شیخ دہلوی در صراط مستقیم می نویسد گفتہ اند
کہ در آن بلاد کہ ولاۃ آن کفار اند مسلمانان را میرسد کہ اقامت جمعہ و اعیاد کنند و اگر کی

قاضی سازند قاضی نشود شرح الصحیح مسلم بان نہی و همچنین ست در فصول عمادی و عالمگیری و
معراج الدرایة و غیره است دوم آنکه روایت جواز تعدد نماز جمعه مخالف ست مر روایات
صحیحه معتمده مذهب ابی حنیفه را و معارض ست بظاهر الروایت ظاهر الروایة از امام مذکور نیست و آن
تعدد غیر جائز العمل و نامعتبر اند اگرچه بعضی بران فتوی داده اند چرا که فتوی مخالف مذهب
پایه اعتبار ندارد و براین روایات معتبرات المفتی عندنا انه لا یفتی ولا یعمل الا بقول الامام الاعظم
ولا یعدل عنه الی قولهما و قول احدهما او غیره الا بالضرورة کمسئلة المزارعة وان صرح المشائخ
بان الفتوی علی قول غیره لانه صاحب المذهب الامام الاقدم فتاوی خیریه و غیرها از
کتب معتمده و فی شرح الوهبانیة اما لو قضی بما یخالف قضاء لیس من مجتهد معتقد بانها تخالف
مذهبه عامدا لا ینفذ اتفاقا وکذا ناسیا عندهما و به یختار و لا یعدل عن ظاهر الروایة الا ما صح و له
ما خرج عن ظاهر الروایة لیس مذهبا لابی حنیفة ولا قولا له فی البحر الرائق فی کتاب القضاء ما خرج عن ظاهر الروایة فهو مرجوع
عنه لما قرر فی الاصول من عدم امکان صدور قولین مختلفین متناقضین من مجتهد والمرجوع
عنه لم یبق قولا له فتاوی خیریه و ما خالف ظاهر الروایة لیس مذهبا لنا معاشر الحنفیة فتاوی
خیریه انما یجوز اقامة الجمعة فی المصر فی موضع واحد لا اکثر فی ظاهر الروایة عن ابی حنیفة مستملی
صغیری ۱۲ اتم اقامة الجمعة فی موضعین او اکثر من مصر واحد فی جوامع الفقه عن ابی حنیفة
روایتان والاظهر جوازها فی موضعین انتهی مستملی کبیری لا باس فی الجمعة فی موضعین او
ثلث فی مصر عند الشیبانی عن الامام روایتان والاظهر انه لا یجوز و هو الصحیح جواهر اخلاطی
قال الطحاوی الصحیح من مذهبنا انه لا یجوز اقامة الجمعة فی اکثر من موضع واحد فی مصر کذا فی
رحمة الامة فی اختلاف الائمة ۱۲ و اصله عند ابی حنیفة ره لا یجوز تعددها فی مصر واحد وکذا
روی اصحاب الاملاء عن ابی یوسف انه لا یجوز فی مسجدین فی مصر الا ان یکون بینهما نهر کبیر
حتی یکون کمصرین وکان یامر بقطع الجسر ببغداد فتح القدیر ازین روایات صحیحه معتمده واضح
گشت که قول تعدد نماز جمعه در یک شهر اگرچه دار الاسلام باشد خلاف ظاهر الروایة
و غیر مذهب ابی حنیفه است و قول او ان هذا جائز لیس بجید در فتح القدیر و بحر الرائق و عینی
و شرح مجمع و مبسوط سرخسی از تصحیح و فتوی بر جواز تعدد مذکور ست قطع نظر ازانکه محمول

ضعیف
بر تقدیر موجود بودن سلطان و تحصیل استیذان و مراد از تعدد و تکثر تا ثلثه است فقط
و خلاف ظاہر الروایت و مخالف مذہب امام ابی حنیفہ و غیر قابل اعتماد است پس آنکه جواز تعدد
جمعه از امام ابی حنیفه منقول سازد لازم است بروی که از کتب اصحاب حنفی مثل امام ابو یوسف
و محمد و حسن بن زیاد و زفر رحمهم الله با امام مذکور مستند گرداند و بدون آن قولش موقوف
و معتمد علیه نیست زیرا که مدار قرار یافتن مذہب امام بر نقل از کتب ایشان است دون
غیرہم و استناد این قول با امام ابی حنیفه از کتب اصحاب حنفی اصلا منقول نیست فلا یجوز
العمل به سیوم آنکه کسانیکه بجواز تعدد جمعه ہنگام بودن سلطان و تحصیل استیذان
قائل اند وجیہ است که مراد ایشان تا مواضع ثلثه فقط کنند تا کلام شان مخالف فتوای
تصحیح دیگر فقہا و محدثین مذہب حنفی منحصر جواز تکثیر جمعه در اثنین یا ثلثه نکرده
روایات من الخلاصة فی نوع منه اقامة الجمعة فی المصر فی موضعین تجوز عند ابی حنیفة
و ابی یوسف رح و لا تجوز فی ثلثة مواضع دستور القضاة و فی البدائع ان ظاہر الروایة
جوازها فی موضعین و لا یجوز فی اکثر من ذلک و علیه الاعتماد ١٢ و فی السراجیة اقامة الجمعة
فی مصر واحد فی موضعین الاصح انه یجوز و فی الغیاثیة لا باس للامام ان یجمع فی مصر فی
مسجدین و علیه الفتوی و عن محمد رح انه لا یجمع فی اکثر من مسجدین و علیه الفتوی فی بلاد
ما وراء النهر و روی عن الطحاوی انه قال لا باس بان یجمع الامام بالناس فی المصر فی مسجدین
و لا یجمع فی اکثر منهما و هکذا عن محمد رح و به ناخذ کذا فی المضمرات ١٢ لا تجوز الجمعة عند ابی یوسف
فی موضعین الا اذا کان مصر له جانبان فیصیر فی حکم مصرین کبغداد فتجوز حینئذ فی موضعین
دون الثلث و عند محمد رح لا باس بان یصلی فی موضعین او ثلثة سواء کان للمصر جانبان او
لم یکن و به یفتی ١٢ شرح وقایه و فی قاضیخان تجوز الجمعة فی مصر واحد فی موضعین فی قول
ابی یوسف رح و لا تجوز فی ثلثة مواضع و هکذا روی عن محمد رح و عنه انه لا تجوز فی مسجدین فی
مصر واحد الا ان یکون بینهما نهر کبیر فکان حکمه حکم مصرین فان لم یکن بینهما نهر کبیر فالجمعة
لمن سبق منهما فان صلوا معا فسدت صلوتهم جمیعا و عن محمد رح جواز الجمعة فی ثلثة
مواضع انتهی ١٢ و ادی الجمعة فی مصر ای فی مصر واحد فی مواضع ای فی ثلثة مواضع

عند ابی حنیفہ و محمد رہ و عند ابی یوسف رہ و تجوز فی موضعین کذا فی الکافی وہو روی عن ابی حنیفہ
رہ انہ لا یجوز اداء الجمعۃ فی موضعین فی مصر واحد کذا فی التبیین وذکر فی المنتقی ظاہر الروایۃ
انہ یجوز فی موضعین فی مصر واحد واجماعا علی [ذلک] من الروایات وذکر فی المختلفات ولا
یؤدی الجمعۃ فی مصر واحد الا موضع واحد رہ قال ابو یوسف رہ قال احمد یؤدی الجمعۃ فی مصر
واحد فی موضعین او اکثر اہلہ کبغداد والبصرۃ وانما اباح مواضع لان الجمعۃ لا تؤدی
علی ما زاد من الثلثۃ کذا فی شرح الکرخی سعد شرح کنز ۱۲ قال فی المحیط ولا باس بصلوۃ الجمعۃ
فی موضعین او ثلثۃ فی مصر واحد عند محمد رہ دفعا للحرج والمشقۃ عن الناس بتکلف المشی من
جانب المصر الی جانب آخر فصار کصلوۃ العید فی التجوز فی موضعین او ثلثۃ علامۃ قاسم
حنفی ۱۲ وعلی ہذا مشی فی الکنز وزاد الزیلعی کثیرۃ وہذہ الزیادۃ التی ہہنا لیس عندہ لہا وجود
فی الروایۃ بل کل من قال موضع او ثلثۃ وکل من قال موضعین او اکثر اراد ثلثۃ
فقط علامۃ قاسم حنفی ۱۲ قال فی شرح الطحاوی وذکر الکرخی فی مختصرہ عند محمد رہ یجوز اقامۃ
الجمعۃ فی مصر واحد فی موضعین و اکثر الکرخی الذی عبر عنہ فی شرح الطحاوی بان لا باس
لصلوۃ الجمعۃ فی المواضع والموضعین والثلثۃ عند محمد رہ فظہر ان مرادہ بالکثیر ثلثۃ فقط
وقطع القدوری من الاحتمالات فقال فی التقریب قال محمد رہ یجوز فی موضعین وثلثۃ
استحسانا ولا یجوز فیما زاد للاکتفاء بالصلوۃ فی طرفی المصر ووسطہ وقال فی شرح الکنز ہذا
اعظم البلد ولبعد اطرافہ وشق علی اہلہ السیر من طرف الی طرف آخر یجوز فی ثلث مواضع لاجل
ذلک وما زاد علی ذلک لا حاجۃ الیہ انتہی وہذا ینبغی ان قولہ فی مجمع البحرین واجازہ
مطلقا وقولہ فی الدرر واطلق خلاف الروایۃ عن محمد رہ علامہ قاسم حنفی ۱۲ پس از جملہ
مرویات مرقومہ ثابت و محقق گشت کہ تعدد نماز جمعہ در یک شہر وقت نبودن سلطان
بتعدد مساجد ان ہم مسجد کہ درین زمان مروج است غیر منقول و ناجائز است باتفاق
روایات و وقت بودن سلطان الخ ومذہب ابی حنیفہ بجا است و مرجوح و غیر مذہب
جواز تعدد تا ثلثہ است فقط و زیادہ از ثلثہ چنانکہ الان واقع است غیر مشروع و باطل
مسلمانان را لازم کہ از گفت و شنود کسی از اہل علم و غیرہ اقدام برین نماز نکنند تا در زمرہ

بسم الله الرحمن الرحیم

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم

هرچند که بودن نماز جمعه در یکجا مستحب و افضل و اولی است چه در آن کثرت اجتماع مسلمین و حسب
زیادتی ثواب نماز است ابن ماجه از انس رضی الله عنه از آنحضرت صلی الله علیه وسلم روایت
کرده که نماز مرد در خانه ثواب یک نماز دارد و در مسجد محله ثواب بست و پنج نماز دارد و در مسجد
جمعه ثواب پانصد نماز است پس در افضلیت و خیریت آن شکی نیست مگر فتوی بعدم جواز تعدد
جمعه قول ضعیف و مرجوح و مخالف مذهب مختار و غیر صحیح و ناجائز العمل است و مفتی که بکمال
طمطراق بسط و شرح در حرمت فتوی جواز بیان کرده محض تطویل لاطائل است کما سیظهر
و پس هرگز قابل استناد و اعتماد نیست چه او در روایات صحیحه معتمده مفتی بها که در باب جواز
تعدد بکتب متون و شروح معتبره که درین فتوی روایات آنها مندرج اند و دیگر کتب مذهب او
واقع اند یا عمداً برای مغالطه دهی عوام یا از راه قلت تدبر و سوء تفکر رقم فرساخته و با وصف
این معنی کلمات قبیحه ناشایسته مثل قوله قل جاء الحق وزهق الباطل بالائی بسم الله وقوله
از راه سوء تفکر و قلت تدبر برای مغالطه دهی عوام وقوله جمیع روایات منقوله در جواز تعدد
جمعه ضعیفه و مرجوح عنها و غیر قابل اعتماد و نامفید مطلب اند وقوله روایات تعدد غیر
جائز العمل و نامعتبر اند و مثل قوله فلا یجوز العمل به وقوله غیر مشروع و باطل انتهی در حق
قائلین جواز تعدد که اصحاب متون و جمله معتمدین محققین هستند فقها و محدثین مثل
مفتی الثقلین و ابن همام و صاحب در المختار و مصنف بحر الرائق و مجمع و عینی وغیره
انشاء کرده و بسیار زبان درازی درین فتوی از و سر زده در مسائل اختلافیه فیما بین
الفقها کدام کس را ایجو گستاخی و شناعت نمی رسد بالفعل اجمالا بتنقید بعض عبارات
این فتوی احقاقاً للحق و ابطالاً للباطل پرداخته و از کساد و زیوفت آن افتضاح
میشود و روایات صحیحه مفتی بها چند کتب معتبره در باب جواز تعدد نماز جمعه مندرج میگردد

قال المفتی علی جاء الحق و زہق الباطل بسم اللہ الرحمن الرحیم اقول قول شخصی اول بسم اللہ
غلط این بودہ است کہ بسم اللہ بقدیم آیت موصوفہ کردہ است و ابتدا بسم اللہ موافقاً
للحدیث و اتباعاً لتنظیم القرآن نکردہ پس در ابتر و نامقبول بودن این فتوی بموجب حدیث
شریف کل امر ذی بال لم یبدأ ببسم اللہ فھو ابتر محل شک تردد باقی نماندہ دوم انصاف
کردنیست کہ این آیت در کدام وقت در حق کدام وارد شدہ و مراد حق و باطل در انجا چیست
پس اتیان آیت درین مقام در حق علمائیکہ فتوی بجواز دادہ اند و مفتی قول آنرا باطل
تصور نمودہ بچہ مرتبہ سخت بودہ است و در حق علمای متبحرین مثل ابن ہمام وغیرہ چقدر
بدگمانی است اللہم احفظنا عنہ قال المفتی این فتوی بجہت رد و دفع جواز تعدد
جمعہ در شہر واحد مطلقاً در ہر موضع و مسجد کہ بعضی اشخاص از راہ سوء تفکر و قلت
تدبر برای مغالطہ دہی عوام فتوی دادہ اقول کسانیکہ فتوی بجواز تعدد دادہ اند
موافق مذہب مختار و معتمد و صحیح و مفتی بہ بودہ است چنانچہ عنقریب مذکور میشود
پس مراد این عبارت از راہ سوء تفکر و قلت تدبر برای مغالطہ دہی عوام منقلب شدہ
قضیہ منعکس شد و صاف و واضح گشت کہ این فتوی متضمن عدم جواز تعدد برای مغالطہ
دہی عوام بودہ است و مقصود از ان بجز شہرت نام خویش بسبب اعلان امر جدید
گو کہ خلاف مذہب مختار باشد معلوم نمیشود قولہ تعدد نماز جمعہ الی قولہ باتفاق مذاہب ائمہ
اربعہ ناجائز است اقول لعل المفتی لا یعلم معنی الاتفاق والاجماع بدانکہ معنی اتفاق
اینست کہ بجز آن دیگر روایت مخالف منقول نباشد و در تمام فتوی روایت صریح
کدام کتاب مشعر اتفاق بر عدم جواز تعدد جمعہ مذکور نیست نہ ضمنا مستنبط میشود بلکہ
از تمام مضامین فتوی و روایات منقولہ دران ظاہر و باہر است کہ درین مسئلہ ہرگز اتفاق
نیست و اختلاف صریح در مذہب امام اعظم بودہ است و خود درین فتوی روایات
کتاب فقہ مشتمل بر فتوی جواز تعدد جمعہ بد و جا یا سہ جا مذکور اند و مفتی بزعم خود روایات
منقولہ جواز تعدد را ضعیف و مرجوح انگاشتہ و در تمام فتوی اتفاق مذاہب ائمہ ثلثہ باقیہ
یعنی شافعی و مالک و احمد رحمہم اللہ مشعر بر عدم جواز تعدد منقول نیست بلکہ امام شافعی

بکدام روایت مذکور نیست پس ثبوت آن دعوی باتفاق مذاهب اربعه با عبارت محض بلا دلیل
و تهافت و تناقض صریح است پس هرگاه که آن دعوی متضمن اتفاق مذاهب اربعه خود از مضامین
عبارت فتوی اش کذب و یاوه متحقق گشت فقس علی هذا باقی کلامه و النصف
و اگر مراد مفتی از اتفاق امری دیگر بوده باشد فعلیه البیان ثانیا و اما قدحه ثالثا فان المفتی لا یعنیه
و اسامی کتب که درین فتوی روایات آنها مندرج است بتفصیل ذیل است باعتماد و سیکاه مرقوم
میشود الی قوله فتح القدیر هدایه اقول فی اصح باد که ازین عبارت فهمیده میشود که در هر کتاب
از جمله هشت مذکور فتوی عدم جواز تعدد مذکور است زیرا که از ملاحظه و غور عبارات کتب
منقوله واضح میشود که روایت صرف مستملی صغیر و مستملی کبیر و جواهر اخلاطی و فتح القدیر و شمنی
و رحمة الامة فی اختلاف الائمه یعنی شش کتاب متضمن عدم جواز تعدد جمعه موافق دعوی مفتی بود
اند و منجمله آنها چون اصل کتاب مستملی صغیر و مستملی کبیر و فتح القدیر و شمنی با عبارات مندرجه
فتوی مقابله کرده شد معلوم شد که در هر چهار کتب مذکوره فتوی بر جواز تعدد مفصل مذکور است
و لو کان اثنین مفتی از قبیل لا تقربوا الصلوة بترک و انتم سکاری تعدد مطلب خویش نقل کرده و از
تحریر کل عبارت المقام که از ان مفتی به بودن روایت جواز ظاهر و عیان بود قاصر گشته
خیانت در نقل کرده چنانچه بجای خود تصریح با آن خواهد رفت صرف جواهر اخلاطی و رحمة الامه
اینوقت یافته نشدند بدون مقابله با اصل هر دو کتاب هرگز بر تحریر و نقل مفتی اعتماد نماند نتیجه
چالاکی و صنعت در نقل روایات چهار کتب مذکوره کرده همچنان احتمال قوی است که حال آن دو
کتاب هم همچون طور بوده باشد و طرفه تر اینکه روایات بست و دو کتاب منجمله همین کتب مستنده
فتوی هذا ناطق برین اند که فتوی بر جواز تعدد جمعه بوده است چنانچه مفصل بیان خواهد شد پس
آنکه مفتی اندراج روایات کتب مذکوره جهت مزید اعتماد نوشته منعکس شد یعنی موجب مزید
بی اعتمادی و خیانت شد هرگاه که حال خطا و خیانت مفتی همچو مرتبه پس اعتماد هرگز درست
و جائز نیست و اجتناب از ان ضرور و قوله هذا انکه فتوی جواز الی قوله غیر قابل اعتماد و نافهمید
مطلب اندا قول از تحقیق و تصریح روایات صحیحه ثابت است که روایت جواز تعدد نماز جمعه
مفتی به و صحیح و مختار مذهب امام همام ابی حنیفه و ظاهر روایت و معتمد است پس عبارت

فتوی اندیاد لفظ عدم مابین لفظ فتوی و جواز و مابین لفظ در و جواز و لفظ تا درمیان لفظ
واحد و درست موافق روایات معتبره انسب و اولی است یعنی فتوی عدم جواز تعدد
جمعه چنانکه بعضی نوشته اند که در هر موضع که هر مسجد در شهر واحد نادرست است غیر
صحیح و مخالف مذهب امام همام ابی حنیفه و خلاف ظاهر الروایت است و جمیع روایات
منقوله در عدم جواز تعدد جمعه ضعیفه و مرجوح عنها و غیر قابل اعتماد و نامفید مطلب اند
قوله اول آنکه درین فتوی تا قوله معراج الدرایه و غرائب اقول در صورت جواز تعدد
جمعه یا عدم جواز استیذان سلطان یا اجتماع مسلمین بر شخصی در صورت تعذر استیذان
شرط است لا کلام فیه و هذا الامر لیس متنازعا فیما بیننا و بینکم و آنکه مفتی بکمال محبت و
دلسوزی عبارات تهذیب و ایضاح و ابراهیم شاهی و ذخیره و عیون و حاشیه بزازیه
و قنیه و نوادر بن سماعه و غرائب و لباب و معدن و سراجیه و در مختار و قاضیخان و
مستملی و جمعیه و شرح صراط مستقیم و فصول عمادی و عالمگیری و معراج الدرایه و بنایه
بمقام نقل کرده ناحق خون جگر خورده و مطلبش حاصل نشده چرا که مقصود مشار الیه از ورود
روایات عدم جواز تعدد نماز جمعه در صورت تعذر استیذان بوده است و از جمله
روایات همین مستفاد است که در صورت تعذر استیذان اگر مسلمین اجتماع کرده بر
شخصی نماز جمعه گزارند جائز است هر گاه که مدار جواز بر اجتماع مسلمین شده اگر مسلمین هر چند
کس اتفاق کرده نماز گزارند یا آنکه مسلمین یک شهر چند گروه شده هر گروه امام برای
نماز جمعه کرده پس آن نماز گزارند چنانچه سلطان را میرسد که چند کس را امام جمعه در شهر
واحد مقرر نماید پس بر واجب قواعد شرعیه کدام وجه مانع جواز است و اگر کدام کتاب تصریح
این معنی یافته نمیشود که تحجیر بکجا جائز نیست و تا وقتیکه روایت صریح کدام کتاب فقه متضمن عدم
جواز تعدد مفتی بیان نسازد قولش موقوف و معتمد نیست فافهم و تامل پس از نهمه محنت
مفتی رائگان شده و تیر بهدف مرام نرسید عفوا اسفا قوله دوم آنکه تا قوله متعاشر الحنفیه
فتاوی خیریه اقول ما حصل این عبارت آنست که ظاهر الروایه از امام اعظم ره عدم جواز
تعدد است و مفتی به و معمول مذهب امام و ظاهر روایت بوده است تعدد و آن از قول امام

بجانب قول غیر وی نمی رسد سلمنا که ظاهر الروایت مذهب مختار است لیکن گوکه
روایات مفتی بها و صحیحه ظاهر الروایت بوده اند کدام روایت صحیحه و مفتی بها خلاف
ظاهر الروایت نمی باشد الا نادرا و اشذ شذوذ و فهمیدن روایت صحیحه و مفتی بها خلاف
ظاهر الروایت از قلت تدبر است و فتوی بر قول امام اعظم رحمه الله و عدم عدول
از قولش بسوی اقوال صاحبیه و غیرهما از زمان مقدم است که مشایخ تصریح فتوی بر قول
غیر وی نداده باشند کما صرح فی خزانة المفتین والتجنیس وشرح الطحاوی ومختار الاختیار
و از تتبع مسائل جزئیه مذکوره اصحاب متون و کتب معتبره همین مستنبط است که بعض جا
بر قول صاحبیه و جائی بر قول ابی یوسف یا محمد فتوی بوده است چنانچه در شرح
وقایه در بیان وقت مغرب و در باب عدم جواز قضاء قاضی مخالف مذهب خود
بجواز بر قول صاحبیه گفته و به یفتی والفتوی علی قولهما و در اکثر کتب فتوی بر قول امام محمد
بطهارت آب مستعمل مذکور است و صدها مسائل چنان بوده است غالباً مفتی را
هم ازان انکار نبوده باشد و امر بدیهی انکار چگونه می توان کرد و با اینهمه علما که فتوی
بجواز قضا نداده اند درین باب قول صحیح امام اعظم و مذهب مختار وی اختیار کرده اند
نه قول غیر وی پس روایت فتاوی خیریه و بحر الرائق مضر مطلب ما نبوده اند بلکه موید مقصود
ما و آنکه مفتی عبارت در مختار یا نقلا من شرح الوهبانیه درین مقام آورده محض بیکار افتاده
و کدام مطلب مفتی ازان واضح نمیشود زیرا که ترجمه عبارت مذکوره اینست که قضاء
قاضی که مجتهد نیست مانند حنفیه زمانها بخلاف مذهب خود قصدا نافذ نیست اتفاقا.
همچنین با نسبت بعده صاحبیه این مضمون و مسئله متنازعه کدام مناسبت و با اصل
مطالب چه تعلق دارد ظاهرا دریافت میشود که مفتی براه غلطی ضمیر مذهب بسوی امام
راجع کرده بزعم خویش معنی دیگر تراشیده مستند گردانیده ولا یخفی سخافة هذا القول
اکنون حال خوش فهمی مفتی بهمچو مرتبه رسیده است پس عبارات مستخرجه او چگونه اعتماد
کرده شود و فتوی او لائق اطمینان کی بوده است اعاذنا الله من سوء الفهم قوله انما یجوز
اقامة الجمعة فی المصر فی موضع واحد لا اثنان فی ظاهر الروایة عن ابی حنیفة مستملی صغیری

اقول مفتی آخر عبارت این کتاب نقل نکرده چراکه مضر مطلبش بوده وآن اینست وعنه
کقول محمد انها تجوز فی مواضع متعددة قیل هو الاصح ولفظ هو الاصح از علامات مفتی به
بوده است قال فی الدر المختار لفظ الاصح آکد من لفظ الصحیح قوله تجوز اقامة الجمعة فی موضعین
او اکثر من مصر واحد فی جوامع الفقه عن ابی حنیفة روایتان و الاظهر عدم جوازها فی موضعین
انتهی مستملی کبیر ۱۲ اقول تمامه هذه العبارة قال شمس الائمة السرخسی فی المبسوط الصحیح
من قول ابی حنیفة و محمد جوازها و عن ابی یوسف رح انه یجوز فی موضعین لا غیر و عنه لا یجوز
بمصر فی موضعین الا ان یکون بینهما نهر فاصل از تمام عبارت این هر دو کتاب صراحت
واضح گشت که روایت صحیح اصح از امام اعظم جواز تعدد است و مفتی بقدر مطلب خود
نقل روایت کرده در حاشیه بزدوی آورده که لفظ صحیح تقاضا میکند که غیر آن صحیح
نباشد کما فی مختار الاختیار کذا فی السراج المنیر فتلخص من کلیهما ان الفتوی علی جواز
التعدد لقول الامام الاعظم رح و هو مقصودنا قوله بلا باس فی الجمعة الی قوله کذا فی
رحمة الامة فی اختلاف الائمة این هر دو کتاب فی الحال یافته نشدند بدون مقابله
با اصل نسخ در باب تصحیح یا عدم تصحیح چیزی گفتن نمی توانم ولو سلمنا ان ما حرر فی هذا
الفتوی مثبت فی اصل الکتابین بمقابله روایات صاحب کنز الدقائق و شارحین آن
و در المختار و بحر الرائق و عالمگیری و کافی نموده اند فلا اعتبار بهما قوله و اصله عند ابی حنیفة
رح الی قوله بعدد فتح القدیر عجب است از مفتی که تمام قول صاحب فتح القدیر درینجا
نقل نکرده در کتاب مذکور صریح جواز تعدد در مفتی به بعدد ذکر کرده گفته به ناخذ و در باب
امامت بر همین قول علیه الفتوی گفته قوله از این روایات صحیحه معتمده واضح گشت که قول
تعدد نماز جمعه در یک شهر اگرچه دار الاسلام باشد خلاف ظاهر الروایت و غیر مذهب (?)
ابی حنیفه است و عمل بر این ناجائز اقول حال روایات منقوله دریافت شد که در چهار
کتاب مذکوره فتوی و تصحیح روایت جواز تعدد بوده است و در دو باقیمانده آنچه قول
وقال است بیان نموده شد اگر کسی گوید که حمادی اعلم علمای ما و معتقد ترین فقهای حنفیه بوده
است و در رحمة الامة روایت از حمادی آورده شده است که صحیح از مذهب ابی حنیفه

تعدد بوده است پس روایت عدم جواز صحیح و مذهب مختار باشد گوییم اولا در اصل کتاب
یا طحاوی این روایت بمقابله کرده نشده و بر تحریر مفتی مطلقا اعتماد نیست چرا که او در نقل
روایات خیانت بکار برده چنانچه آنفا گذشت و گو فرضا آن روایة رحمة الله
بالاصل خود در روایت فتاوی ماوراء النهر و غرائب سند رجه فتوی مفتی معلوم میشود که
امام طحاوی تعدد نماز جمعه بدو جا جائز است و به ماخذ این روایت مرقوم است فاختلف
قول الطحاوی و تصحیحه فرجحنا من قولیه ما هو الموافق لتصحیح الکتب المعتمدة و فتوی العلماء الثقات
از جملة التعدد بعض از روایات منقوله مفتی صحت و فتوی عدم جواز تعدد ثابت گشته
و کلامش ضعیف و ناجائز العمل آنچه قوله لیس الخ در فتح القدیر و بحر الرائق و عینی و شرح مجمع
و مبسوط و سرخسی از تصحیح و فتوی بر جواز تعدد مذکور است قطع نظر از آنکه محمول بر تقدیر
موجود بودن سلطان و تحصیل استیذان و مراد از تعدد و تکثر ما فوق ثلثه است فقط ضعیف
و خلاف ظاهر الروایت و مخالف مذهب ابی حنیفه و غیر قابل اعتماد است انتهی سبحان
الله بدین فقه و علم مفتی که تصحیح و فتوی این همه علماء کبار را ضعیف و غیر قابل اعتماد گفته
هر یک ازین پنج مذکوران از معتمدترین و محقق ترین علماء حنفیه اینچنان بوده است که
بمقابله قول واحد ازین بزرگان اقوال صاحبان فتاوی کثیره بجوی نمی خرد چه جای آنکه
این هر پنج متفق بر امری حکم بتصحیح و فتوی داده باشند و آن قول ضعیف و مرجوح باشد و بر ماهران
علم فقه و افتا مخفی و محجوب نیست که اگر اینها بامری حکم تصحیح و فتوی باتفاق دهند قول
مخالف آن ضعیف و مرجوح و قابل اعتماد مطلقا نیست و تعجب است از مفتی که با
این جمله قول صاحب فتح القدیر را که ظاهر است خود در باب عدم جواز تعدد جمعه نقل کرده
و باز قول مفتی همون صاحب فتح القدیر را مردود و بیمار داد اگر قولش ضعیف و غیر معتمد
بود چرا مستند خویش گردانید و آنکه مفتی گفته که مراد از تعدد و تکثر ما فوق ثلثه است
فقط مضحکه صبیان دبستان است فضلا عن طلبة العلم و العلماء و این مراد ذهنی
صرف مفتی بوده است مراد علماء مذکورین از ثلثه نیست بل عموما و مطلقا
بوده است چنانچه معه وجوهات ازما تحت این … معلوم میشود و درینجا ضرورا …

نقل روایات بعضی بہا در باب جواز تعدد نمودہ شود فاسمع ایہا المفتی وارجع عن
قولک الضعیف المرجوح واختر ما ہو المفتی بہ والصحیح المختار من مذہب ائمتنا وتؤدی الجمعۃ
فی مصر واحد فی مواضع کثیرۃ وہو قول ابی حنیفۃ ومحمد رحمہما اللہ وہو الاصح وذکر الامام السرخسی انہ
الصحیح من مذہب ابی حنیفۃ وبہ ناخذ ہکذا فی البحر الرائق ۱۲ فتاوی عالمگیری در کنز الدقائق
گفتہ کہ ادای جمعہ در یک شہر در مواضع روا است و در حاشیہ از امام سرخسی گفتہ کہ صحیح
از قول طرفین این است و در برکاری گفتہ کہ اقامت جمعہ در شہر در اکثر از دو جا روا است
بر صحیح و در فتح القدیر گفتہ وبہ ناخذ و نزدیک امام ابی یوسف بیش از دو جا روا نیست
کما فی السراجیۃ ۱۲ فتاوی برہنہ وتؤدی الجمعۃ فی مصر واحد فی ثلثۃ مواضع عند الطرفین
وعند الثانی تؤدی فی موضعین فقط وتجمع اکثر من مسجدین وعلیہ الفتوی کما فی الحمادیۃ
وہو الصحیح کما فی شرح ابی المکارم ۱۲ سراج المنیر و جائز است جمعہ در یک مصر در مواضع
کثیرہ نزد ابی حنیفۃ و بروایتی از امام محمد رح و ہمین است ہو الاصح و نزد شافعی و محمد بیک
موضع جائز نیست و بقول ابو یوسف در دو موضع جائز است و بروایتی از وی جوی بزرگ
بمیان آن ہر دو موضع شرط است ۱۲ تہذیب الصلوۃ قال مفتی الثقلین الصحیح من
قول الاعظم والربانی ان یؤدی فی مصر واحد فی مواضع کثیرۃ ۱۲ چلپی حاشیہ شرح وقایہ
در یک شہر در مواضع متعددہ نماز جمعہ جائز است وہو الاصح کما فی الزیلعی وعلیہ
الفتوی کما فی فتح القدیر وذکر الامام السرخسی وہو الصحیح وبہ ناخذ ۱۲ مفتاح الصلوۃ
من الفتاوی الغیاثیۃ لا بأس للامام ان یجمع فی مصرہ مسجدین ہکذا روی عن محمد رح
وعلیہ الفتوی وعن محمد رح انہ یجمع اکثر من مسجدین وعلیہ الفتوی من حاشیۃ المنظومۃ الصحیح
من قول ابی حنیفۃ ومحمد رح انہ یجوز اقامۃ الجمعۃ فی مصر واحد فی موضعین او اکثر من ذلک
کذا فی المبسوط ۱۲ فتاوی حمادیہ وجاز اقامتہا فی الموضعین او اکثر فی مصر واحد فی الثانی
وہو الصحیح وعن ابی یوسف اولا انہ یجوز فی الموضعین مطلقا دون الاکثر و آخرا انہ لا یجوز
فی الموضعین الا اذا کان ہناک نہر فاصل ۱۲ ابو المکارم لو اقیمت الجمعۃ فی مصر فی
مواضع ففی المذہب اربع روایات اولہا عن ابی حنیفۃ ومحمد رح صحتہا [illegible]

التعدد في موضعين والكثر لان في عدم جواز تعددها حرجا والحرج مرفوع فصارت كصلوة
العيد ثم منها عن ابي حنيفة لا يجوز في اكثر من موضع واحد لان الجمعة من اعلام الدين
لا يجوز تقليل جماعتها وفي جوازها في مكانين تقليلها ثم ثانيها عن ابي حنيفة وصاحبيه يجوز
في موضعين لا غير نظرا الى وجهي الروايتين الاوليين ثم ثالثها عن ابي يوسف يجوز في موضعين اذا
كان المصر كبيرا او حال بين الجانبين نهر كبغداد وفي شرح المجمع ان ابا يوسف رجع الى هذه
الرواية ۱۲ شمني شرح مختصر الوقاية وتؤدي الجمعة في مصر واحد في مواضع متعددة عن ابي حنيفة
في الصحيح وهو قول محمد والشافعي ومالك رحمهم الله وعن ابي حنيفة لا يجوز الا في موضع واحد
وهو قول الشافعي وعن ابي حنيفة لا يجوز في موضعين الا ان يكون بينهما نهر فاصل كبغداد و
سمرقند وهو قول احمد ۱۲ عيني شرح كنز وتؤدي في مصر في مواضع قال شمس الائمة السرخسي
اختلفت الروايات في اقامة الجمعة في موضعين في مصر واحد فالصحيح من قول ابي حنيفة
ومحمد انه يجوز اقامة الجمعة في مصر واحد في موضعين او اكثر من ذلك خلافا للشافعي وعن
ابي يوسف رح يجوز في موضعين لا غير وعنه لا يجوز في موضعين الا ان يكون نهر فاصل فيصير
يكون كل جانب كمصر له ان اقامة الجمعة من اعلام الدين فلا يجوز تقليلها وفي ادائها
في موضعين تقليلها ولهما قوله عليه الصلوة والسلام لا جمعة ولا تشريق الا في مصر جامع
فقد شرط لجواز الجمعة المصر الجامع وهذا الشرط موجود في كل فريق ولان الحرج مدفوع
وفي القول بانه لا يجوز الا في موضع واحد حرج وتصحيح القنية فقد يكون بين اهل مصر واحد
اختلاف بحيث لو اجتمعوا في موضع لهاجت الفتنة وقد ظهر بذلك فيهما ۱۲ كافي شرح وافي
دريك شهر جمعه چند جا جائز است وبروايتي از امام اعظم بيش از يكجا جائز نيست وهم روايتي
از ابي يوسف است كه اگر درميان شهر نهر جاري باشد بهر دو جانب آن جمعه
خواندن جائز است ۱۲ مالا بد ودر حاشيه مالا بد مطبوعه لكهنو به قول چند جا جائز است
در حاشيه نوشته ظاهر مذهب وروايت راجح ومفتي به همين است وهم درمفتاح
دركتاب چهاپه دهلي مصححه مولوي نور الدين حسن مرحوم همين است مذهب مختار و
همين است فتوى براى دفع حرج چنانچه عيني در شرح مجمع وابن همام در فتح القدير

در باب ما نحن فیه بیان نموده تا ترجیح در البحار و سوای این عبارت مستملی صغیر و کبیر
و فتح القدیر سابق مذکور گشت و علاوه برین از روایات فتاوی خلاصه و دستور
القضاة و بدایع و سراجیه و وهبه و فتاوی ماوراء النهر و غرائب و شرح وقایه و قاضیخان
و تصحیح و ملتقی و شرح کنز جی و معدن و محیط و کنز و زیلعی و شرح طحاوی و تقریب و درتی
و مجمع البحرین و دیگر مفتی و دین فتوی نقل کرده است ثابت و متحقق است که فتوی
بر جواز تعدد نماز جمعه بوده است و لو کان موضعین او اکثر پس هرگاه که از چندین
کتب معتبره کثیره واضح گشته که قول مفتی به و صحیح جواز تعدد است پس بر تصحیح
جواهر اخلاطی و رحمة الامه علی تقدیر صحة الروایة چه اعتماد قول معتمد و معمول و مفتی به
جواز تعدد جمعه در چند جا بوده است و هو الذی ارتضاه صاحب المتون و مفتی را
لازم و واجب بود که مسئله اختلاف جواز و عدم جواز در متون و دیگر کتب معتمده
ملاحظه کرده آنچه در متون مختار و مفتی به می بود آنرا اختیار میکردند که قول غیر اصحاب
متون را اختیار سازد و طعن و تشنیع بر آنها نماید قال فی السراج المنیر و العمل علی
ما هو فی المتون و اذا تعارض ما فی المتون و الفتاوی و المعتمد ما فی المتون و کذا یقدم
ما فی الشروح علی ما فی الفتاوی کما فی البحر الرائق و فی الحموی شرح الاشباه
و النظائر ان ما فی المتون و الشروح مقدم علی ما فی الفتاوی انتهی و سوای این
در تمام بلاد و شهرها از قدیم تا الآن همین معمول و دستور است که در یک شهر جاها
نماز جمعه میشود و دران شهر با صدها علما گذشته اند و موجود باشند بلا نکیر در مسجدها نماز گزارده
پس این تعامل و تعارف و توارث صدها ساله در تمام شهرها دلیل قوی بر فتوی جواز
تعدد بوده است فی القنیه لیس للقاضی و المفتی ان یحکما علی ظاهر المذهب و یترکان
العرف و نیز در گزاردن نماز جمعه یکجا حرج است و در ادای در چند جا اسهل و ایسر در
حق مصلین است بموجب روایات فقهیه مفتی را لازم بود که آنچه ایسر و اسهل در
حق مصلین بود بران فتوی میداد و ثم ینبغی للمفتی ان یفتی الناس بما هو اسهل علیهم
ست کما قال الامام البزدوی فی شرح الجامع الصغیر و ینبغی للمفتی ان یاخذ بما الایسر

فی حق غیره خصوصا فی حق الضعفاء لقوله صلعم لعلی ومعاذ رضی الله عنهما حین بعثهما الی الیمن
یسّرا ولا تعسّرا او طرفه تر اینکه کدام روایت صریح بلفظ علیه الفتوی یا به یفتی در باب عدم
جواز تعدد مفتی نقل نکرده بلکه در روایات منقوله فتوی او در باب جواز تعدد لفظ به یفتی ناقلا
من شرح الوقایه و علیه الفتوی ناقلا من الغیاثیه و به ناخذ ناقلا من الغرائب موجود است
و [illegible] به تحریر جه این کاتب چند جا لفظ علیه الفتوی مذکور است و بموجب روایات
فقهیه احدی را جائز نیست که خلاف نسبه یفتی فتوی دهد و قول غیر مفتی به اختیار نماید قال
فی الدر المختار ثم رایت فی رسالة آداب المفتین اذا ذیّلت روایة فی کتاب معتمد
بالاصح والاولی والاوفق ونحوها فله ان یفتی بها و بمخالفها ایضا واذا ذیّلت بالصحیح او
الماخوذ او به یفتی او علیه الفتوی لم یفت بمخالفه ۱۲ فی الشرح المنیر و چون [illegible] باشد بلفظ
علیه الفتوی و هو الصحیح و هو الماخوذ للفتوی یا به یفتی و آنچه مانند آنست مفتی را جائز نیست
که بخلاف آن فتوی دهد ۱۲ قوله هرگاه جواز تعدد از امام ابی حنیفه الی قوله فلا یجوز العمل
اقول ازین عبارت مستنبط میشود که مفتی از آداب مفتین خبر ندارد و در علم فقه اصلا و ابدا
مزاولت حاصل نیست ورنه اینچنین کلام مشکل منفند زیرا که او میگوید که بدون نقل روایت
امام از کتاب امام ابی یوسف و محمد و زفر و حسن [illegible] بر ناید قول موثوق و معتمد نیست
و این کلام او مقتضا خلاف اجماع و قرارداد علمای فقهیه بوده است مفتی را باید که این کلام
خود روایت کدام کتاب فقه نقل نماید و بدون استناد کدام روایت خلاف دعوی بلا دلیل
است هزارها مسئله در تمام کتب فقه اینچنان بوده اند که در آن روایت خاص از کتب شاگردان
امام اعظم منقول نیست و در اکثر کتب حواله کتاب دیگر غیر کتب شاگردان امام کرده که نزد
امام اعظم چنان و چنین است خصوصا اصحاب متون جائی نقل نکرده که امام ابی یوسف یا امام
محمد در فلان کتاب چنین از امام نقل کرده و نزد جمله علما همگی مسائل مذکوره کتب معتمد بوده اند
و کسی جرح نموده که صاحب وقایه یا کنز الدقائق مثلا کدام مسئله مذهب امام اعظم ره بیان
کرده روایت کدام کتاب شاگردان او نقل نکرده لا حاصل مقلد را نقل عبارات کتب مشهوره
کافی است شرط نقل کتب مصنفه شاگردان امام نبوده است قال فی القنیه فی اصول

الفقه لابی بکر الرازی فاما ما یوجد من کلام رجل ومذهبه فی کتاب معروف به
قد تداولته النسخ یحل لمن نظر فیه ان یقول قال فلان کذا وان لم یسمعه من احد
نحو کتب محمد بن الحسن وکالموطا لمالک ونحوهما من الکتب المصنفة فی اصناف
العلوم لان وجودها علی هذا الوصف بمنزلة الخبر المتواتر والاستفاضة لا
یحتاج مثله الی اسناد ۱۲ فی الفصول العمادی وان لم یکن المفتی من اهل الاجتهاد
لا یحل له ان یفتی الا بطریق الحکایة فیحکی ما یحفظ من اقوال الفقهاء ۱۲ فی السراج
المنیر وانعقد الاجماع علی جواز النقل من الکتب المعتمدة ولا یشترط اتصال السند
الی مصنفها ویجوز الاعتماد علی خط المفتی اخذا من قولهم با وصف [illegible]
خویش کدام روایت خاص از کتب شاگردان امام اعظم درین فتوی بنا ورده ولیس قول [illegible] بود
بیان او موثوق و معتمد نیست فلا یجوز به العمل قوله سوم آنکه سابقا تا قوله با این روایات اقول الحمد
درین مقام خود مفتی میگوید که فتوی و تصحیح دیگر فقهای محققین حسب مذهب حنفی به جواز تکثیر جمعه با ثنین
یا ثلثه است غایت الاتفاق بعدم الجواز از [illegible] فتوی الوجوه ست که کلام ما بسته بطلان
کلام ما قبل میباید و لیس الخلاصه فی نوع منه تا قوله [illegible] علامه قاسم حنفی [illegible]
ازینهمه روایات صاف واضح گشت که جواز تعدد جمعه [illegible] صحیح
ظاهر الروایت بوده است هرچند که مفتی [illegible] جواز تعدد
بهم رسانید و تدبیر و حیله ها بسیار برانگیخته که موجب آنکه [illegible] از
روایات منقوله [illegible] و ایضاح الحق کما ینبغی شد بدانکه مفتی میگوید که مراد از
مواضع کثیره و متعدده بهر کتابیکه واقع شده از ثلثه بوده است [illegible] است بلکه مراد
عموم مطلق بوده است و درین مقام مفتی روایات فقهیه که نقل کرده شرح رای علامه
قاسم حنفی از جمله روایات همین صحیح است که نزد بعضی فتوی به جواز تعدد در دو جا
و نزد بعضی در سه جا بوده است و در بعض تصریح این معنی است که از سه جا زیاده جائز
نیست پس ازین معنی بودن مراد از مواضع کثیره ثلثه متحقق نشد و بعضی در بعض کتابها
صراحة نگفته که جابجا مواضع کثیره منقولات شده مراد از آن ثلثه بوده است و اگر گفته

شود که هرگاه که بکتاب دستور القضاة و بدایع و فتاوی ماوراء النهر و غیر آنست و در فتاوی قاضیخان بعد از
تصریح عدم جواز جمعه زیاده از دو جا منقول است و در تقریب قدوری آمده لا تجوز فی اکثر من
ای علی الثلثة پس بنا بر تطبیق و توفیق روایات مراد از مواضع کثیره صرف ثلثه بوده است
اگر گوییم که تطبیق و تحقیق روایات ممکن نیست اختلاف صریح در روایات بوده است بعضی
میگویند که زیاده از دو جا جائز نیست و بعضی میگویند که جواز صرف تا ثلثه است و بعضی
بران ترقی کرده که زیاده از سه جا جائز نیست و بعضی قائل اند که عموما و مطلقا جائز است
سه جا باشد یا زیاده ازان و اختلاف العلماء رحمة وارد است پس توفیق فیما بین روایات
متضاده ممکن نیست و آنکه قدوری گفته زیاده بر سه جا جائز نیست صرف ناقل روایت و مذهب
خود بوده است این معنی نگفته که مراد از مواضع بهر کتابیکه واقع شده ثلثه بوده است پس جمله
روایات مذکوره که مفتی درین مقام شواهد برای خود آورده ایشان همه روایات شواهد باشند بدل علیها
و تمام محنت و سعی مفتی بیفائده افتاد باقی ماند صرف عبارت علامه قاسم حنفی که دران تصریح
اینمعنی بوده است که بهر جا که لفظ مواضع واقع شده ازان مراد ثلثه است جوابش اینکه اولا
حال علامه قاسم حنفی دریافت نیست که کدام شخص و چه مرتبه است و در کدام کتاب این عبارت واقع شده
تا وقتیکه حال این کتاب معتبر معلوم نشود لائق اعتماد نیست صاحب خزانة الروایات میگوید
لو کان الکتاب غیر مشهور فیما بین العلماء فلا وثوق به و خود از عبارت مجمع البحرین در رسالهٔ علامه
قاسم حنفی بکلام خود آورده واضح است که مراد از ثلثه مطلق و عموم بوده است و آنکه علامه
قاسم حنفی گفته که عموم و مطلق خلاف روایت مرویه از محمد است لا نسلم از خلاف الروایة
عن محمد رح بزعم خود علامه قاسم حنفی خلاف روایت قرار داده زیرا که روایت صریح از امام
محمد وارد است که در دو جا و زیاده ازان جائز است چنانچه روایات متعدده سابق مذکور شد بل
فی عبارات الکتب المذکورة بتنقیح ذلک المقال و اگر مراد از مواضع کثیره و متعدده صرف ثلثه
می بود چه ضرورت واقع بود که اصحاب متون و مصنفان کتب معتبره لفظ ثلث که اخصر بود
ترک کرده بجای آن لفظ اکثر من ثلث یا بمواضع متعدده و کثیره بکلام خود یا می آوردند و در
متون لفظ مواضع بصیغه جمع گذشت که مراد ازان زیاده از ثلثه الی غیر النهایة می تواند بود

الی آخرہ تمام عبارت شمنی بالا گذشت فقد کرو در ہمقام روایت اصح کہ مفتی بہ است
ترک کردہ اللہم الطفنا بالحق والصواب واہدنا الصراط المستقیم واحفظنا عن سوء الفہم
والتحریف والاعتساف واللہ اعلم بالصواب حررہ محمد مظہر کریم غفر اللہ ذنوبہ ١٤ رمضان
المبارک سنہ ١٢٨٥ ہجری مقدسہ بعد ازین بر ہر دو فتوی عبارت چند کتب معتمدہ دیگر
مشتمل بر انکہ صحیح و مختار بودن روایت جواز تعدد و مشتمل بر مرجوحیت و ضعف روایت
عدم جواز تعدد بہر سبیل ندرت و تصریحاً لا احتمالاً مندرج میشود فی الارکان الاربع لمولانا ملک
العلماء بحر العلوم استاذ الاساتذہ عبد العلی محمد بن مولانا قدوۃ المحققین والمدققین استاذ
الامام بحر العلماء مولانا محمد نظام الدین قدس سرہما ولاجل ان الجمعۃ جامعۃ للجماعات قال
الامام ابو یوسف رہ لا یجوز تعدد الجمع فی مصر واحد وہو روایۃ عن الامام ابی حنیفۃ رہ وبہ
قال الشافعی فانہ لو جاز التعدد لما کان احد منہا جامعا للجماعات وقال محمد رہ ورواہ
عن الامام ابی حنیفۃ رح وہذہ الروایۃ ہی المختارۃ وعلیہ الفتوی انہ یجوز تعدد الجمعۃ مطلقا
اثنین او اکثر وقولہم الجمعۃ جامعۃ للجماعات ان ارادوا بالجماعات التی تعتبر للجمعۃ فمسلم و
لا یلزم منہ نفی التعدد وان ارادوا انہا جامعۃ للجماعات کلہا یعنی انہا لا یصح بہا الا جماعۃ
واحدۃ فہو ممنوع لا بد لہ من دلیل وربما صح عن امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ انہ ادی تعدد
الجمعۃ وہذا الاثر صحیح صححہ ابن تیمیۃ فی منہاج السنۃ ثم فیما ذہب الیہ الشافعی حرج
عظیم لانہ قد یکون طول المصر وعرضہ فراسخ لا یستطیع ان یجیء من طرف الی المسجد الجامع
ثم یثبت الی الحرج عظیم وہو مدفوع فی الشرع ولعلہ لہذا الحرج جوز الامام ابو یوسف
رحمہ اللہ تعددہا اذا کان فی المصر نہر عظیم فیجوز تعدد
جمعۃ فی مسجد وجمعۃ فی اخری بینہما نہر فنقول کذا یلزم الحرج اذا کان المصر
طویلا والمسکن فیہ نہر ثم صلوۃ الجمعۃ فرض مثل سائر الصلوۃ فلا یتقید بالتوحد ولم یقم
الیہ دلیل سمعی ولا عقلی ١٢ وفی تنویر الابصار وتؤدی فی مصر واحد بمواضع کثیرۃ وفی
در مختار مطلقا وفی حاشیۃ الشرح للطحطاوی ای سواء کان ہناک ضرورۃ ام لا فصل
بین جانبی البلد نہر ام لا وفی شرح [illegible] وہو المذہب وعلیہ الفتوی شرح المجمع للعینی

مذا منه فتح القدير دفعا للحرج وفي الحاشية المذكورة وذلك لان في التزام اتحاد الموضع
حرجا بينا لاستدعائه تطويل المسافة على اكثر الحاضرين ولم يوجد دليل على عدم التعدد
بل قضية الضرورة عدم اشتراطه سيما اذا كان مصرا كبيرا كما قاله الكمال وقد قال الله تعالى
لا يكلف الله نفسا الا وسعها وما جعل عليكم في الدين من حرج ۱۲ في البحر الرائق وبما ذكرنا
اندفع ما في البدائع من ان ظاهر الرواية جوازها في موضعين ولا يجوز في اكثر من ذلك وعليه
الاعتماد انتهى فان المذهب الجواز مطلقا في فتاوى [illegible] من حاشية [illegible] والصحيح
من قول ابي حنيفة ومحمد رح انه يجوز اقامة الجمعة في مصر واحد في موضعين او اكثر من ذلك
كذا في المبسوط وفي منح الغفار شرح تنوير الابصار في شرح القول المذكور بانه ظاهر الرواية
وغيره وبعده قال وذكر في بعض المعتبرات ان ظاهر الرواية جوازها في موضعين ولا يجوز
في اكثر من ذلك وعليه الاعتماد ولكن المذهب ما ذكرنا ۱۲ في البرهان شرح مواهب الرحمن
وتعددها اي الجمعة في مواضع كثيرة في مصر واحد جائز عند ابي حنيفة رح قال السرخسي في الصحيح
مذهبه وبه قال محمد رح وفي رواية لا يجوز في مصر واحد الا في جامع واحد واشترط ابو يوسف
آخرا لجوازها في موضعين حيلولة نهر كبير فاصل بينهما حتى يكون كمصرين وكان يقول
اولا بجوازها في موضعين اذا كان المصر عظيما لا في اكثر ثم رجع الى ما فصلناه وجه رواية
المنع انها سميت جمعة لاستدعائها الجماعات اليها فلا يجوز التفريق ووجه الصحيح
الافتراق لا جمعة الا في مصر شرط المصر لاقامتها وانه موجود في حق كل فريق ۱۲ وفي شرح الكنز
ولو ادي الجمعة في مصر في مواضع لا يمتنع لان شرط جواز الجمعة المصر الجامع وهذا الشرط موجود
في كل فريق خلافا للشافعي قال شمس الائمة السرخسي اختلفت الروايات في اقامة
الجمعة في موضعين في مصر واحد فالصحيح من قول ابي حنيفة ومحمد رح انه يجوز اقامة الجمعة
في مصر واحد في موضعين او اكثر من ذلك ۱۲ في فتاوى مجمع البركات عبارة العالمگيرية
بعينها ۱۲ في جامع الصغير الحسامي والمعارضة على سبيل الموافقة بدعته بان يصلي الجمعة
في موضعين فهذا اولى في عصام حاشية شرح الوقاية وفي خزانة المفتين انه لا يزيد على
ثلاثة عند محمد وفي الزاهدي انه يزيد ۱۲ وفي شرح الطحاوي يجوز اقامة الجمعة في موضعين

الجمعة فی مصرین بینهما مسافة بعیدة ولعل المفتی المانع ایضاً یسلمه اما در باب تعدد فی مصر
واحد اگرچه بعضی از فقها بطرف عدم جواز رفته اند و ظاهر الروایه ومفتی به وجوب توحد را
گفته اند لیکن معتبر و مختار و ظاهر الروایة روایت صحیحه ومفتی بها از طرفین جواز تعدد است
مطلقا هذا هو المحقق عند الفقهاء المعتمدین المشار الیهم بالبیان لا ینبغی لاحد خلافهم و نقل
روایات مندرجه عبارت صاحب مفتی اگرچه در بیان [illegible] است مگر تمام عبارت دو کتاب
مرقوم میگردد فی کتاب الجواهر الصحیح من مذهب ابی حنیفة ومحمد رح جواز اقامة الجمعة فی مصر
واحد فی موضعین او اکثر من ذلک وبه ناخذ انتهی وفی مجموعة الغرائب سئل الهندوانی عن الجمعة
فی موضعین فی مصر واحد فقال فیه روایتان والفتوی بالجواز فان ینبغی للمفتی ان یفتی للناس
بما هو اسهل علیهم وهذا صحیح لقول النبی علیه السلام لعلی ومعاذ حین بعثهما الی الیمن یسرا
ولا تعسرا او اکثر من ذلک قوله تعالی یرید الله بکم الیسر ولا یرید بکم العسر انتهی پس روایات
عدم جواز تعدد نزد فقهاء معتبرین مرجوح است لما فی الدر المختار وعلی المرجوح فالجمعة لمن
سبق تحریمة ولیفته بالمعیة پس ترجیح روایت عدم جواز التعدد قطع نظر از آنکه فی الحقیقت
ترجیح مرجوح است ومنشأ آن بر عدم امتیاز مراتب فقها وطبقات ایشان که در طبقات
کبری علامه کفوی وغیرها مذکور است خلاف تصحیح فقهاء متبحرین و نقل روایت مرجوحه
از غنیة المستملی و شمنی وغیره و ترک روایت صحیحه راجحه مندرجه هر یک از علما [illegible] از خلل
مستغرب است و بر مواقف وقائع سابقه مختفی نیست که علماء سلف در ازمنه چنگیزیه چگونه
استخلاص را آئمه ادینه ها قرار داده نماز میگزارند [illegible] اولی و افضل در شهر واحد توحد است
کما فی جامع الرموز لا تستحب فی الموضعین انتهی والله اعلم وعلمه اتم واحکم کتبه محمد سعید عفی عنه

| | دستخط علمای رامپور | | محمد سعید ١٣٤٩ |
|---|---|---|---|

محققین علمای ملت که بر آن اتفاق دارند و تعامل هم بر آن رفته گشته است که اداء جمعه در مواضع
متعدده در شهر واحد جائز و مفتی بها همین است [illegible] اداء [illegible] صورت شرعیه مرتفع است در کنز
الدقائق که جمیع مسائل آن معمول و مفتی بها اند در آن مذکور است تودی الجمعة فی مصر

بموضع پس بان موصوف تعبیر شود و محل جمعه از جمعه آن مواضع که جمع کثرت است و از اذان مخصوصا
ندارد و نیز ابن الهمام صاحب فتح القدیر و صاحب زیلعی که هر دو از معتمدان علمای
فقه و حدیث اند و دیگر محققین هم تعدد مواضع ادای جمعه در شهر واحد فتوی داده اند
و در امداد الفتاح شرح نور الایضاح که مشهور شرح مشهور است دران مذکور است یصح
اقامة الجمعة فی مواضع کثیرة بالمصر و فنائه و هو قول ابی حنیفة و محمد رح و هو الاصح کما فی
الزیلعی و فتح القدیر و معراج الدرایة و البرهان و غیرها لتقیید الدلیل و اطلاق جوازها من غیر
حصر تعدد انیست حکم مسئله مسطوره بموجب شریعت که منقح بنا است تحریر یافت

| جلال الدین محمد کابل | محمد عمران ۱۲۵۹ | محمد عفر الله ۱۲ | غلام حسین ۱۲۴۶ | محمد فضل حق ۱۲۳۳ |
|---|---|---|---|---|

## دستخط علمای شاه جهان آباد

محمد شرف الدین مفتی ۱۲۸۰
عمدة العلما شریعتمدار مولوی ۱۲

نماز جمعه در یک مسجد کلان شهر افضل است و اگر در دیگر مسجد هم ادا شود
و موافق روایات کتب معتبره فقهیه معمول علیها فتوی بر جواز است و آنکه در بعضی روایات
آمده که نماز جمعه در مسجد دیگر نشود صحیح و مفتی به نیست والله اعلم و علمه اتم و احکم

محمد صدر الدین

محمد ... حنفی
نظام الدین مفتی
اکرام الدین ...

بسم الله الرحمن الرحیم

چه می فرمایند علمای دین متین و مفتیان شرع متین در شکاری که از حرب بندوق گلی یا چهره
بندوق کشته شود و نوبت ذبح از کارد و غیره نرسیده باشد شرعا حرام است یا حلال و
کسیکه از گولی بندوق قاصد شکار کند باید نزد حنفیه روی قصد لازم می آید یا نه حسب سند کتب
فقهیه جواب با صواب ارقام فرمایند بینوا توجروا

جواب در صورت مرقومه باید دانست
که در جمیع کتب فقهیه حنفیه از متون و شروح و فتاوی مذکور است که آن آله که بدان شکاری

قطع اوداج و انهار دم بعمل آمده شود حلال ست ذبیحه بدان آله و آنچه اینچنین نیست حلال نخواهد شد ذبیحه بذبح کردن الدان الرجل الذابح لکل ما افری الاوداج و انهر الدم ای اسال کذا فی تنویر الابصار والدر المختار وغیرهما من المعتبرات الحنفیه و بخاری و مسلم وغیرهم روایت کرده اند قال ما انهر الدم و ذکر اسم الله فکل یعنی آنحضرت صلی الله علیه وسلم چیزیکه روان کرده خون را و برده شود نام خدا پس بخور یعنی جائز ست اکل ذبح کرده بچیزیکه روان کند خون را خواه آهن باشد یا نی و این متفق علیه ست میان علما و فقها رحمهم الله تعالی و در روایت ابو داؤد و نسائی نیز وارد شده فقال امرر الدم بما شئت یعنی گفت آنحضرت صلی الله علیه وسلم بگذران خون را بهر چیزیکه بخواهی و همچنین از دیگر احادیث مرویه هویدا میگردد و قاعده کلیه اینست که آن آله که جرح و خرق کند یقینا ذبیحه بدان حلال است و آنچه دران شک شود حلال نخواهد بود ذبیحه ان و بندقه گولی خواه از آهن باشد یا از رصاص یا از گل باشد حلال نیست ذبیحه بدان چه اکثر این جارح و خارق نیست بلکه کاسر و دق کننده و قاطع است بشق عنیف چنانکه در تجربه صحیحین مشاهده کرده شده کما لا یخفی علی المتامل پس ذبیحه بدین حلال نگردد آری اگر بندقه خفیفه محدد و مطول باشند تیر باشد و هم ممکن شود رمی بدان و نیز خرق کند به تیزی خود حلال خواهد بود مگر این نادر الوجود است که حکم بران کرده نشود لهذا الشیخ زین صاحب بحر الرائق فتوی بر عدم حل ذبیحه بندقه داده در تنویر الابصار و در مختار گفته او بندقه ثقیلة ذات حدة لقتلها بالثقل لا بالحد و لو کانت خفیفة لها حدة حل لقتلها بالجرح حینئذ کذا فی التنویر والدر وقوله ولو کانت خفیفة لها حدة قال قاضیخان لا یحل صید البندقة والحجر والمعراض والعصا وما اشبه ذلک وان جرح لانه لا یخرق الا ان یکون شیء من ذلک قد حدده وطوله کالسهم وامکن ان یرمی به فان کان کذلک وخرق بحده حل اکله فاما الجرح الذی یدق فی الباطن ولا یخرق فی الظاهر لا یحل لانه لا یحصل به انهار الدم شرنبلالیه والحاصل انه ان کان القتل بالثقل لا یحل وان جرح الا اذا کما اشار الیه فی الدرر وهو محمل ما اجاب الشیخ زین حین سئل عمن یصطاد الطیور

بالبندق والرصاص والطين هل يحل اكلها ام لا اجاب لا يحل اكلها انتهى ابو السعود
قال فى التبيين والاصل فى جنس هذه المسائل ان الموت اذا حصل بالجرح
بيقين حل وان حصل بالثقل او شك فيه فلا يحل حتما او احتياطا اه قلت فالاحتياط
فى صيد الرصاص ان لا يوكل لانه انما يقتل بواسطة اندفاعه العنيف لا بحده
والله اعلم بالصواب طحطاوى وما قتله المعراض والذى قتله البندقة حرام
لانه لا يجرح كذا فى الكنز والعينى لانها تدق وتكسر ولا تجرح فصار كالمعراض
كذا فى الهداية ولا يوكل ما اصابه البندقة فمات بها كذا فى الكافى هكذا فى
الفتاوى العالمكيرية وچيز يكه بدان ذكاة مى تواند شد قود بدان خواهد آمد ونه بعكس آن
قلت وفى شرح الوهبانية كل ما به الذكوة به القود والا فلا انتهى كذا فى الدر
المختار قوله كل ما به الذكوة اى كل آلة تحصل بها الذكوة يترتب على القتل
بها القود ولا ينعكس كليا لان المشترط فى الذكوة فرى الاوداج وانهار
الدم وهذا لا يحصل الا بمحدد لا بمسلة وابرة فتدبر كذا فى الطحطاوى وفى
حكى فى الاجناس كل ما يتعلق به الذكوة فى البهائم يتعلق به القصاص فى
الادمى وما لا فلا فعلى هذا لا يجب القصاص فى العصا قال صاحب البحر
هذا غير مطرد فى حق النار فانه لو القى انسان فى النار قتل به ولا يتعلق به
الذكوة هذا لكن فى الخزانة اذا وضع الجمر فى المذبح فقطع ما يجب
قطعه فى الذكوة وسال الدم يحل وعلى هذا يندفع الاعتراض كذا فى البحر
ازين بنابر روايت طحاوى است كه اعتبار براى جرح ست اما حسب ظاهر الرواية قصاص
واجب است گو جرح نكند ودر مذهب صاحبين رحمهما الله تعالى هم قصاص مى آيد وازين قاعده
كل ما به الذكوة به القود نيز مطرد نيست والله اعلم بالصواب الراقم محمد صدر الدين عفى عنه

| محمد صدر الدين | صدر الصدور شاهجهان آباد | سيد محمد نذير حسين | نوازش علی | محمد کریم الله |
|---|---|---|---|---|

| محمد قطب الدین | محمد رحمت اللہ | محمد برکت اللہ | فقیر احمد سعید احمدی | الخالق الخبیر محمد لقاء |
| --- | --- | --- | --- | --- |

# دستخط علمای لکھنؤ

محمد عبد اللہ

فی الواقع کشتہ گولی گلی یا سرلی یا چھرۂ بندوق حرام است وکسیکہ از گولی بندوق احدے را قتل نماید بروی قود لازم می آید کتبہ محمد یوسف [محمد یوسف] مفتی لکھنؤ

صح الجواب حررہ محمد رحمت اللہ [لا تقنطوا من رحمۃ اللہ] مفتی لکھنؤ اصاب المجیب حررہ ابو البقاء محمد عبد الحکیم غفر لہ اللہ الرحیم [ابو القاسم محمد عبد الحکیم ۱۲۳] ابن الآن مولانا ملک العلماء عبد العلی محمد فرنگی محل اصاب من اجاب واللہ اعلم وعلمہ اتم حررہ ابو البرکات المدعو بتراب علی

الجواب صحیح ویویدہ فی یواقیت الاختصاص کما فی حیوۃ الحیوان من الحکم [تراب علی ۱۲۳] والخواص و الکلام فی البندق المعتاد قدیما وہو ما یصنع من الطین اما البندق المعتاد الآن وہو ما یصنع من الحدید ویرمی بالنار فہو حرم مطلقا لانہ مخرق مدق سریعا غالبا ولو فی الکبد انتہی وفی البرہان وفی حدید غیر محدد کالسنجۃ روایتان اظہرہما انہ عمد انتہی وفی النہایۃ ان الجرح لا یشترط فی الحدید وما یشبہہ کالنحاس وغیرہ فی ظاہر الروایۃ انتہی وفی السراجیۃ اذا ضرب انسانا بالحدید فقتلہ من غیر جراحۃ قال الشیخ الامام السرخسی یجب القصاص و قال حسام الدین لا لان المعتبر عند ابی حنیفۃ رہ الجرح وفی جامع الرموز وفیہ اشعار بان ما یتخذ منہ السلاح کالحدید والصفر والفضۃ لم یشترط فیہ الحدۃ فقتل اذا ضرب بعمود حدید او نحاس وعن مولانا الامام ابی حنیفۃ انہ لم یقتل واشترط فی غیرہ فقتل اذا ضرب بحجر محدد او قشر قصب کما فی الکرمانی ولو قتل بالابرۃ والمسلۃ لم یقتل وعلیہ الفتوی فالمعتبر الحدید او الجرح کما فی تتمۃ الواقعات انتہی وفی العینی واذا قتلہ بحدید او عنصر غیر محدد کالعمود و السنجۃ فیہ روایتان احدہما انہ عمد ولو طعنہ برمح لا سنان فیہ فجرح کان عمدا وکذا لو قتلہ بمسلۃ ولو قتلہ بابرۃ فہو لیس بعمد اذا لم یتمکن غرزہ فی محل القتل وان غرز بہا فی مقتلہ فہو عمد کذا فی البرہان وذکرنا سابقا ان الجرح لا یشترط فی الحدید وما اشبہ

الحدید کالنحاس وغیره انتهی وفی البزازیه نوع فی موجبه قتله المعراض بعرضه او الحدید قتل وان جرح
وان لم یجرح عندهما یجب وکذا فی ظاهر الروایة عن الامام رحمه الله انه یعتبر الجرح انتهی والله اعلم
بالصواب منقه احقر العلما خادم احمد غفر له الله الصمد

خادم احمد ۱۲۰۷

# استفتا دستخطی علماء رامپور

چه میفرمایند علماء دین و مفتیان شرع متین اندرین صورت که شکاری که از ضرب گولی
یا چهره آهن یا رصاص سر کردن بندوق کشته شود و هنگام سر کردن بسمیه گفته شود و دیگر
نوبت ذبح آن شکار و غیره نرسیده باشد آیا نزد علماء حنفیه حلال است یا حرام و حکم بندقه
یعنی غلوله گلی غلیل مثل گولی و چهره بندوق است یا مغایر و در کشته بندوق دق و کسر است
یا جراحت معتبره عند الذبح بینوا توجروا الجواب شکار کشته شده تیر بر بنا بر شرط تسمیه
و الجرح حلال است و در کتب فقه یافته میشود و نیز در کتب احادیث و همین منصوص است و شکار
بندقه غلیل و تفنگ چهره آهن و غیره حرام است اولا آنکه نص یافته نمیشود و احدی از مجتهدین
تصریح حل شکار بندوق نکرده دوم در بندقه و چهره تفنگ جراحت مفقود است بجهت آنکه
در بندقه غلیل و زخم آن که صورةً بنظر می آید در حقیقت جراحت نمی باشد بلکه از ثقل و حدت
بندقه لحم شکار سوخته میگردد سوم یعنی خون که جاری می باشد از سوختگی عروق همار
میشود نه از جرح و مدار حل بر جرح است و قتیل اگر چه حاد باشد حرام میگردد لهذا بحالت
شک هم احتیاطا حرام میشود بموجب این روایات ولا یحل صید البندقه والحجر والمعراض
والعصا و ما اشبهها وان جرح لانه فی معنی الموقوذة والموقوذة حرام بالنص محیط
فالحاصل ان الموت ان کان بالجرح بیقین حل وان کان بالثقل لا یحل وکذا ان وقع الشک
یحرم احتیاطا ۱۲ اختیار شرح مختار فان ادرکه ای الصید المرسل للکلب او الرمی حیا ذکاه
فان ترکها عمدا فمات حرم کما حرم الصید اذا قتله معراض بعرضه والمعراض السهم الذی
یکون بلا ریش یسمی به لانه یطیر ویصیب الشی بعرضه او قتله بندقه من طینه یدور و یرمی
بها ثم مات بها ویقال لها الجلاهق بثقله وان کانت ذات حدة وانما حرم لاحتمال

انها تقتل بثقلها حتى لو كانت خفيفة بها حدة يحل لتعين الموت بالجرح ۱۲ شرح الياس البندقة لا تجرح ۱۲ عيني ويحرم الصيد اذا قتله بندقة ثقيلة ذات حدة لان البندقة تكسر ولا تجرح وكانت كالمعراض ۱۲ شمنی من مختصر وقايه انبت حکم صورت مسئوله شرعا که تحریر یافت

| محمد عبد الواحد | غلام حسین | حافظ شریف حسن | محمد فضل حق | شہیر عالم محمد علی |
|---|---|---|---|---|

هو الموفق

از تتبع کتب فقه حنفیه مستفاد میشود که مناط حل و حرمت صید یکه بسبب زدن آله شکار مرده دستیاب شود بر حدت و ثقل آله قتل است اگر بجز یکه حدت و ثقل هر دو داشته باشد صید جانور اتفاق افتاد ملاحظه رود که اگر موتش بحدت و جرح آله متیقن باشد آن جانور بلا شبهه حلال است و اگر بثقل متیقن باشد بلا شبهه حرام و در صورت شک حکم بحرمت بمقتضای احتیاط است پس بمسئله کلیه که مجرد ثقل دارد و حدت ندارد در حرمت متیقن نیست و گولی بندوق عرفی که از آهن و رصاص باشد چون حدت و ثقل هر دو دارد ترجیح یکی بر دیگری متعذر نیز حکم بحرمت آن جانور مرده بمقتضای احتیاط است لیکن چهره آهنی و رصاص که مجرد حدت دارد و ثقل ندارد چون موت بحدت متیقن است پس شکار یکه از چهره بندوق که بهنگام شکار با تسمیه اش سر داده باشند مرده بدست آید حلال است و از قواعد مذکوره تفرقه که در گولی بندوق و چهره آتش و غلوله طین است چون روز روشن و در گولی بندوق اگرچه دق و جرح هر دو موجود است لیکن ترتیب حکم بر دق و ثقل موافق قاعده مذکوره نیست بر جرح آن فقط والله اعلم حرره سلامت الله عفی عنه کانپوری

محمد سلامت الله

# استفتاء دیگر از مولوی سید محمد ولایتی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

گولی کا مارا شکار ساتھ تسمیہ کے حلال ہے اس سبب سے کہ گولی انہار دم اور قطع
الاوداج کرتی ہے اور موت گولی کے شکار کی یقینا بالجرح ہے اور کلام خیر المرسلین میں جسکی یہہ
صفت پائی جاوے اوسکا یہی حکم ہے بقولہ علیہ السلام انہر الدم بما شئت
وافر الاوداج بما شئت وما انہر الدم وافری الاوداج فکل اور یہہ جو
عبارت قاضیخان کی ہے لا یحل صید البندقۃ والحجر والمعراض والعصا
وما اشبہ ذلک وان جرح لانہ لا یخرق الا ان یکون شیء من ذلک قد
حددہ وطولہ کالسہم وامکن ان یرمی بہ فان کان کذلک وخرقہ
بحدہ حل اکلہ واما الجرح الذی یدق فی الباطن ولا یخرق فی الظاہر
لا یحل لانہ لا یحصل بہ انہار الدم پس بلا شبہ اوسکا مصداق علیہ صرف
بندقہ غلیل ہے نہ گولی بندوق کی چنانچہ ہدایہ بات لانہ لا یخرق او یدق فی الباطن
ولا یخرق فی الظاہر سے صاف ظاہر ہے اور حددہ او طولہ صرف اسواسطے
کہا ہے تاکہ جرح اور خرق پایا جاوے پس حاجت اسکی صرف بندقہ غلیل میں ہے
نہ بندوق میں کہ تحصیل حاصل ہے اور روایات مفصلہ ذیل سے بھی یہی بندقہ غلیلہ
مراد ہے فی الکنز وغیرہ الذی قتلہ البندق فحرام والبندق فلا تجرح وفی
العینی وہذا لانہا تدق وتکسر ولا تجرح فصار کالمعراض انتہی وکذا

يں كل ما اصاب بالمعراض وارد ہے كل ما اصاب البندقة فمات بها كذا في الكافي
كيونكہ بندوق كا آلۂ جرح ہونا يقيناً ثابت ہے جيسا كہ طحطاوی كی باب قصاص میں
لکھا ہے فالمقتول بالبندقة تقتص لانها آلة تقصد بها القتل بجرح وتفريق
الاجزاء قال شيخ زاده وقد رجع الى هذا امر كان ينازع في كون القتل بها
عمدا موجبا للقصاص اور نيز اوسی باب میں لکھا ہے كل آلة يحصل بها الذكوة
يترتب على القتل بها القود ولا ينعكس كليا لان المشترط في الذكوة فري
الاوداج وانهار الدم وهذا لا يحصل الا بمحدد كالمسلة والابرة پس اسكا
حكم موجبہ جزئيہ ہوا اور موجبہ جزئيہ كو سالبہ جزئيہ لازم ہے تو اب ضرور ہوا كہ گردانيا بندوق
كا ايك فرد افراد موجبہ جزئيہ سے يا سالبہ جزئيہ سے سالبہ جزئيہ سے ہو نہيں سكتا كيونكہ
جرح اور تفرق اجزا جو باعث ہے فری الاوداج اور انہار دم كا وہ پايا جاتا ہے چنانچہ
يہی وجہ ہے كہ مسلہ اور ابرہ كا استثنا كيا نہ بندقہ كا پس لابدی داخل ہو گا تحت میں
موجبہ جزئيہ كا اور يہہ عين مقصود ہے اور اگر كوئی گمان كرے كہ شايد ماكولات میں
احتياط زائد مقصود ہو سو يہہ گمان فاسد ہے كيونكہ قصاص دماء میں سب سے زيادہ احتياط
مقصود ہے اگر اندك اشتباہ بھی قتل بالثقل كا بندقہ میں پايا جاتا تو حكم قصاص كا اوس پر
مترتب نہوتا علاوہ تصريح اس دليل كی ذہی آلة الجرح لقوله عليه السلام زوال الدنيا
اهون على الله من قتل امرء مسلم اب رہ گئی باقی عبارت طحطاوی كی سو
يہہ ہے والحاصل انه ان كان القتل بالثقل لم يحل وان وجد الادماء كما اشار
اليه في الدرر وهو محمل ما اجاب به شيخ زين حين سئل عن صيد الطيور
بالبندقة الرصاص والطين هل يحل اكلها ام لا اجاب لا يحل اكلها انتهى
ابو السعود قال في التبيين الاصل في جنس هذه المسائل ان الموت اذا حصل
بالجرح بيقين حل وان حصل بالثقل او شك فيه فلا يحل حتما او احتياطا انتهى
قلت فالاحتياط في صيد الرصاص ان لا يوكل لانه انما يقتل بواسطة
اندفاع العنيف لا بحده والله اعلم بالصواب هكذا في الطحطاوي سو

یہان بھی مراد بندقہ غلیل ہی خواہ طین سی ہو یا رصاص سی ورنہ بندوق مین قتل
بالثقل محض قول شیخ زین کا بہی نہین ہوسکتا بسبب ثبوت جرح یقینی کی توضیحا
اگر کوئی کہی دیکہین تب بہی مدعا حاصل ہی بسبب رجوع شیخ زین کی قول اول
سی چنانچہ قد رجع آخرہ مسمی ای اشارہ طرف اسکی ہی یعنی پہلی شیخ زین قتل بالثقل
کا قائل تہا اور پہر رجوع کی اوس سی تو اس صورت مین بہی قول اول شیخ زین کا قابل
تسلیم کی نہ ٹہرا اور کیونکر ہوگا کہ الجرح یقینی ہونا اوسکا عند الفقہا ثابت
حتی کہ جو منازعین تہی اونہون نی بہی رجوع کی اور الجرح ہونا اسکا قبول
کیا پس حاصل یہہ صورت اذا حصل بالجرح بیقین حل مین داخل ہی اور
قلت فالاحتیاط لکج جو بیان کیا اوسکا بہی مطلب ہی کہ شکار گولی کا
حلال ہی لیکن احتیاطا ازراہ تقوی کی یہہ ہی کہ نہ کہایا جاوی لیکن حلال ہونی مین اوسکی
کچہہ شک نہین نہ کہانا متعلق تقوی کی ہی فقط

## تحریم الحرام رد الحلال از مولانا محمد مظہر کریم ادام اللہ

فیضہ — بسم اللہ الرحمن الرحیم ونستعین — العمیم

بعد حمد و صلوۃ کچہہ بیان بیچ حرمت شکار گولی بندوق اور رفع شبہات
بعض اہل علم کی کہ قائل حلت اوسکی کی ہوئی تمہید اس مسئلہ کی اسطرح پر ہی
کہ تمام ہندوستان مین درمیان ہر خاص و عام کی یہہ بات شائع و ذائع ہی
کہ جو جانور شکار کی صدمہ ضرب گولی وغیرہ سی گر گیا ہی اگر نوبت ذبح اوسکی
چہری وغیرہ سی پہنچتی ہی اوسکو کہاتی ہین ورنہ مردار سمجہہ کر پہینک دیتی
ہین وقت استفسار کی بعض اہل علم نی فتوی دیا کہ ایسا جانور شکار سی حلال
ہی استعجاب ہوا کہ علماء دیار مختلفہ اہل علم و زمانہای گذشتہ کی ایسی جانور
کو حرام کہتی آئی ہین خلاف جمہور کی کس دلیل سی حلال فرماتی ہین

پوچھا گیا کہ استخراج اس مسئلہ کا ضوابط کلیہ فقہا کرام سے کیا ہے یا سند جزئیہ خاص
کسی کتاب کا رکھتے ہیں سکام مباحثہ دریافت ہوا کہ کوئی روایت جزئیہ خاص در
باب حلت نہیں ہے موت گولی کی شکار کی بالجرح قرار دیکر قواعد کلیہ سے استنباط
فرماتے ہیں اور روایت درمختار و لشترط التسمیۃ من الذابح حالۃ الذبح او
الرمی بصید او الارسال او حال وضع الحدید لحمار الوحش اذا لم یقعد
عن طلبہ مستند لاتے ہیں یعنی او حال وضع الحدید الخ کو مصداق کشتہ گولی کا ٹھہرا
ہیں اور گولی بندوق کو تحت نار گردانتے ہیں اور توڑ گولی کو کہ معروف و مشہور
ہے کاٹ مثل تلوار قرار دیتے ہیں جو کہ سوای دعوی اور بیان ماسبق کی کوئی دلیل
قاطع مستند کسی کتاب یا قول کسی عالم معتبر کی ایسی بیان نہیں فرمائی کہ اوس سے
ہونا گولی کا آلۃ الجرح یقینی و داخل ہونا تحت اوزار کی یا مصداق ہونا او حال وضع
الحدید ثابت ہووے اور ملاحظہ معنی عبارت مذکورہ درمختار سے سطح مصداق
کشتہ گولی نہیں ہو سکتا تہا اس خاکسار اور بعض فضلاء اس شہر نے یہہ فرمانا اونکا
تسلیم نہ کیا و بفحوای روایات ذیل فی الحموی شرح الاشباہ و النظائر ناقلا
من الفوائد الزینیہ انہ لا یحل الافتاء من القواعد و الضوابط و
انما علی المفتی حکایۃ النقل الصریح ۱۲ و فی السراج المنیر و اجمعوا
علی ان المقلد لا یفتی الا بطریق الحکایۃ فیحکی بالحفظ نقلا عن
الکتب المصححۃ کما فی العمادی و القنیۃ ۱۲ فی فتاوی عالمگیریہ
وان لم یکن المفتی من اهل الاجتهاد لا یحل له ان یفتی الا بطریق
الحکایۃ مجرد قول اونکا بدون حکایت و نقل صریح کسی کتاب فقہ کی قابل قبول
و اعتبار نہ سمجہا گیا مگر بعض اشخاص کو سبب فرمانے بعض اہل علم کی حرمت و
حلت شکار گولی بندوق میں شک واقع ہوا لہذا اس عاصی نے یہ سوال بخدمت
علماء دہلی و رامپور و لکہنو و کانپور کی بطلب اسعہ سند کتب فقہیہ ارسال
کیا استفتا با دستخطی و مہری علماء بلاد مذکورہ باندراج روایات کتب معتبرہ فقہیہ

موصول ہوا ہے حضرات علمائے کرام نے حرام ہونا تحریر فرمایا اور عبارات کتب معتبرہ میں
تصریح جزئیہ حرمت شکار گولی پائی گئی حسب تفصیل ذیل کے اول کتاب تفسیر احکام
آیات القرآن عبارت اوسکی یہہ ہے اور تفسیر اکلیل میں ہے کہ جو جانور بندوق کی
گولی سے مرجاوے وہ بھی موقوذہ میں ہے دوسری کتاب الاختصار من کتاب حیوۃ
الحیوان من الحکم والخواص عبارتہ ہذا والکلام فی البندق المعتاد قدیما وہو ما یصنع من
الطین اما البندق المعتاد الآن وہو ما یصنع من الحدید ویرمی بالنار فیحرم مطلقا لانہ
محرق یحرق سریعا غالبا ولو فی الکبیر تیسیری قول شیخ زین مصنف بحر الرائق
واشباہ والنظائر وفتاوی زینیہ جلی ما نقلہ الطحطاوی حیث قال اجاب الشیخ
زین حین سئل عن اصطیاد الطیور ببندق الرصاص والطین ہل یحل
اکلہا ام لا اجاب لا یحل اکلہا انتہی طحطاوی حاشیہ در مختار علیہ الرحمہ قلت
فالاحتیاط فی صید الرصاص ان لا یوکل لانہ انما یقتل بواسطۃ اندفاعہ
العنیف لا بحدہ حضرت محلل نے باوجود ملاحظہ استفتا و دستخطی علمائے کبار و روایات
کلیہ و جزئیہ مستندہ کتب معتبرہ اپنے قول سے رجوع نہ کیا اور عبارات و روایات شرعیہ
میں تاویلات رکیکہ کیا اور توجیہات غلط و ضعیفہ بمقابلہ عبارات صریحہ بیان کیا
اور تحریر فضلائے کبار کو کہ حامل تبحر علوم نقلیہ و عقلیہ سراپا کمال کالشمس فی النہار
ہیں غلط باتفاق اونکے کہا اور خطا فہمی کی محمول فرمایا اور باوجود اس دعوی کے
اپنے کوئی نقل روایت جزئیہ مستندہ کسی کتاب فقہ دلیل میں لائی اور تحریر اپنی ہاتھہ
سے انکار کرتے ہیں مگر زبانی تقریر اکثر لوگوں سے کرتے ہیں بالفعل ایک مرد صالح
ذی علم نے تقریر زبانی اونکی جو بمقابلہ استفتائے تحاریر فحول علمائے کرام مشعر
بحلت شکار بندوق ورد تمام علماء لکھکر میرے پاس بھیجی لہذا دفع شبہات دلائل
حلت تقریر حضرت محلل کرتا ہوں بعونہ تعالی قال المحلل گولی کا مارا شکار ساتھ
تسمیہ کے حلال ہے اس سبب سے کہ گولی آلہ جارحہ ہے اور زخمی کرتی ہے اور مشروع
ہونا اوس کی شکار کی یقینا بالجرح ہے اقول دلیل غیر مسلم ہے منقوض ہے اور گولی فری اور جرح

نہیں کرتی ہے بسبب غلو کے بلا دلیل باطل ہے اسواسطے کہ فری اوداج نزدیک
فقہائے عظام کی عبارت قطع عروق اربعہ یعنی مری و حلقوم و وداجین جیسے
اور اقل قطع تین عروق کا ہے یعنی کہ تین عروق سے کٹا ہوا ذبیحہ کا درست نہیں ہے
کما صرح فی شرح الوقایۃ وعروقہ الحلقوم والمری والودجان وحل
بقطع ای ثلث منہا اقامۃ للاکثر مقام الکل فی الہدایۃ والعروق التی
تقطع فی الذکوۃ اربعۃ الحلقوم والمری والودجان واقلہ الثلث شیئا والمری
المری والوداجین فی الدر المختار وعروقہ الحلقوم والمری والودجان
وحل المذبوح بقطع ای ثلث منہا اذ للاکثر حکم الکل اس شکل میں جہر بند
کا قطع ہو جا رہا تین عروق کی نہیں کرتی ہے کما مر ہے ظاہرا اور ترجیح بین سیلان
دم و فری اوداج دونوں شرط ہے جیسا کہ عبارت وقایہ و بکل ما افری الاوداج
وانہر الدم وتمنع الابصار وحل الذبح بکل ما افری الاوداج وانہر الدم
وخزانۃ المفتین اما الذی فالالۃ ما انہر الدم وافری الاوداج سے صحیح
کیونکہ واو عطف کا جمع و شمول و شارکت پر دلالت کرتا ہے فی نور الانوار
والواو لمطلق العطف من غیر تعرض مقارنۃ ولا ترتیب یعنی ان الواو
لمطلق الشرکۃ فان کان فی عطف المفرد علی المفرد فالشرکۃ ثابتۃ فی
المحکوم علیہ وبہ وان کان فی عطف الجمل فالشرکۃ فی مجرد الثبوت
والوجود وایضاً فیہ کان الواو یدل علی ثبات الحکم للمعطوف علیہ
والمعطوف بکلیہما فکذا الالۃ فیکون بمعنی الواو ولکن الواو وتدل علی الاجتماع
والشمول فی الہدایۃ لان العطف للمشارکۃ فی الحکم فی الجملۃ لان الواو للتشریک
فیقتضی وجود الاول فی حدائق الاعراب ان الواو للجمع فی فصول الاحکام فی
اصول الاحکام فلو عطف بینہما بحرف الواو فاعلم ان الواو بلا خلاف
للعطف ولکن عندنا ہو للعطف مطلقا فیکون موجبا للاشتراک
بین المعطوف والمعطوف علیہ فی الخبر من غیر ان یقتضی مقارنۃ

او ترتیبا وهو قول اکثر اهل اللغة وعلی هذا قال محمد رحمه الله فی الاصل اذا
حلف ان لا یکلم فلانا و فلانا او لا یدخل هذه الدار وذلک الدار لا یحنث
ما لم یتکلمهما او لا یدخلهما وعبارت عینی شرح ہدایہ سے یہ بات صاف
متحقق ہے کما شرط الانہار شرط فی الاوداج پس گویا یہ فری اوداج نہیں
ہے اگر صرف سیلان خون مسفوح ہوا سبب نہ ہوئی فری اوداج کی ذبیحہ درست نہوگا
علاوہ اسکے کلیہ جو جرح وانہار دم کرے ذبیحہ سا تہہ اوسکی درست ہے بموجب
تصریحات فقہاء عظام کے عموما نہیں ہے بلکہ عام مخصوص منہ البعض ہے بہت سے
صورتیں ہیں کہ انہار دم وجرح کو فقہا نے اعتبار نہ کیا اور باوجود انہار دم وجرح
کے حرام لکہا ہے چنانچہ خود تقریر محلل میں عبارت طحطاوی فان وجد الا دماء وعبارت
قاضیخان ان جرح موجود ہے اوس سے ادماء وجرح کا نامعتبر ہونا عیان
ہے بلکہ بعض صورت میں فری اوداج سے بہی ذبیحہ حلال نہیں ہوتا ہے چنانچہ اگر مردہ
یعنی کار دسنگین کو پہینک کر مارے ور سر شکار کا گردن سے علیحدہ ہو جاوے یا قطع
اوداج کرے حرام ہے کما قال فی الهدایة وکذا ان رماه بها فابان راسه او قطع
اوداجه لان العروق تنقطع بثقل الحجر کما تنقطع بالقطع فوقع الشک
اور کل وہ چیز الی قولہ فکل اقول اول وجمع کا اس حدیث میں بہی دلالت و اجتماع
دونوں امر کی کرتا ہے علاوہ اسکے یہ جملہ متنازعہ فیما بیننا نہیں ہے قولہ او یہ
جو عبارت قاضیخان کی ہے قولہ تحصیل حاصل ہے اقول حضرت محلل کہ ما صدق علیہ
اسکا صرف بندقہ غلیل گردانتے ہیں ہم تسلیم نہیں کرتے ہیں کیونکہ ہوسکتا ہے کہ بندقہ
سے ہر شے مدور مراد ہو کہ معنی لغوی بندقہ کی گولی کے ہیں اگر اصطلاح میں
ہر چیز گول کو کہیں خواہ مٹی سے ہو یا پتہر یا آہن یا رصاص سے کچہ منافات نہیں ہے
اور اسقدر مناسبت معنی لغوی کافی ہے چنانچہ محاورات الفاظ سے یہ امر ہویدا ہے
علاوہ اسکے عبارت طحطاوی فالمقتول بالبندقة بفضل سے صاف معلوم
ہوتا ہے کہ اطلاق بندقہ کا گولی بندوق پر ہے جیسا کہ غلیلہ گلی پر اگر لفظ بندقہ

شامل گولی بندوق نہ ہوتی تو اور کوئی لفظ مثل رصاص وغیرہ جس سے گولی بندوق
متمیز ہو سکتی زائد کی جاتی اور جو کہ حضرت محلل بندقہ سے مراد بندقہ غلیل لیتے ہیں
کتب موجودہ فقہیہ میں تصریح لفظ غلیل کی دیکھنے میں نہیں آئی بندقہ اعم لکھا ہے خواہ
غلیل سے ہو خواہ کفنہ خواہ ہاتھہ سے خواہ بندوق یا اور کسی چیز سے پھینکی اگر کسی کتاب
میں لفظ غلیل مذکور ہو حضرت محلل بیان فرماویں صرف تعبیر ہوتی وہ شئی اونکی کافی
نہیں ہے اور جو جناب محلل عبارت لانہ لایخرق سے دلیل اوپر مراد ہونے صرف بندقہ
غلیل فرماتے ہیں لانسلم اور لایخرق سے مراد لایخرق بحدہ ہے نہ مطلق خرق اسواسطے
کہ معنی خرق کے نفوذ ہے کما صرح فی الکافی والغایاتیہ والعینی شروح الہدایہ والطحطاوی
اور معنی نفوذ لغت میں درگذشتن تیر از جائیکہ رسد ہے کما فی الصراح پس معنی قول قاضیخان
لانہ لایخرق کے یہہ ہیں کہ بندقہ وغیرہ نفوذ ساتھہ تیزی ودہار کے نہیں کرتی ہے واگر
تیز ودہاردار کو لیویں اور خرق بحدہ کرے درست ہوگا چنانچہ عبارت آخر قاضیخان
خرقہ بحدہ دال اوپر اسکے ہے پس جب یہہ معنی ہوے غلیلہ گلی اور گولی بندوق میں گو کہ
خرق ہو مگر خرق بحدہ مفقود ہے اور یہہ دونوں مساوی الحکم ہیں بیچ نہونے تیزی و
دہار کے اور جو محلل عبارت قاضیخان یدق فی الباطن ولایجرح فی الظاہر سے اُ
بندقہ غلیل و نفی گولی بندوق لیتے ہیں مستبعد ہے اسواسطے کہ قاضیخان بعد بیان
مسئلہ حرمت صید بندقہ وغیرہ بعد دلیل کے شروع اما الجرح الذی یدق بیان
مسئلہ جدا گانہ کرتا ہے وہ جز مسئلہ سابقہ کا نہیں ہے چنانچہ لفظ استیناف
یعنی اما دلیل بین ہے وہو ما کلمہ اما کا واسطہ استیناف کی کتب نحو میں مصرح ہے قاضیخان
اس جملہ کو دلیل حرمت صید بندقہ میں نہیں لایا ہے اور نہ یہہ جملہ معطوف اوپر لایخرق
کے ہے قولہ اور روایات مفصلہ ذیل سے الی قولہ کذا فی الکافی اقول دید سکی بات
ہو چکی ہے علاوہ اسکے ہم کہتے ہیں کہ حرام ہونا صید بندقہ کا موجب منصوصات ارباب
متون و شروح و فتاوی سے ثابت ہے اور کتب فقہیہ میں تصریح نہیں ہے کہ غلیل سے
پھینکی ہوئی بندقہ بمعنے لغوی لیتے ہیں اوسی کلمن کو اگر بندوق سے چلاویں تو لازمہ

بموجب اطلاق عبارات فقہا کی کشتہ اوسکا حرام ہوگا و اگر بندوق کی نکلی کی بسبب چلانی
بندوق سی کشتہ گولی نکلین تا بہی حلال ہوگا تو لائق تسلیم و قبول ہوگا کیونکہ متقدمین و متاخرین
علما و فقہا کرام باوجود حرمت صید بندقہ تحریر فرماتی ہین یعنی یہہ تفصیل نہین کرتی کہ اگر بندوق
سی گولی نکلین یہ سکا جاوی حلال ہوگا و درصورت اس ما دلینی کی اطلاق فقہا باطل فی الاصل ہوگی
وہو غیر ممکن قولہ کیونکہ بندوق کا آلہ جرح ہونا یقینا ثابت ہی الی قولہ موجب للقصاص اقول
عبارات طحطاوی سی ہونا بندوق کا آلہ جرح و صید و ذبائح مین ہرگز ثابت نہین ہوتا ہی و درباب
قصاص مین جو عبارت طحطاوی سی آلہ جرح ہونا اوسکا نکلتا ہی تو یہہ ضرور نہین ہی کہ جو معنی
جرح کی باب قصاص مین مراد ہوون وہی صید و ذبائح مین مراد و معتبر ہوون اصطلاح فقہا کی
ہر باب مین علیحدہ ہوتی ہی جیسا کہ سکر ایک لفظ ہی نقض وضو مین اوسکی اور معنی اور حد شرب خمر
مین اور معنی اور وجوب حد مین اور معنی مراد ہین کما صرح فی الحلبی و غیرہ من المعتبرات اور باب صید و
ذبائح مین جملہ وہ چیزین کہ انہار دم و فری اوداج اپنی تیزی دہار سی کرین آلہ جرح ہین خواہ آہن سی
ہو یا غیر اوسکی سی اور باب قصاص مین سلاح و قائم مقام سلاح جو مفرق اجزا ہو اور آلہ آہن یا
اوسکی بنی تیزی و دہار ہو یا نہو و سوای آہن کی جو محدد ہو یعنی دہار دار معتبر ہی پس آلہ
ذبح و صید و قصاص مین مساوات نہین ہی و یہان یون بعید مثلا آلہ آہنین بیپرہ سی جو کوئی
کسیکو مار ڈالیگا اوسپر قصاص واجب ہوگا اور اس سی جانور کو مار ڈالیگا تو کہانا اوسکا
درست نہوگا کیونکہ اسمین دہار نہین ہی اور طحطاوی مین کہ وجوب قصاص کشتہ گولی بندوق
سی لکہا ہی متفرع اوپر دو امر کی ہی ایک یہہ کہ گولی بندوق سخت کلیہ و کذا کل ما لا یلبث
ای لا یمکث اذا ضرب بل ینفذ مین داخل ہی دوسری یہہ کہ گولی بندوق کی رصاص سی
ہوتی ہی جنس آہن سی ہی اور اہن او رجنس آہن مین تیزی و دہار ہو یا نہو اور قطع کری
یا دق کری مقتول اوسکی پر قصاص لازم آتا ہی چنانچہ عبارت طحطاوی سی یہہ صاف
ظاہر ہی بخلاف صید و ذبائح کی کہ اوسمین حدت و جرح شرط ہی اور دق سی حرمت ہوتی
ہی فی الطحطاوی و فی البزازیہ رمی شئ او القی فیہ انسانا او القاہ فی النار یجب
القصاص کالسلاح و کذا کل ما لا یلبث ای لا یمکث اذا ضرب بل ینفذ قال

المكي ما نصه قال المرحلي وكل ما لا يلبث عادة الخصر في ان القتل بالبندق عمدا
وفي حاشية ابي السعود لمسكين فالمقتول بالبندقة يفصل له اذ هي لا يقصد به
القتل وتجرح وتفرق الاجزاء قال شيخنا وقد يرجع الى هذا من كان يزعم في كون
القتل بها عمدا موجبا للقصاص اه قوله او المثقل من حديد قال في شرح الطحاوي
العمد ما تعمد قتله بالحديد كالسكين او السيف وما كان كالحديد سواء
كان له حدة يضع بضعا او ليس له حدة ولكن يرض رضا كالعمود وسنجات
الميزان او غيرها او طعن بالرمح او الابرة او الاشفى بعد ان يقع عليه اسم
الحديد سواء كان الغالب عليه الهلاك او لم يكن لان الحديد منصوص
عليه لقوله عليه السلام لا قود الا بالسيف وفي رواية لا قود الا بالسلاح
وفي رواية لا قود الا بالحديد والمنصوص عليه لا يعتبر فيه المعنى وكذلك
ما كان من جنس الحديد مثل الصفر والرصاص والفضة والذهب والآنك
سواء قتله بضعا او رضا وما كان من غير جنس الحديد ان عمل عمل الحديد
فهو عمد والا فلا كما اذا احرقه بالنار فهو عمد لانها تعمل عمله لانها تشق الجلد
وكذلك ما كان له حد يعمل عمل السيف كالزجاج وليطة القصب وحجر له حد
مما يضع بضعا او يطعن كخشب له حد فهذا يعمل عمل الحديد فهو عمد اه و
قال فخر الدين قاضيخان في فتاواه ظاهر الرواية في الحديد وما يشبه الحديد
كالنحاس وغيره لا يشترط الجرح لوجوب القصاص وقال في الاجناس ذكر
في الشروط الكبير انه لا قصاص في العمود الحديد لانه لا يجرح اه اتقاني قال
شيخ شيخنا قاسم في حاشيته على شرح المجمع فعلى ظاهر الرواية العبرة للحديد
نفسه جرح ام لا وعلى رواية الطحاوي العبرة للجرح نفسه حديدا كان او
غيره قال في الينابيع وهذه الرواية اصح اه وظاهر صنيع الزيلعي اختيارها
اه سندي في حاشيته قلت فعلى ظاهر الرواية لا شك في وجوب القصاص بالقتل
بالبندقة لانها من جنس الحديد وعلى الاصح لقصص لجرحها فان نظر فما

الی ظاہر الروایۃ وجب القصاص بالقتل بہا وان لم یجرح وعلی الاصح یجب اذا جرح ۱۲ پس جو آلۂ قصاص مین متفرق اجزاء جارح معتبر ہوگا ضرور ہے کہ وہ انہار دم اور فری اوداج ذبیح مین بھی جرح معتبر ہو دے اور قول سے صاحب طحطاوی کے باب صید و ذبایح مین تصریح حرمت بندقہ رصاص کی درباب قصاص مین قیود واجب ہونا بندقہ سے موجود ہے پس صریح دلالت کرتا ہے اوپر اس امر کے کہ بموجب شرائط ذبح وصید کے کشتہ گولی حرام ہے اور قصاص مین بموجب شرائط مذکورہ اوس باب کے قصاص لازم ہے کچھ درمیان دونون قول اوسکی کے منافات نہین ہے قولہ اور نیز اوس باب مین لکھا ہے الی قولہ عین مقصود ہے اقول تقریر منطقی مجلل کی اس مقام مین مناسب نہین ہے اسواسطے کہ جس علم مین بحث ہوا وسی فن مین گفتگو مناسب ہوتی ہے اور بعض مردم عوام اس تقریر منطقی پر ہم اگر کرین تو حاصل ما بہ النزاع خبط ہو جاویگا اور تحریر طولانی ہوگی اور ہر ایک شخص کی سمجھ مین نہ آویگا اور داب مناظرہ سے بعید ہے لہذا ہم اعراض کرتے ہین اور بقدر مطلب ضروری گفتگو کرتے ہین ہم بندوق کو موضوع سالبہ جزئیہ سے کہتے ہین اس تقریر سے کہ عکس موجبہ کلیہ یعنی کل ما بہ الذکوۃ یقع بہ القود کا موجبہ جزئیہ ہے یعنی بعض ما بہ القود یقع بہ الذکوۃ اور سالبہ جزئیہ اسکا علی فرض تقریر المجلل موجبہ جزئیہ کو لازم ہے وہ یہ ہے کہ بعض ما بہ القود لا یقع بہ الذکوۃ اور ما نحن فیہ بندقہ الرصاص بیچ افراد بعض ما بہ القود کی داخل ہے پس ثبوت ذکوۃ اسکا سے وہ کا حرام ہے حاصل ہے اور مجلل جو داخل ہونا لابدی تحت موجبہ جزئیہ مین کہتے ہین ممنوع ہے اور جو مجلل استثنا کرنا بسلہ و ابرہ کا تحریر فرماتے ہین عبارت طحطاوی مین استثنا نہین ہے بلکہ سبقت ہے اور معنی لا بمسلۃ و ابرۃ کے یہ ہین کہ فری اوداج و انہار دم جو بالتہ سوجی اور سوزن کی حاصل نہین ہوتا ہے پس کوہ انکی درست نہوگی بخلاف قصاص کے کہ وہان آہن ہونا شرط نہین ہے اور بسلہ و ابرہ آہن ہے پس قصاص سابتہ قتل اسکی کے ہوگا قولہ اگر کوئی گمان کرے الی آخرہا قال امر مسلم اقول جہۃ تقریر جناب مجلل کی کہ اگر اندک اشتباہ بھی قتل بالثقل کا بندقہ مین پایا جاتا تو حکم قصاص او سپر مترتب

نہوتا ہمیں بھی یا اسپر کہ عبارت درمختار و طحطاوی پر غور نہیں کیا کیونکہ درمختار میں بعد لفظ
سلاح کی اور مثقل من حدید مرقوم ہی یعنی آلہ مثقل حدید سے قتل عمد ہوتا ہی اور طحطاوی
نی اوپر اس قول درمختار کی بہت طول لکھا ہی جیسا کہ اوپر عبارت اوسکی نقل ہوئی ہی
اور سنجات میزان و عمود و اشیٔ وغیرہ کو آلہ قتل عمد میں قرار دیا ہی بسبب مثقل یقینا
ہیں اور روایات ذیل سے بھی قتل عمد ہونا مثقل سے مستنبط ہوتا ہی قال فی رمز الحقائق
شرح كنز الدقائق واذا قتله بحديد او صفر غير محدد كالعمود والسنجة فيه روايتان اظهرهما عمد
في خزانة المفتين ولو قتله بحديد او صفر غير محدد كالعمود والسنجة فا
غيرهما فيه روايتان قال في شرح المختار في ظاهر الرواية هو عمد لانه اصل
الآلة في فتاوى الحمادية ناقلا من الينابيع والعمد ما تعمد ضربه بسلاح
كالسيف والسكين والرمح والسنانة والابرة والمسلة وما كان من حديد كا
لعمود وسنجة الميزان سواء لذلك حدة يبضع بضعا او لم يكن له حدة
ولكن رضه رضا وسواء كان الغالب عليه الهلاك او لم يكن بعد ان يقع
على آلة القتل اسم الحديد وكذلك ما كان من جنس الحديد كالصفر
والرصاص والذهب والفضة قتل به بضعا او رضا في فتاوى قاضيخان
اما الآلة التي توجب القصاص اذا حصل القتل عمدا بالجارحة كالسيف
والسكين والرمح والسهم حديدا كانت الآلة او غير حديد كما لو ذبحه
بليطة القصب والرمح الذي لا سنان له بعد ان يكون محددا او الحجر و
العود والنشابة والسهم الذي لا نصل فيه اذا رماه فاصابه فجرحه او
ضربه بعمود حديد او ما يشبه الحديد كالنحاس والشبه والرصاص
والذهب والفضة اذا ضربه فجرحه او شق بطنه بخشب محدد او رماه
بسنجة الف درهم فجرحه او لم يجرحه فمات من ذلك يقتل وذكر في
الاصل اذا ضربه بحديد لا حدة له كسنجة الميزان والعمود يجب
القصاص وان لم يجرحه من الاسرار فاذا عمل الخشب او الحجر عمل في

الجرح الحق به ولو بعد شبهة انما الثبت للقتل فقد مات بالكلب بلا شبهة
قوله اب رہ گئی باقی عبارت طحطاوی الی قوله یقینی کی اقول مراد لینا اس عبارت سے
بندقه غلیل کا خواہ طین سے ہو یا رصاص سے محض دعوی بلا دلیل ہے اور سخافت اس قول کی
ما سبق سے ظاہر ہے عجب ہے کہ حضرت محلل نے باوجود تصریح لفظ رصاص کے مادہ
غلیل کا کس استدلال سے نکالا نہ دلیل نقلی ہے اور نہ تعامل و رواج ہے و اگر کوئی دلیل
اس بات کی کہ بندقه رصاص اور غلیل سے ہی رکھتے ہیں بیان فرماویں قوله وصنا
الی قوله واصل سے اقول کہنا اس امر کا کہ شیخ زین نے قول اول سے رجوع کیا ادعای
محض بحکم صحیح ہے اور ہر گز عبارت قد رجع سے یہ امر مستفاد نہیں ہے کما لا یخفی علی
الفطن اس مقام پر گفتگو القتل میں تھی جو مخصص القتل میں اوسکو معدود نہیں کرتا
تھا اوس سے رجوع کی نہ معلوم کہ وہ مخصص کون تھا چنانچہ یہ امر عبارت قد رجع الی آخرہ
سے صاف ظاہر ہے اور صاحب طحطاوی نے [illegible] شیخ زین کا رجوع کفتہ میں نہیں لکھا اور
نہ یہ کہا کہ شیخ زین پہلے قائل اسکے تھے کہ بندقه القتل محدد نہیں ہے ورنہ لفظ کل من
کان مذکور ہے حیرت ہے کہ حضرت محلل کس طرح اپنی طرف سے کہتے ہیں کہ شیخ زین نے
رجوع کیا قول اول سے ہذا بہتان علی الطحطاوی و شیخ زین اور طرفہ یہ ہے کہ شیخ زین
مسئلہ صید و ذبائح میں قائل حرمت صید بندقه طین و رصاص ہیں اور طحطاوی میں
بجنبہ مصرح ہے اگر رجوع کرنا اونکا نزدیک طحطاوی کے ثابت ہوتا تو قول مرجح و مرجوع کو
بدون اشارہ طرف رجوع کے کیوں لاتا اور باب قصاص میں کیوں تصریح نام شیخ زین و
رجوع قول اول سے نکرتا کوئی ضرورت ایسی نہ تھی کہ تصریح نکرتا اور کسی کتاب سے رجوع
اونکی واضح نہیں ہے اور انکی دو قول ہر گز منقول نہیں ہیں اسیطرح قول حضرت محلل کا کہ
جرح ہونا اوسکا یقینی عند الفقہا ثابت ممنوع ہے فقہا نے آلہ جرح ہونا کہ انہار دم و فری
اوداج کرے باب صید و ذبائح میں نہیں لکھا ہے بلکہ یا الا مال سبب ہونے [illegible]
کے [illegible] ہونا بندقه کا کتب فقہا میں ثابت و عیان ہے حضرت محلل جس امر کو اپنی
طرف سے تحریر فرماتے ہیں و اگر کوئی روایت اس باب کی ہو تو وہی بیان فرماویں اور

قلت شیخ زین ابن نجیم صاحب بحر الرائق و اشباہ و نظائر و فوائد زینیہ وغیرہا متاخرین فقہا
میں شمس الائمہ ہیں حضرت محلل کا منصب نہیں ہے کہ قول اوسکی کو تضعیف کریں اور
کوئی اہل علم بمقابلہ قول شمس الائمہ موصوف کی اعتبار اوپر فرمانے حضرت محلل کے نہ کریگا
اور جس حالت میں کہ صغریٰ و کبریٰ تقریر حضرت محلل کا ممنوع و غیر مسلم ٹھہرا پس نتیجہ اوسکا
یعنی یہہ عبارت پس حاصل یہہ صورت اذا حصل الحرج سقیین حل میں داخل ہے یا خلل ہے تو قول
اور قلت فالاحتیاط الخ ما قال العوقی کی ہے اقول یہہ مطلب کہ حضرت محلل ارشاد فرماتی
میں ایسی دلیل کہ کیک مستند کسی کتاب میں لکھی ہے یا ورنہ مستند کسی قول عالم سے ہے تو
نزدیک کسی اہل علم کے ایسی تادلیل طبع زاد حضرت محلل کی کب لائق اعتبار ہوگی جو شخص واقف
و ماہر علم فقہ و اصول فقہ سے ہے ہرگز قبول نہیں کریگا اور حضرت محلل دو لفظ سے یہہ مطلب
نکالتی ہیں ایک لفظ فالاحتیاط دوسری لا یوکل سے اور اس طرح تقریر کی ہیں کہ مفہوم
لفظ احتیاط کا یہہ ہے کہ حلال ہے مگر اولیٰ و احوط یہہ ہے کہ نہ کہایا جاوے اور لا یوکل
سے یہ لفظ ہے کہ شامل حرام و مکروہ کو ہے صاحب طحطاوی نے صریح لفظ یحرم یا لا یحل نہیں کہا
سو یہہ دونوں بات خلاف مصطلح فقہاء کرام ہے یہہ صرف اختراع حضرت محلل کی
سو اسطے کہ لفظ لا یوکل محاورات فقہا میں مرادف یحرم و لا یحل ہے چنانچہ غیر ماکول اللحم
و لا یوکل کتب فقہ میں بیچ ابواب سور و نجاست و صید و ذبائح و ما یحل و یحرم من الحیوان
کی ہزار جا موجود ہے کہیں جگہہ لفظ لا یوکل سے ان ابواب میں مکروہ مراد نہیں ہے چنانچہ
اسی جز خاص حرمت صید بندقہ میں مختار و شرح وقایہ و مواہب الاختصاص و
تمرتاشی و شرح الیاس و کنز الدقائق میں لفظ حرم و یحرم و ہدایہ و فتاوی سراجیہ
و خزانۃ المفتین و کافی شرح وافی و عالمگیری و طحطاوی مختار الفتاوی میں بلفظ لا یوکل
اور محیط و مختار الفتاوی و تحفۃ الملوک شرح المختصر للعینی و عبارت شیخ زین و قاضی خان
میں بلفظ لا یحل مذکور ہے و مآل ہر ایک کا حرمت ہے اسی طرح اکثر مسائل حرمت صید
و ذبائح میں یا لفظ ثلثہ مذکور مسطور ہیں کما لا یخفی علی من لاحظ کتب الفقہ و الحدیث
اور جو حضرت محلل سلمہ مفہوم لفظ احتیاط سے حلال ہونا کرکے تا ہر راہ تقوی کی

نکالتی ہین اور یہہ امر مصرح نہین ہی اور مفہوم روایت سی جو نکالتی ہین وہ معتبر نہین
ہی چنانچہ امام ابو الفتح بن ابی بکر عبد الجلیل مرغینانی نی بیچ کتاب فصول الاحکام
الی اصول الاحکام کی فرمایا ہی عبارتہ ہکذا وظاہر المذہب عندنا ان المفہوم لیس
بحجۃ ثانیا اصطلاح فقہا مین جس چیز مین سبب حرمت یقینی ہوتا ہی اوسکو حرام کہتی
اور جسمین دونون سبب حرمت وحلت پایی جاوین یا شک وہم ہو کہ اسمین سبب حرمت
ہی اوسکو حرام احتیاطا کہتی ہین اور مقصود حرام احتیاطا سی یہہ ہوتا ہی کہ حرام ہی
مگر سبب حرمت یقینی نہین ہی بلکہ مشکوک ہی حلت ہوا احتیاطا اوس
تو ترک چاہی تاکہ استعمال حرام کسی وجہ سی نہو اور فائدہ اس تفرقہ کا حکم مین اور شدت
وخفت حرمت اور حلت مین اور تجنب ہی چنانچہ روایات مفصلہ ذیل سی مستفاد ہی
فی الاختیار شرح المختار فالحاصل ان الموت ان کان بالجرح بیقین حل وان کان
بالثقل لا یحل وکذا ان وقع الشک یحرم احتیاطا فی الطحاوی ناقلا عن التیسیر
والاصل فی جنس هذه المسائل ان الموت اذا حصل بالجرح حل وان حصل
بالثقل او شک فیہ فلا یحل حتما او احتیاطا فی الهدایۃ والاصل فی جنس
هذه المسائل ان الموت اذا کان مضافا الی الجرح بیقین کان الصید حلالا
واذا کان مضافا الی الثقل بیقین کان حراما وان وقع الشک فلا یدری
مات بالجرح او بالثقل کان الصید حراما احتیاطا ہر چہ کہ اوسکو جس جگہ
شبہہ وشک حرام کا ہی ہوتا ہی اور سبب حلت یقینی ہوتا ہی نزدیک فقہا کی حرام
احتیاطا ہوتا ہی اسواسطی کہ قاعدہ اصول کا ہی کہ جس جگہ حلال وحرام جمع ہووین
یا سبب حلت وحرمت دونون پایی جاوین جانب حرمت کو غلبہ ورجحان ہوتا ہی
چنانچہ روایات مفصلہ ذیل سی یہہ امر مستفاد ہی فی العینی شرح الهدایہ قولہ ولم
یملک حلالا یعنی لو قطع النصف من کل واحد من الاربعۃ لا یحل ترجیحا
للحرمۃ علی جانب الحل عند الاستواء فی الهدایۃ بخلاف ما اذا قطع
النصف لان الاکثر باق فکانہ لم یقطع شیئا او احتیاطا لجانب الحرمۃ فی

الكفاية حاشية الهداية يريد به لما كان الرجحان لجانب الحرمة وكان النصف
ايضا في حكم الاكثر في العناية شرح الهداية قوله بخلاف ما اذا قطع آه
قيل لما كان جانب الحرمة مرجحا كان النصف ايضا في حكم الاكثر فكانه لم
يقطع شيئا وربما الوجه الى هذا القول احتياطا لجانب الحرمة في العناية
شرح الهداية قوله لان الاكثر اي الاكثر الحكمي وهو النصف باق لان النصف
له حكم الاكثر في مواضع الاحتياط في الهداية ولانه اجتمع المبيح والمحرم
فيغلب جهة الحرام [illegible] احتياطا في الكافي قوله نصا اي بالنص وهو
قوله عليه الصلوة والسلام ما اجتمع الحلال والحرام في شي الا وقد غلب الحلال
الحرام احتياطا اي لان الحرام واجب الترك والحلال جائز الترك فكان الاحتياط
في الترك في العيني شرح الهداية قوله نصا اي من جهة النص قال الشراح
اراد به قوله صلى الله عليه وسلم ما اجتمع الحلال والحرام الا غلب الحرام الحلال
قوله واحتياطا اي من جهة الاحتياط لانه لما دار بين كونه حراما وحلالا
فالاحتياط في تركه لئلا يستعمل الحرام من وجه في العناية شرح الهداية
قوله نصا اي بالنص وهو قوله صلى الله عليه وسلم ما اجتمع الحلال والحرام
الا وقد غلب الحرام الحلال في العيني شرح الهداية والعناية قوله شبهة
الحرمة يعني في الصورة الاولى مع ان الحرمة اسرع ثبوتا لغلبة الحرمة
على الحل منه في الكفاية شرح الهداية لان الحرمة اسرع ثبوتا لان معناها
الاحتياط في الهداية ولان احتمال الموت بسبب اخر قائم فما ينبغي ان يحل
اكله لان الموهوم في هذا كالمتحقق كما روينا في العيني شرح الهداية قوله هذا
يعني باب الصيد قوله كالمتحقق اي في حق الحل والحرمة في العناية واما اذا
وجده وفيه جراحة اخرى فليس له ان ياكل ترك الطلب او لم يترك كما سيجئ
لانه ظهر لموته سببان احدهما يوجب الحل والاخر يوجب الحرمة فيغلب
الموجب للحرمة في الهداية ولو وجد به جراحة سوى جراحة السهم لا يحل